پ

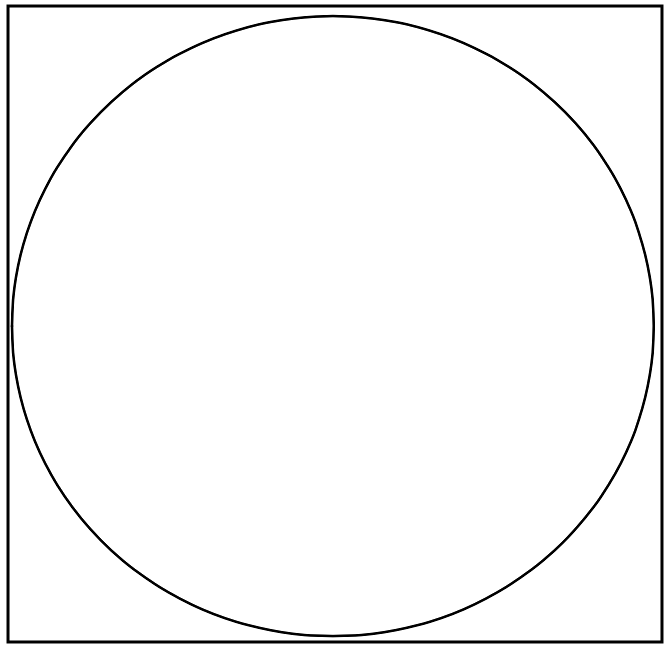

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبَّنَا وَیَرْحَمُنَا وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنُ اَلَّذِیْ اَرْسَلَہُ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَالْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُّحِبِّیْھِمْ مُتَّبِعِیْ اٰثَارِھِمْ بِبَرَکَتِہٖ ھٰؤُلَاءِ الْکُبَدَاءِ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ اٰمِنًا.

ہزاروں ہزار حمد وثنا اس پاک ذات کا جس نے مجھ کو میرے پیر مرشد شیخ قبلہ وکعبہ سلطان العارفین بلند پرواز انوار طریقت راز پنہاہ عارف کامل روشن ضمیر حضرت سلطان چھّو رعلی شاہ حسینی قادری سروری قدسرہٗ کی فضل برکت سے خانقاہ میں جو بھی ارشادت وبیانات ہوتے ہیں. اس حقیر کمترین نے ان ارشادات کو قلم بند کیا اور جہاں تک اپنا ذوق تھا اور اپنا فہم ناقص کے مطابق عنوانات کی تعین اور مضامین کی ترتیب کو عمل مین لایا. میری والدہ صاحبہ زیب انساء قادری سروری مرحومہ نے کتاب کے لکھتے وقت اسرار و رموز کو سمجھایا اور بہت جگھوں پر رہنماہی کی. اور مجھے بڑا افسوس رہا کہ یہ کتاب انکی زندگی میں شایع نہ ہو سکی جو بڑی محرومی کا باعث ہے.

زیر نظر کتاب مطالعہ میں نے شریعت اور طریقت کے بہت سارے کتابو سے استفادہ کیا ہے تا کہ

کتاب مفید سے مفید ترین بن جاوئے **فیضان تصوف** آپ کے سامنے ہےاور تصوف پر بہت سارے کتابین لکھی جاچکھی ہےاور اگر کوئی آج تصوف پر کتاب لکھنے کاارادہ کرےتو اسے انھیں کتابوں کا سہارالیناپڑتاہےجس کےعلاوہ کوئی چارہ نہیں ہے. میں کم علم وکجھ فہم کیاتحریر کرسکتاہے.اہل علم خصوصاً اہل طریقت حضرات سے عرض ہے کہ اگر مجھ ناقص نے کہیں غلطی کی ہوتو بجائے نکتہ چینی کے صحت فرما دے مشکور ہون گااور بارگاہ خداوندی میں التجاہے کہ دامن رحمت میں ڈھانک لئے وہ غفورالرحیم ہے.
اور جو کچھ تحریر کیاہے یہ میرے پیر مرشد کاتصرف ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ منازل.

آخر میں دعاہے کہ خداوندے عالم اس کتاب کوقبول فرمائے اور مجھ کواور میری والدہ کی بخشش کا وسلیہ اور بندگان خداکے کئے صلاح وفلاح دارین کاذریعہ فرمائے-

فقط دعاگو:-

الحاج شفیع آحمد عرف خلیفہ شاہ ثانی سروری علی شاہ قادری سروری
نمبر-17. ڈِی-1اسٹریٹ سواجی روڈکراس
بنگلور-560051

10.02.2004مطابق ۲ذی الحج ۱۴۲۴

مقدمہ

حقیقت تصوف کسی سلسلہ طریقت سے منسلک ہوجانے یا بزرگوں اور اُولیا اللہ کے عرس منانے کا نام نہیں ہے اور نہ ہی غاروں اور جنگلوں میں ذکر وفکر تک محدود کر دینا ہے اور نہ رہبانیت کی تعلیم دیتا ہے.
اور نہ ہی خانقاہی نظام سے چمٹ جانے کی تعلیم دیتا ہے نہ ترک دنیا کی تعلیم دیتا ہے. نہ تو شریعت کی پابندی سے آزود ہوجانے کا نام ہے. تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک اور آسیبی عملیات کا نام ہے
اور نہ ہی کسی خاص لباس پہن لینے سے صوفی بن جاتا ہے تصوف کسی خاص لباس میں اٹکا ہوا نہیں ہے طریقت کے نام پر شریعت ترک ہوگئی. فقیری تو دل کی صفت ہے.
آج وہ ایمانی اخلاقی اور روحانی تڑپ نظر نہیں آتی ہر طرف دین اور روحانیت سے بیزارگی پائی جاتی.
آج کا تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے کے باعث خدا اور رسول کا انکار تو نہیں کرتا کیونکہ سماجی دباو شرم اور ڈر لاحق ہے لیکن دراصل وہ بری طرح بے یقینی کا شکار ہو چکا ہے. اس لے روحانیت کو حاصل کرنے ہندو سوامیوں گروں جیسے راوی شکر' شکوبوننداسوامی' سیہ بابا وغیرہ کے در پر جارہے ہیں جو مڈڈیٹیشن' گیان' MEDITATION' , YOGA. SOUL. BODY MIND BREATHING TECHNIC سائنس انداز میں پیش کررہے ہیں. لوگوں کو اپنی طرف راغب کررہے ہیں. جب کے ہمارے علماء دین صرف فرائض' فضائل یا احکامات کے سوائے کچھ بتاتے نہیں اور مسائل کے اُوپر مسلمانوں کو منتشر کردیے ہیں آج بہت سارے جماعتیں بن گی ہیں. طریقت کے بزرگان دین اسرار' رموز بھید معرفت کہے کر کچھ ظاہر نہیں کرتے. اور اپنے سلسلہ کو ہی سب سے اچھا جتاتے ہیں. بلکہ اسلامی تصوف ایک مکمل دین ہے ایک پیغام عمل پیغام انقلاب اور پیغام حرکت ہے جس میں احکامات بھی ہیں اخلاق بھی ہیں معملات بھی ہے تزکیہ نفس بھی ہے صفائے قلب بھی ہے اطاعت حق بھی ہے محبت الٰہی بھی ہے رضائے الٰہی بھی ہے معرفت الٰہی بھی ہے.

تاریخ اسلام سے معلوم ہوتا ہے امام غزالیؒ اپنے دور کے عظیم عالم، فلسفی، محقق، اور عبقری انسان تھے، جن کا مقابلہ ان کے دور میں کوئی نہ کر سکا جن کو 'الراسخون فی العلم' کا درجہ حاصل تھا. آپ فرماتے ہیں:-

میں دلائل علم الکلام والوں کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ آیا تمہارے پاس حق ہے؟ تو انہوں نے دلائل دے میں نے کہا کہ میں ان دلائل کو مانتا ہوں لیکن ان دلائل کے ذریعہ تو میں حق تک نہیں پہنچ سکا.

میں فلسفیوں کے پاس گیا جن کے علوم وفنون پر مجھے خود بھی عبور حاصل تھا لیکن وہ بھی میرے واصل بحق ہونے کا باعث بن نہ سکے- پھر میں اس زمانہ کے فرقہ باطینہ کے پاس گیا اور اُنسے راہ حق کے متعلق پوچھا لیکن بے سود. غرض ساری راہیں دیکھ لیں لیکن کہیں بھی مجھے حق نہ مل سکا- آخر کار میں صوفیاء کی بارگاہ میں پہنچا ان سے پوچھا کہ حق کیا ہے.؟ تو انہوں نے فرمایا حق ہماری راہ میں ہے. چنانچہ میں نے ان کی راہ کو اپنایا تو حق کو پا لیا- امام غزالی کا مدعا یہ ہے کہ میں نے یقین کی حد تک جان لیا ہے کہ اللہ تک پہنچانے والا راستہ صرف صوفیاء کا راستہ ہے. باقی سب راستے بہکانے والے اور شیطانی ہیں کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ صوفیاء کی ہر بات تمام انسانوں کی بات سے اعلیٰ ہے ان کا طریقہ سب طریقوں سے عمدہ ہے اور ان کے اخلاق سب لوگوں کے اخلاق سے بڑھ کر ہیں.

صوفیاء معاملات حیات میں اپنی عقل سے رہنمائی لینے کی بجائے تاجدار کائنات کے اشاروں کے منتظر رہتے ہیں حضور ﷺ پردہ اٹھا دیتے ہیں اور یہ شربت دیدار سے سیراب ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قدم پر حضور ﷺ سے رہنمائی پاتے ہیں.

ثابت ہو کہ علم حقیقی یا عین الیقین کی کیفیت سوائے تصوف کے اور کسی فلسفہ میں حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ تصوف کے طریقہ میں دل شفاف ہوتے ہیں ذہن مجلی ہوتے ہیں اور روحانی ذوق حاصل ہوتا ہے تصوف کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ ان ہی کے باطن اور مغز کا نام ہے.

اس کتاب کو میں تین بابوں میں منقسم کیا ہوں.

پہلا باب میں شریعت کے فرائض احکامات ضروری مسائل قرآن اور حضور اقدس ﷺ حسب ونسب احدیث وغیرہ کا بیان ہے. قرآن اور حضور اقدس ﷺ پر اگر دُنیا کے سارے درخت قلم ہو جائے اور

سارے سمندر سیائی بن جائے پھر بھی ان کی شان میں کم ہی لکھا جاہیگا تو مجھ جیسا گنا گار کیا تعریر کر سکتا ہے. باب دوم میں طریقت کے مسائل بیعت-تصور-شیخ-کلمہ-نفس-ذکر وغیرہ کا بیان ہے اور باب سوم میں فاتحہ کا طریقہ-شجرہ شریف اور ضروری مسائل•مناجات دعا اور اللہ تعالی کے اَسماءِ حُسنہ کا بیان ہے

الحاج خلیفہ شاہ ثانی سرور علی شاہ قادری سروری

باب اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و علی الہ و اصحابہ علیہم اجمین

اِسلام

دین اسلام ایک جامع اور حقیقت پسند دین ہے جس میں تمام انسانی ضرورتوں پر توجہ دی گی ہے چاہے وہ دُنیاوی ہو یا آخرت جسمانی یا روحانی عقلی ہو یا فکری احساسی فردی ہوں یا آسمانی۰ اسلامی اصول عقاء ید کے سلسلہ میں ہر شخص کا فریضہ ہے وہ ان کے بارے میں صحیح عقیدہ کو اپنائے۰

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو حکم دیے ہیں وہ دو ہیں کچھ تو ایسے حکم ہیں جن پر دل سے یقین کر لینا کافی ہے۰ ان میں ہاتھ پاوں یا جسم کوئی کام نہیں کرنا پڑتا ہے

ایسے حکموں کو اسلامی عقائد کہتے ہیں۰ اسلامی عقائد دو ہیں جیسے اللہ کو دل سے ماننا نبیوں کو فرشتوں کو کتابوں پر یقین رکھنا تقدیر پر ایمان لانا آخرت پر ایمان لانا۰ جو شخص ان میں کسی عقیدے کا بھی انکار کر دے تو وہ تو ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۰

دوسرے قسم کے حکم وہ ہیں جن پر دل سے یقین کرنا اور اُن پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۰ ایسے حکموں کو اسلامی اعمال کہتے ہیں جیسے کلمہ- نماز- روزہ - حج - زکواۃ -وغیرہ۰

اسلام کے پانچ ارکان ہیں۰ ۱-کلمہ طیبہ یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۰

۲-نماز پڑھنا ۳-زاکواۃ دینا ۴-رمضان کے روزے رکھنا ۵- حج کرنا --

ہر مرد اور عورت پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے. حلال روزی کمانا فرض ہے

مسلمان کے معنی یہ ہیں

م-- محمد ﷺ کے طریقہ پرزندگی گزارنے والا

س-- سجدہ صرف اللہ کو کرنے والا ل-- لا الہٰ اِلااللہ کا صبح و شام پڑھنے والا

م-- محمد ﷺ پردرود بھیجنے والا ا--اللہ کے احکام پرزندگی گزارنے والا

ن-- نماز کا پابندی سے ادا کرنے والا

ایمان:- اسکا نام ہے کہ رسول ﷺ کوان تمام باتوں میں جو حق تعالی کی طرف سے وہ لائے ہیں سچا سمجھے اور حق تعالی کی وا حدانیت کا پوری طرح یقین رکھے. لوگوں نے رسول مقبول ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ایمان کیا چیز ہے. فرمایا یہ کہ بندہ خدا اور رسول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست رکھیا ور فرمایا کہ جب تک بندہ خدا رسول کو اہل عیال اور زر و مال اور تمام سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک وہ ایماندار نہیں.

کفر:- نام ہے رسول ورسالت اور مرسل کے جھٹلانیکا اگر رسول کی لائی ہوئی ایک چیز کا بھی منکر ہوگا تو کافر بنجائیگا اگر یہ انکار کھلم کھلا ہوگا تو کفر کہلائیگا اور اگر باطن میں ہوگا تو نفاق کہلائیگا

ضروری مسائل:-

پانی :- بارش کا پانی دریایا سمندر-نہر- تالاب-چشمہ- کنویں کا پانی خواہ میٹھا ہو یا کھارا شبنم، برف کا پگھلا ہوا پانی سب پاک ہے اسے وضو اور غسل درست ہے. جس پانی کا رنگ، بوُ یا مزا بدل جائے وہ پانی نجاست ہوتا ہے. اور جب تک ناپا کی کو کوئی ثبوت نہ ہو پانی پاک ہی مانا جائے گا.

چھوٹا پانی:- انسان کا جھوٹا پاک ہے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم دیندار ہو یا بدکار، عورت ہو یا مرد، جنابت کی حالت میں ہو یا حیض ونفاس کی حالت میں ہر حال میں اس کا جھوٹا پاک ہے

حلال جانوروں کا چھوٹا پاک ہے، چاہے وہ چرند ہوں یا پرند ہو

طہارت :- کے معنی ہیں پا کی کے اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والون کو پسند کرتا ہے. پا کی کے بغیر نہ تو نماز پڑھ سکتے ہیں نہ قرآن پاک چھو سکتے ہیں. حضور ﷺ فرماتے ہیں قبر کا زیادہ تر عذاب نا پاک رہنے اور پیشاب کے چھینٹون سے نہ بچنے کی وجہ سے دیا جا تا ہے. اس لئے مسلمان ہر طرح کی نا پاکی اور گندگی سے بچتا ہے .تن پاک تو من پاک ' نا پاکی سے پاک ہونے کیلئے غسل ضروری ہے. اور غسل کے تین فرائض ہیں: 1. خوب اچھی طرح کلی کرنا- 2. ناک میں پانی ڈالنا- 3. پورے بدن پر ایک بار اس طرح پانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصہ نہ رہ جائے.

وضو کے فرائض :- وضو کے چار فرئض ہیں: 1. پیشانی کے بالوں کی جڑ سے تھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک پورے چہرے کو ایک بار دھونا. 2. دونوں ہاتھوں کو انگلیوں سے کہنیوں تک ایک بار دھونا. 3. چوتھائی سر کا مسح کرنا. 4. دونوں پیروں کو ٹخنوں تک ایک بار دھونا. وضو میں 11 سنّت اور 3 مستحب ہیں.

چمڑے کے موزون (ساکز) پر مسح کرنا جائز ہے البتہ اونی ریشمی نائلون سوتی وغیرہ پر اختلاف ہے

پاخانہ پیشاب خارج ہونا اور پیچھے کے حصے سے ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹتا ہے

نماز کی فرضیّت :- ہر عاقل بالغ پر پانچ وقت کی نماز فرض عین ہے اور نماز کا فرض ہونا قرآن شریف اور حدیث شریف اور اجماع سے ثابت ہے.. جو شخص نماز کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو سستی سے قصداً چھوڑ دے وہ فاسق ہے و نا فرمان ہے. بچہ جب ساتھ سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم کیا جائے. نماز کو عربی زبان میں صلوٰۃ کہتے ہیں صلوٰۃ صلی سے بنایا گیا ہے اس کے معنی ہیں ٹیڑھی لکڑی کو آگ کی گرمی اور سینک پہنچا کر سیدھا کیا جائے اور نماز کو اس مناسبت سے کہتے ہیں انسان میں نفس امّارہ کے باعث ٹیڑاپن موجود ہے اس لے اس کو حکم دیا گیا کہ وہ نماز پڑھے تا کہ اس کو عظمت و ہیبت خداوندی کی حرارت و گرمی پہنچ کر اس کا ٹیڑاپن و کجی دور ہو جائے وہ آگ سے سیدھا کئے ہوے بانس کے طرح سیدھا بن جائے. نماز تمام براہیوں اور بے حیائی

سے روکتی ہے. نماز مومنین کی معراج ہے نماز مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرتی ہے.

نماز خدا تعالی کی عبادت اور بندگی کا ایک خاص طریقہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مسلمانوں کو سکھایا. نماز میں 15 فرض ہیں 11 واجب 13 سنّت 11 مکروہ ہیں.

15 فرض:- بدن کا پاک ہونا - کپڑے کا پاک ہونا - جگہ کا پاک ہونا - ستر ڈھانکنا - وقت پر نماز پڑھنا - قبلہ کی طرف منہ کرنا - نیت کرنا - تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہنا - قیام - قرات کرنا قرآن کی تین آیتیں چھوٹی یا ایک بڑی آیت پڑھنا - رکوع - سجدہ - قعدہ اخیرہ التحیات کو بیٹھنا - اپنے کام سے نماز تمام کرنا - نماز جمعہ میں خطبہ سنا (سجدہ سات عضو پر فرض ہے' پیشانی' ناک' اور دونوں ہاتھوں کے پنچے اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے کنارے یعنی پاوں کی انگلیاں یہ سب اعضاء زمین پر رہیں. بغیر عذر کے اگر ایک قدم بھی زمین سے اٹھا رہے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی

روزہ:- صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزہ رکھنے کی نیت سے تین چیزوں سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے . 1. کھانا 2. پینا 3. خواہش نفس.

سال بھر میں رمضان کے پورے ایک مہینہ کے روزے رکھنا ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہے. روزہ رکھنے پر بہت ثواب ہے اور نہ رکھنے پر سخت وعید ہے. روزہ بغیر نیت کے صحیح نہیں ہوتا. روزہ کا اردا کرنا نیت ہے زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں لیکن بہتر ہے. نیت رات سے کرنا افضل ہے

روزہ نہ رکھنے کی اجازت:- مرض کو مسافر کو بہت بوڑھا ہونا عورت کا حاملہ ہونا. دودھ پلانے جبکہ روزہ رکھنے سے دودھ پلا نے والی عورت یا دودھ پیتے بچے کو نقصان پہنچتا ہو. حیض و نفاس والی عورتوں کو ردزہ رکھنا جایز نہیں وہ پاک ہونے کے بعد ہی رکھیں.

زکاۃ:- اسلام کا تیسرا رکنُ ہے. زکاۃ ہر اُس عاقل بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے جس کے پاس سال بھر کے بعد اس کی اصل ضرورت سے زائد ساڑھے سات تولے سونا ہو یعنی (479 milligram .87.gram) یا چاندی ساڑھے باون تولے یعنی (612.gram 35 milligram) یا مال تجارت یا نقدی موجود ہوں ان پر ڈھائی

فیصد زکاۃ ادا کرنا فرض ہے.

ضروری بات :- سادات یعنی سید خاندان بنو ہاشم یا اولاد رسول اللہ ﷺ کے لے زکاۃ کی رقم لینا قیامت تک حرام ہے. اگر وہ زکاۃ کی وصولی پر بھی مقرر ہوں تو ان کو اس رقم سے تنخواہ لینا جایز نہیں ہے

حج :- اسلام کا پانچواں رکن ہے اگر چہ حج کی رسم بہت پرنی ہے مگر پہلے فرض نہیں تھا حج 9 ھ میں فرض ہوا. لغت میں حج کے معنی کسی باعظمت شئے کی طرف جانے کے ارادے کو کہتے ہیں اور اصطلاحی معنی کعبہ مکہ کا طواف (اردِ گرد گھومنے) اور مقام عرفات میں قیام کو کہتے ہیں .
حج کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے.

ساری عبادتوں کو دو قسموں میں تقسم کیا جا سکتا ہے بدنی - جیسے نماز روزہ وغیرہ مالی - جیسے زکاۃ خیرات وغیرہ حج مین اللہ تعالیٰ نے دونوں ہی باتوں کو اکٹھا فرما دیا تا کہ حاجی بدنی اور مالی دونوں قسم کی عبادتوں سے بہر در ہو سکے. اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص کعبہ شریف جانے کی طاقت رکھتا ہو اس پر اللہ کی خوشنودی کیلیے حج کرنا فرض ہے.

ضروری دینی مسائل :-

آواز کے ساتھ قِرات کرنے کو جہری نماز کہتے ہیں جیسے فجر-مغرب-عشا -وتر -تراوع وغیرہ
آہستہ قِرات کرنے کو سَری نماز کہتے ہیں• ظہر - عصر -عشا -کے آخری دو رکعت وغیرہ•
اصل وقت مقررہ گزر جا نے کے بعد فرض یا واجب نماز پڑنے کو قضاء کہتے ہیں•
فجر کی سنتں اگر یہ فرضوں کے ساتھ قضا ہو جاہیں تو اس دن کے زوال سے پہلے فرضوں کے ساتھ قضا پڑنا چاہے اور زوال کے بعد صرف فرض کی قضا کریں•
نماز کے مکرہ آوقات میں ہر نماز مکرہ ہے- جب سورج نکلنا شروع ہو اس وقت سے سورج کے نزہ بلند ہونے تک (آدا گھنٹہ) ٹھیک دو پہر کے وقت• شام کو سورج کا رنگ زرد ہونے سے غروب ہونے تک عصر کی اُس دن کی نماز پڑھی جا سکتی ہے• صبح کے صادق ہونے کے بعد سے سورج نکلنے تک فجر کی دو سنتوں کے علاوہ ہر نفل مکروہ ہے• عصر کے فرض نماز کے بعد سے سورج غروب ہونے تک نفل نماز

مکروہ ہے•••••

عبادات میں جولفظ کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں اُن کی تفصّل:

فرض- ایسا کا م جس کے متعلق اللہ اور رسولؑ صاف صاف حکم تاکید کے ساتھ ہوں اوراس کواتنا ضروری بتایا گیا ہے جس کا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے اس کا منکر کافر ہے جوشخص کسی عذر کے بغیر فرض کوترک کرے وہ فاسق اور مستق عذاب ہے

وَاجب -وَاحب کی تعریف ایسا کام جس کے متعلق شریعت کا حکم ہےاور اس کے چھوڑنے پر سزا بھی ہوگی مگر وہ اتنا ضروری نہیں ہے کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہ ہواس کا نہ ماننے والا کافرنہیں ہوتا لیکن بلا وجہ چھوڑنے والاسخت گناگاراور عذاب کا مستحق ہوتا ہے•

فرض کفایہ:- وہ فعل ہے جس کا کرنا ہر مسلمان پرانفرادی حیثیت سے لازم نہیں ہے بلکہ اجتاعی حیثیت سے تمام مسلمانون پرفرض ہے اوراگر کچھ کوگ بھی ادا کرلیں توادا ہوجاتا ہے.

سنُت کی تعریف -ایسا کام جسے حضور ﷺ نبی کریم نے اکثر کیا ہواور کبھی بلاوجہ چھوڑ بھی دیا ہو(سنت غیرموکدہ ہے)ایسا کام جسے حضور نبی کریمؑ اکثر کرتے رہے ہوں یا کرنے کے لیے فرمایا ہو• اور(سنت موکدہ)جس کے متعلق شریعت کا حکم تو ہے مگرایک دومرتبہ چھوڑنے سے سزانہیں ہوتی-

حرام - حرام کی تعریف حرام وہ ہے جوحلال کے مخالف ہواورحرام وہ ہے جس کومنع کیا گیا ہے حرام کے معنے روکنے کے ہیں جس کوقُران نے منع کیا گیا ہے اور کرنے اولا عذاب کا مستحق ہوگا•

حلال -حلال کی تعریف شریعت میں حلال وہ ہے جس کواللہ کی کتاب اور رسولؑ کی سنُت میں مباح قرار دیا ہے یعنے جس کی علت اللہ کی طرف سے ثابت ہے حلال کے مقابل حرام ہے•

نفل - کی تعریف اس کے معنے ہین زاید۔ شریعت کی اصطلاح میں فرض واجب سنُت کے علاوہ باقی نمازوں کونفل کہا جاتا ہے۔ اوران کاموں کو کہتے ہیں۔ جن کا کرنا ثواب ہےاور نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔

مستحب - ایسا کام جس کے کرنے میں ثواب ہو اور نہ کرنے میں کوئی عذاب نہ ہو۔

مُباح - کی تعریف مُباح کہتے ہیں جس کے دونوں طرف برابر ہوں کہ جس کے کرنے پر نہ تو عذاب ہوگا اور جس کے چھوڑنے پر نہ کوئی سزا مستعین ہو-کسی شئی کے ناجایز اور حرام ہونے پر جب تک کوئی دلیل نہ آجاے اسکومُباح ہی سمجھا جاے گا۔

مکروہ - کی تعریف جن چیزوں کی ممانعت پر دلیل قطعی موجود ہوتی ہے ان کے لیے حرام کا استعمال کرتے ہیں-اور جن چیزوں کے ممانعت پر کوئی قطعی موجود نہیں ہوتی ہے ان کا احتیاط حرام کے بجاے مکروہ کہہ دیا کرتے ہیں۔

سجدہ سُہو - نماز میں بھول چوک ہوگی تو دو سجدے زاید کیے جاتے ہیں اور اسکوسجدہ سہُو کہتے ہیں۔ واجبات نماز جن کو ادا کرنا بہت ضروری ہے اگر بھولے سے چھوٹ جاے تو سجدہ سہُو سے نماز ہوجاتی ہے .کوئی فرض کام دوبار ہوگیا جیسے ایک رکعت مین دو رکوع کر لیے یہ تین سجدے کر لیے اسکو تکرار فرض کہتے ہیں .کوئی فرض اپنے وقت سے پہلے ہو گیا جیسے رکوع سے پہلے سجدہ کر لیا اسکو تقدیم فرض کہتے ہیں۔ کوئی فرض بعد میں ہو جاے جیسے پہلے قعدہ میں تشہدّ کے بعد درود شریف الھم صلی علی محمدؐ تک پڑھ لیا یا جتنی دیر میں یہ الفاظ پڑھا جاے اتنی دیر خاموش بیٹھے رہے۔

ترک واجب: کوئی واجب کام چھوٹ گیا جیسے پہلا قعدہ ہی بھول گیے۔

تاخیرواجب: کسی واجب عمل میں دیر ہوگی جیسے سورۃ فاتح سے پہلےاور سورۃ پڑھ لی پھر فاتح پڑھی

تغیرواجب: کسی واجب کام کی کیفیت بدل گی جیسے جہری نماز میں آہستہ پڑھنا شروع کردیا یہ سّری نماز مین زور سے پڑھنا شروع کردیا۔

سجدہ سہوٗ کیسے کریے : آخری قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر دایں طرف سلام پھر دیجے پھر دوسجدہ کیجیے۔ اور بیٹھ کر قاہدہ کے مطابق پھر التحیات درود شریف دعا پڑھ کر دونوں سلام پھہر دیجیے۔

فرض سنت نفل اور وتر کے لیے بھی یکساں ہے۔ اگر ایک نماز میں کہی غلطیان ہوجاتی ہین تو بھی صرف ایک ہی بار سجدہ سہوٗ کافی ہے۔

جمعہ کی نماز:- جمعہ کی نماز ہر بالغ صحت مند مقیم اور ہوش مند مسلمان مرد پر فرض ہے اگر کسی مقام پر امام کے علاوہ دو آدمی بھی ہوں تو جمعہ کی نماز ضرور پڑھیں. نبی اکرایم ﷺ نے فرمایا لوگوں کو چاہیۓ کہ نماز جمعہ ہرگز ترک نہ کریں ورنہ خدا ان کے دلوں پر مہر لگا دئے گا پھر (ہدایت سے محروم ہوکر) وہ غافلوں میں سے ہوجائیں گے

مومن کو پورے شعور اور فکر کے ساتھ نماز جمعہ کا اہتمام کرنا چاہیۓ اور اذان کی آواز سنتے ہی سب کچھ چھوڑ کر مسجد کی طرف دوڑ پڑنا چاہیۓ

مسافر کی نماز -کو **قصر نماز** کہتے ہیں جس میں ظہر-عصر-عشا کے چار رکعت کے بچاے دو رکعت اَدا کر لیے جو بھی مسافر اپنے شہر یا بستی کی حد سے 48 میل یا 72 کلیومیٹر کی دوری پر جاے وہ قصر کر لیے۔

پندرا دنوں سے کم کی نیت سے اپنی بستی سے نکلے تو وہ قصر کر لئے اور اگر پندارہ دن یہ زیادہ رہنے کی نیت کر لی تو اس صورت میں وہ پوری نماز پڑھنی ہوگی • اور اگر مسافر کسی مقیم (وہی کا رہنے والا) امام کے پیچے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو پو ری نماز پڑھنا قصر نہین کر یگا • سواری میں نماز کا وقت آجاے تو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کا موقع نہ ملا تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔

قبلہ کا رُخ نہ معلوم ہو :- اور کوئی بتانے والا نہ ہو تو دل کا ارادا جس طرف غالب ہو اس سمت نماز ادا کر لیے اور نماز ہو جاے گی اگر چہ وہ غلط سمیت ہی کیو ں نہ ہو۔

تراویح کی نماز - تمام مسلمان بالغ مرد اور عورت کے لیے سُنت موکدہ ہے عورتوں کے لیے جماعت کرنا ضروری نہیں ہے مردوں کے لیے جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ تراویح کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں دو دو رکعتیں کر کے عشا کی فرض اور سنت کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

استخارہ کی نماز :- جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالی سے صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہین دو رکعت نفل نماز پڑھے اور خوب دل سے دُعا کرئے (دُعا الگ ہے). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی سے صلاح نہ لینا بدنصیبی کی بات ہے. جب کوئی کام کرو' شادی' سفر' تجارت وغیرہ تو استخارہ کرلو

نماز حاجت :- جب کوئی مصیبت پیش آئے جیسے آندھی آنا -کوئی خوف ہو- زلزلہ آنا - بارش زیادہ ہونا - اور نقصان کا اندیشہ ہو تو علحدہ علحدہ نماز پڑھ کر دعا کریں. نماز پڑھنے سے سب مصیبتں دور ہو جاتی ہیں اور ضرورتیں پوری ہوتی ہیں جب کوئی ایسی بات پیش آتی تھی تو رسول اللہ ﷺ جلدی سے نماز کی طرف توجہ فرماتے تھے.

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ - دونوں نمازیں واجب ہیں اور دونوں کے لیے اذاں اور تکبیر نہیں ہوتی دو رکعت نماز چھ زاید تکبیروں کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ جمعہ کی نماز اور عید کی نماز میں فرق اتنا ہے عیدین کی نماز کا خطبہ فرض نہیں بلکہ سنت ہے اور نماز سے پہلے نہیں بلکہ نماز کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے دونوں عیدوں میں راستہ میں تکبیر پڑھنا سنت ہے۔ ذی الحج 9 تاریخ کی فجر سے 13 ذی الحج کی عصر تک ہر فرض نماز کی بعد ایک مرتبہ تکبیر پڑھنا واجب ہے

قربانی کا وقت :- 10 ذی الحج کی فجر سے 13 تاریخ کے سورج غروب ہونے تک

رہتا ہے• اور رات میں قربانی کرنا مکروہ ہے.

قربانی کا جانور- بکری- دمبہ- بھیڑ-ایک آدمی کی طرف سے ایک ہے• اور گاے ء بھینس اونٹ ایک جانور میں ساتھ حصے ہوتے ہیں یعنے ساتھ آدمیوں کی طرف سے ایک جانور ہو سکتا ہے. اور تمام صاحب نصاب مسلمان بالغ مرد اور عورتوں کے لیے قربانی کرنا واجب ہے•
ایک حصہ خیرات کر دینا اور دوسرا حصہ رشتداروں کو دینا اور تیسرا حصہ اپنے استعمال میں لانا.
اگر کوئی شخص تمام گوشت اپنے کام میں لائے یا تمام صدقہ کر دے تو بھی جائز ہے

صدقہ ء فطر- فی آدمی پونے دو سیر (1.kg.633gram) گیہوں یا اس کی قیمت ادا کرے. رمضان کی عید سے پہلے ادا کرے

زکوۃ کی مقدار:- زکوۃ ہر اُس عاقل بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے جس کے پاس سال بھر کے بعد اس کے اصل ضرورت سے زاید 612 gram. چاندی یا 87 gram سونا اس کے زیورات موجود ہوں ان پر % 2.5 ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے.

حرام روزے:- سال بھر میں صرف پانچ روزے حرام ہیں. ۱ عیدالفطر ۲ عیدالاضحیٰ ۳ ایام تشریق یعنی بقرعید کی گیارھویں بارھویں اور تیرھویں تاریخ کے روزے

سجدہ تلاوت - قُران مجید میں 14 آیتیں ایسی ہیں جن کو پڑھنے سے یا سننے سے سجدہ کرنا واجب ہے اسے سجدہ تلاوت کہتے ہیں جس وقت پڑھی جاے یہ سنی جاے اس وقت سجدہ کر لیا جاے بعد میں بھی کوئی حرج نہیں مگر زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوے بغیر رکوع کیے سجدہ میں چلا جاے اور تکبیر کہتے ہوے کھڑا ہو بیٹھے بیٹھے بھی سجدہ کیا جاسکتا ہے•

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے -اگر ایک یہ دو آدمی بھی پڑھ لیں تو سب مسلمانوں کی طرف سے فرض ادا ہو جا تا ہے اور کسی نے بھی نہین پڑھی تو سب گناہ گار ہو نگے۔

عقیقہ :- نومولود بچے کی طرف سے ولادت کے ساتویں روز بطور صدقہ ذبح کیا جاے.لڑکے کے لے دو بکرے یا بکری اور لڑکی کے لے ایک بکرا یا بکری ذبح کرنا اور اسکا گوشت کچا یا پکا کر لوگوں میں کھلا سکتے ہیں یا تقسم کر سکتے ہیں.اور بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دینا اور سر مونڈنا اور بچے کا نام تجویز کیا جائے. البتہ جو لوگ وسعت نہیں رکھتے ان کے لے ہر گز مناسب نہیں کہ وہ تنگ دستی کے باوجود عقیقہ کرنا ضروری تصور کریں .عقیقہ ایک مستحب ہے

ستر عورت:- عورت سے مراد جسم کا وہ حصہ ہے جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے.مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے تک چھپانا فرض ہے.اور خواتین کے لئے منہ، ہاتھ اور دونوں قدموں کے سوا سارے بدن کا چھپانا فرض ہے ستر عورت کا مطلب ہے جسم کے اس حصوں کو چھپانا جن کا چھپانا فرض ہے

پردہ :- شریعت میں جس سے پردہ کرنے کا حکم ہے ان سب سے پردہ لازم ہے. خلاف شرح لباس کا استعمال نہ کرنا. لباس ایسا پہنئے جو شرم وحیات وشرافت اور جسم کی ستر پوشی اور حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرے اور جس سے تہذیب وسلیقہ اور زینت و جمال کا اظہار ہو.

مہندی :- عورتوے ہاتھوں میں بھی اور پاوں میں لگا سکتی ہیں.کاجل اور سرمہ کا استعمال کر سکتی ہیں. سیندور اور ٹکلی کا استعمال کرنا اور کالی پوتھ کا استعمال کرنا مکروہ ہے یہ ہندوانہ رسم ہے.
مردوں کے لے چاہئے بچہ ہی کیون نہ ہو مہندی کا استعمال جائز نہیں صرف سرمہ استعمال کر سکتے ہین

انگوٹھی :- رسول اللہ ﷺ کے معمولات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لے صرف

چاندی ہی کی انگوٹھی جائز ہے. گو بہتر انگوٹھی کا نہ پہننا ہی ہے اس لے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضرورتاً ہی انگوٹھی استعمال فرمائی ہے .ابتدا سے انگوٹھی نہین پہنی. بعض تابعین سے منقول ہے کہ تین ہی اشخاص انگوٹھی پہنتے ہیں. سلطان- قاضی - اور بے وقوف سے مراد وہ شخص ہے جو بلا ضرورت انگوٹھی کا استعمال کرئے. مردوں کو آپ ﷺ نے مطلق سوُنے کے استعمال سے منع فرمادیا. اور عورتوں کے لے تمام قسم کی زیورات استعمال کرنا جائز فرمادیا دراصل شریعت نے عورتوں کے لئے مناسب طور پر زیبائش وآرائش کی اجازت دی ہے.

مہر:- نکاح کی وجہ سے عصمت انسان کے احرام کے اظہار کے لے شریعت نے شوہر پر بیوی کو ایک خاص مالی حق رکھا ہے جس کو مہر کہا جاتا ہے اس مہر کے ذریعہ ایک خاص معاہدہ کے تحت عورت کی عصمت مرد کے لے حلال ہوتی ہے. قرآن نے اس کو مرد کے فرائض میں شمار کیا ہے. حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے نکاح ہوا تو آپ نے خود سیدنا حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی اے علی اپنی بیوی سے ملنے سے پہلے ان کو کچھ دیدہ.

اے تصور کہ مہر علاحدگی کے موقع ہی پر ادا ہو یا شوہر کی موت کے بعد ہی اس کے ترکہ میں سے ادا کیا جائے نہایت غیر اسلامی اور جاہلانہ تصور ہے مہر بھی دوسرے واجبات کی طرح ایک دین ہے اسکو ایک رسمی عمل سمجھنا اور اسکی ادائیگی کی نیت نہ رکھنا یہ سخت گناہ ہے

ولیمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ولیمے کئے ہیں اور صحابہ کو بھی اس کی ترغیب دی ہے ولیمہ رسول ﷺ کی خاص سنتوں میں ہے

رسول اللہ ﷺ نے اگلے دن ولیمہ کو حق. دوسرے دن درست .اور تیسرے دن ریاکاری قرار دیا ہے .

ہمارے فقہاء نے عام طور پر یکجائی کے بعد اس دن یا دوسرے دن دعوت ولیمہ منعقد کرنے کو کہا ہے. ولیمہ مین بہت زیادہ تکلفات اور حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرنا شریعت مین پسندیدہ نہیں

حدیثوں مین دعوت ولیمہ قبول کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے بعض روایات میں دعوت ولیمہ قبول نہ کرنے کو

نافرمانی اور معصیت سے تعبیر کیا گیا ہے

مصافحہ کرنا:- مصافحہ ہاتھ سے ہاتھ ملانے کا نام ہے مصافحہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ہے.آپ نے اس کو ملاقات کی تکمیل قرار دیا ہے. ارشاد نبویؐ کہ دو مسلمان جب بھی باہم ملیں اور مصافحہ کریں تو الگ ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مصافحہ باہمی کینہ و کدورت کو دور کرتا ہے. مصافحہ کا وقت آغاز ملاقات ہے٬ اس طور کہ پہلے سلام کیا جائے پھر مصافحہ اور اس موقعہ پر ایک دوسرے کو مغفرت کی دعا دینے کی بھی تلقین فرما ئی ہے.

حضرت صہیبؓ کہتے ہیں

رایت علیا یقبل ید العباس و رجلیه (البخاری۔الادب المفرد ا:۹:۳۳۹)

میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت عباسؓ کے ہاتھ اور پاوں کو بوسہ دیا۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ کو حضرت عباسؓ پر افضلیت حاصل ہے مگر چچا اور صالح ہونے کی وجہ سے آپ نے ان کے ہاتھ اور پاوں کا بوسہ لیا۔

زیارت قبور:-

زیارت قبور باعث اجر و ثواب عمل ہے ائمہ حدیث و تفسیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام مسلمانوں کو خواہ مرد ہو یا عورت زیارت قبور کی اجازت ہے.بعض فقہاء کے نزدیک حضور نبی اکرم ﷺ کے روضہ انور کی زیارت واجب ہے.اللہ تعالی کے مقرب اور محبوب بندوں کی زیارت و ملاقات کے لئے جانا عنداللہ محبوب عمل ہے.۔ زیارت کے معنی۔کسی سے ملنے کے لئے آنا یا حصول برکت کے لئے جانا جیسے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے جانا۔عرف عام میں زیارت سے مراد کسی شخص کے ادب واحترام اور اس سے محبت کی بنا پر اس کی ملاقات کے لئے جانا.

جو تعظیم زندگی میں درست ہے وہ ہی بعد وفات جائز ہی:۔

جن بزرگوں کی جتنی تعظیمات ان کی زندگی میں جائز ہیں ان کے مرنے کے بعد بھی اس طرح جائز رہیں گئی (حضرت شیخ عبدالحق ؒ محدث دہلوی نے مدلل اور بالتصریح یہ مسلہ لکھا ہے)

برکت اور تبرک کا معنی و مفہوم......

برکت کے لغوی معانی ہیں ً اضافہ، زیادتی، کثرت، سعادت وخوش بختی کے ہیں اور ایک معنی۔ دائمی سعادت اور برکت کا حصول بھی ہے

تبرک کا لغوی معنی ہے ً کسی سے برکت حاصل کرنا ً چونکہ تبرکات کے اندر عزت، خیر و برکت اور نیک بختی کے حصول اور ان میں اضافہ کی خواہش ہوتی ہے اس لیے ان کو تبرک کہتے ہیں.

تبرک کی شرائط :۔

قرآن وحدیث سے ثابت ہر متبرک چیز خواہ کوئی ہو یا جگہ یا کوئی ذات، شرعاً ان کو وسیلہ بنانا جائز ہے.

تبرک اختیار کرتے ہویے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ موثر حقیقی اللہ تبارک وتعالی ہے جسطرح تمام نعمتیں مثلا۔ رزق، صحت، تندرستی، مدد، نصرت، رہائش، اور لباس وغیرہ اس کی عطا سے ملتی ہیں اس طرح متبرک اشیاء یا اشخاص میں خیر و برکت بھی اللہ تعالی نے ہی ودیعت فرمائی ہے مخلوق میں کوئی بھی از خود خیر و برکت دینے یا شر وفساد دور کرنے سے عاجز ہے مگر اللہ تعالی کے اذن اور عطا سے ان میں یہ تاثیر و برکت پائی جاتی ہے.

ولی اللہ کون ہیں :۔

حدیث صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندھ کسی شئے سے اس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے محبوب بنالیتا ہوں اور

اگروہ مجھ سے سوال کرے تو اسے دوں گا اور خناہ مانگے تو پناہ دونگا

حلال روزی کمانا: – قرآن مجید میں ارشاد ہے " کھاؤ ان حلال اور طیبّ چیزوں میں سے جو اللہ تعالی نے تم کو بطور رزق دی ہیں. اور ڈرو اللہ سے کہ جس پر تم یقین رکھتے ہو

اہل وعیال کے لئے کمانا جہاد ہے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین) نے دیکھا کہ وہ رزق کے حصول مین بہت متحرک ہے اور پوری دل چسپی لے رہا ہے تو حضور ﷺ سے عرض کیا اگر اس کی یہ دوڑ دھوپ اور دل چسپی اللہ تعالی کی راہ میں ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ اِس پر حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لے دوڑ دھوپ کرر ہا ہے تب بھی یہ اللہ کی راہ ہی میں شمار ہوگی اور اگر بوڑھے والدین کی خدمت کے لیے کوشش کرر ہا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگی اور اگر اپنی ذات کے لیے کوشش کرر ہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا رہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ شمار ہوگی – البتہ اگر اس کی محبت زیادہ مال حاصل کر کے لوگوں پر برتری جتانے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے ہے تو ساری محنت شیطان کے راہ میں شمار ہوگی۔ **مومن کی پوری زندگی عبادت ہے** اور اِس کا ہر کام باعث اجر وثواب ہے۔ جبکہ یہ سارے کام سنت کے مطابق ہوں – اسلام میں زہد وتقوی اور عبادت کا جو وسیع تور ہے وہ اس حدیث سے نجوبی واضح ہوتا ہے ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا مومن آدمی اپنی ذات پر اپنی بیوی پر اپنے بچوں پر اور ملازموں پر جو خرچ کرتا ہے وہ سب صدقہ اور عبادت ہے جس پر اسے اجر ملے گا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے غالبا دست بوسی کا ایک ہی واقعہ منقول ہے اور وہ یہ کہ آپ ﷺ نے ایک شخض کے ہاتھ کو بوسہ دیا جس کی ہتھیلیاں محنت سو مشقت کی وجہ سے سخت ہوگئ تھیں.

اسلام میں کسب معاش کی خاص اہمیت دی گئی ہے. خدا تعالی بیکار آدمی کو ناپسند کرتا ہے. اپنے وقت کو فضول باتوں میں ضائع کرنے کے بجائے حلال کمائی میں صرف کرنا کار ثواب ہے اس سے انسان دوسروں کا

محتاج نہیں ہوتا۔انسان اپنی بدنصیبی کا رونا رونے کی بجائے محنت ۔کوشش اور جدو جہد کرنے چاہے.

حضرت عمرؓ نے خوب فرمایا ہے کہ بعض لوگ کسب معش نہیں کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ روزی دے حالانکہ تم جانتے ہو کہ آسمان سونا چاندی نہین برساتا.

اسلام گداگری اور بھیک منگی کا سخت مخالف ہے.اور قرض لئے کر اپنی ناک کو اونچا کرنے اور حرام کمائی سے اپنی خواہشات نفس کو پورا کرنے کے نتیجہ دنیا وآخرت میں ذلت وخواری اٹھانے کے خلاف ہے.

حرام کمائی:-

لاٹری لینا- جوا کھیلنا -دھوکے سے کمانا -رشوت سے کمانا- چوری سے کمانا- دکانداروں کا چیزوں میں ملاوٹ کرنا- ناپ تول میں کمی کر کے کمانا- بلیک مارکیٹ کرنا- جھوٹی قسمیں کھا کر مال فروخت کرنا- ملازم اپنے کام کو ٹھیک طرح سے نہ کرنا- وغیرہ

حرام سے جو گوشت پوست اور خون تیار ہوتا ہے اس میں وہ ساری برائیاں پیوست ہوتی ہیں جو کھانے والوں کو نیکی کے کام پر آمادہ نہیں ہونے دیتی اور ایسے ہی لوگ ملک وملت میں فتنہ فساد کو جنم دیتے ہیں ضرورت ہے کہ دینی مسائل کی اشاعت پر توجہ دی جائے اور حرام وحلال کو بیان کیا جائے تا کہ مسلمانوں کی نگاہوں سے اوجھل نہ رہے

حرام کے معنی روکنے کے ہیں . حرام کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے

جس طرح کسی حرام کو حلال اور جائز کو ناجائز قرار دینا بد دینی اور گمراہی ہے .اس طرح کسی حلال کو بطور خود حرام کر لینا بدعت اور اللہ تعالی کے حقوق اور اختیارات میں دست اندازی ہے اور گناہ ومعصیت ہونے میں اصول اعتبار سے دونوں ہی ہم درجہ ہیں

سود:- اسلام نے جس چیز کو سب سے زیادہ ناپسند فرمایا ہے وہ سود ہے. قرآن مجید مین کھلے لفظوں میں سود خوری کی ممانعت فرمائی ہے

حضور ﷺ نے سخت غیظ وغضب اور تنبیہ وتو بیخ کے لہجہ میں سود کی ممانعت فرمائی ہے. آپ نے

ارشادفرمایا کہ جب کسی آبادی میں سوداورزنا کی کثرت ہوجاتی ہےتو پھران پرعذاب الٰہی کاظہور ہوتا ہے. سود لینے والے دینے والے گواہ بننے والےاورسودی کاروبار لکھنے والے سبھون پرلعنت کی ہے. جولوگ سودکھاتے ہیں وہ اپنی قبروں سےاس طرح اٹھیں گےگویاان کوشیطان نے پاگل بنارکھاہے

اسلام نے سود کا دروازہ بند کرنے کے لئے قرض کا دروازہ کھولا ہے بلکہ قرض کے ذریعہ غریبوں اور کمزوروں کی مدد کی حوصلہ افزائی کی ہے

والدین کے حقوق :-اللہ تعالی کاارشاد ہے ً بندگی کرواللہ اور کسی کواس کاشرک نہ بناو اور اچھا سلوک کرو ماں باپ کے ساتھ.قرابت داروں کے ساتھ.یتیموں کے ساتھ قریبوں کے ساتھ. پڑوسیوں کے ساتھ اوراس پڑوسی کے ساتھ جورشتہ دارہو

خدا کے بعدانسان پرسب سے زیادہ حق اپنے مان باپ کا ہے.اوررب کاارشاد ہے- ً تم خدا کے سواکسی کی بندگی نہ کرواوروالدین کے ساتھ نیک سلوک کرو. ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا دونون جہاں کی خوش نصیبی ہے

حضور ﷺ نے فرمایا ہے ًماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی دوزخ والدین کاحق کبھی ادانہین ہوسکتا .ان کے لئے دعا بھی کرتے رہنااوران کے لئے اللہ سے رحم وکرم مانگنا .خوداللہ پاک نے فرمایا ہے ًاوردعا کرواے پروردگاران پررحم فرماجس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی توبھی ان کی پرورش فرما

والدین کی وفات کے بعدان کے لئے مغفرت اور بخشش کی دعا کرتے رہنا

جوشخص اپنے والدین کانافرمان ہےاس کی عبادت قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ ان کوراضی نہ کرے.

علم جفراوررمل دونوں بہت پرنے علم ہیں:- حضرت جبرئیل نے حضرت ادریس علیہ السلام کو یہ علم رمل سکھایا تھا.اورعلم جفرپیغمبری علم ہے یہ اعداد اورحساب سے تعلق رکھتا ہےاور یہ دونون علم زمین سے تعلق رکھتے ہین. لیکن شگون تو ہمات فال لینے سے رسول اللہ ﷺ نے روکھا ہے

ہر چیز سے اچھا شگون لیا کرو اور اپنی زبان سے اچھے الفاظ نکالا کرو اور اپنی اولاد کے اچھے نام رکھا کرو کیونکہ جب کوئی لفظ آدمی کی زبان سے نکلتا ہے تو اس کے پاس رہنے والے فرشتے آمین کہتے ہیں پس اگر برُا الفظ زبان سے نکلے گا تو فرشتوں کے امین کہنے کے سبب اُس آدمی کے لے برائی ہو جائے گی اور اچھا لفظ نکلے گا تو فرشتون کے آمین کہے سے اُس آدمی کے لے بھلائی ہو جائے گی .

اسراف:- اسراف بہت بری چیز ہے اسراف خرابی میں ڈال دیتا ہے اگر کسی آدمی پر قضاو قدر سے خربی آنے والی ہو تو وہ آدمی پہلے اسراف میں مبتلا ہوتا ہے جو شخص اسراف مین مبتلا ہوا آخر مفلس ومحتاج ہوگا اور اللہ ادراف کرنیوالوں کو دوست نہین رکھتا. روپیہ اگر موجود ہو تو خرید سامان کرو موجود نہ ہوں تو یوں ہی گذارہ کرلو-اشیائے نوش کے لئے قرض لے کر ہرگز نہ کرو.

ایصال ثواب کیا ہے:-

کوئی شخص اپنے کسی عمل صالح کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچائے جمہور علماء کے نزدیک کسی انسان کا اپنے کسی نیک نفل عمل کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچانا درست اور جائز عمل ہے خوہ وہ عمل نماز یا روزہ ہو یا تلاوت قرآن یا ذکر یا درورد ہو یا طواف یا حج یا عمرہ ہو مشہور امام علامہ طلحطاوی ؒ فرماتے ہیں.اہل سنت کے نزدیک یہ جائز ہے کہ کوئی انسان اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو پہنچائے خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ وخیرات ہو یا تلاوت قرآن ہو یا ذکر یا اس کے علاوہ نیک اعمال میں سے کوئی بھی عمل ہو اور ان اعمال کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اسے فائدہ بھی دیتا ہے.

ایصال ثواب پہنچانا نہ فرض ہے نا واجب ہے.صرف مستحب ہے اگر نہ پہونچائیں تو کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر پہونچائیں تو ثواب ہوگا

ایک شخص کی دعا اور نیک عمل سے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے ایک کی نیکی سے دوسرے کو برکت ملتی ہے ایک کی شفاعت سے دوسرے کی بخشش ہوتی ہے اور ایک کی کوشش سے دوسرے کو درجات میں بلندی نصیب ہوتی ہے.جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے

وا لذین جَاآءُ و منۢ بَعد هم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان

(الحشر) اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں.

فرمان رسول ﷺ شاہد ہے:۔

امتی امة مر حومة تد خل قبورها بذنوبها و تخرج من قبورها لا ذنوب علیها تمحص عنها باستغفار المومنین لها (شرح الصدور:۱۲۸)

میری امت امت مرحومہ (جس پر بے پایاں رحم کیا گیا ہے) کے لوگ اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوں گے اور جب قبروں سے نکلیں گے تو ایک گناہ کا بوجھ بھی ان پر نہ ہوگا یہ اس وجہ سے ان کے بعد دنیا میں زندہ مومنین ان کے لیے دعائے استغفار کرتے رہیں گے. دعائے مغفرت سے جو بخشش کے محتاج ہوتے ہیں ان کی بخشش کی جاتی ہے اور جو بخشے جا چکے ہیں. جیسے اولیاء اللہ۔شہید۔صالحین وغیرہ ان کے حق میں دعائے مغفرت کا معنی کیا ہے تو ان کے درجات بلند کیے جاتے ہیں. جو خود بخشے جا چکے ہیں ان کے لیے بخشش کی دعا کرنا اور ایصال ثواب کا اہتمام کرنا بلند درجات کے لیے ہوتا ہے اور درجات کی بلندی کی تو کوئی حد نہیں اللہ کے برگزیدہ بندوں کو اگر قرب الٰہی کے بلند درجات نصیب ہیں تو ہمارے صدقہ وخیرات سے ان کا ایک درجہ مزید اونچا ہو جائیگا۔ایصال ثواب کے اس عمل کے جواب میں وہ ہمارے لیے نیک دعاوں کا تحفہ لوٹا یں گیے.

دنیا اور آخرت میں تحفوں کا تبادلہ:۔

قرآن کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تم کسی کو سلام کا جواب دو تو کم از کم اُسے اُسی شان سے لوٹایا کرو اور بہتر یہ ہے کہ اس سے بہتر طریقے سے لوٹایا کرو. اللہ کے برگزیدہ بندوں کو فرمایا

و اذا حیتم بتحیه فحیوا باحسن منها اوردوها (النسا۔۴:۸۶)

اور جب (کسی لفظ) سلام کے ذریعہ تمہاری تکریم کی جائے تو تم (جواب میں) اس سے بہتر (لفظ کے ساتھ) پیش کیا کرو یا کم از کم وہی الفظ جواب میں لوٹایا کرو.

اسی لیے اگر کوئی کسی کو السلام علیکم کہے تو اسے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہیے یعنی اگر

کوئی سلامتی کا تحفہ دے تو سلامتی کے ساتھ برکت اور رحمت کا تحفہ دیا کرو۔لہذا جب ہم اللہ کے برگزیدہ اور مقرب بندوں۔انبیاء۔اولیاء۔اور صلحاء کی بلندی درجات کے لیے قرآن خوانی .صدقہ وخیرات دعا اور نیک اعمال کے ثواب کا تحفہ بھیجیں گے تو وہ اس کے جواب میں قرآن کے اس حکم کے مطابق بہتر تحفہ ہماری طرف کیوں نہیں لوٹائیں گے• جبکہ وہ اتنے سخی ہیں کہ بغیر تحفوں کے بھی ہمارے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں جب کوئی شخص حضرت غوث اعظم کے لئے قرآن خوانی۔صدقہ وخئرات اور نیکی اور تقوی کے ثواب کا تحفہ پئش کرتا ہے تو مزار پرانوار میں حضرت غوث اعظم کے دست اقدس اٹھ جاتے ہیں کہ باری تعالیٰ تیرے بندے نے میرے لئے بلندی درجات کا یہ تحفہ دیا ہے تو میری طرف سے اسے بخشش کا تحفہ عطا فرما۔رسول پاک ﷺ کی شفاعت کا تحفہ عطا فرما۔اپنے قرب کا تحفہ عطا فرما یہ تحفوں کا باہمی تبادلہ جس طرح دنیا میں چلتا ہے اس طرح آخرت میں بھی جاری رہتا ہے•

ہر عورت اپنے نیک کام کا تلاوت کا صدقہ وخیرات کا ثواب خود دوسروں کو بخش سکتی ہے

اگر کوئی ثواب ایک ہی وقت کئی مردوں کے نام بخشے تو سب کو پورا پورا ثواب ملتا ہے.خدا کے خزانے میں کمی نہیں ہے.-- اگر ثواب پہلے ایک آدمی کو بخش دیتے ہیں پھر اُن ہی چیزوں کا ثواب پندرہ آدمیوں کے نام پر باری باری بخشا جاتا ہے تو پچھلوں کو کچھ ثواب نہ ملے گا کیونکہ پورا ثواب پہلے آدمی کو بخش دیا گیا ہے.

قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر ثواب پہونچانے کا صحیح طریقہ:بسم اللہ کے ساتھ سورہ فاتحہ۔آیۃ الکرسی ۔سورہ ملک۔سورہ یسٰین۔سورہ کافرون۔سورہ اخلاص اور سورہ قل اعوذ وغیرہ یا جتنا قرآن یاد ہے دیکھ کر یا زبانی جتنا یاد ہے پڑھکر یا اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام یا کلمہ طیب یا درود شریف کئی بار پڑھ کر ثواب پہنچایں ہر حرف کے لئے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا

امام سفیان ثوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت طاودس نے فریا:

ان الموتی یقترن فیی قبور هم سبقا فکانوا یستحبون ان یطعم عنهم تلك الایام و قا ل السیوطیی اسناده صیحح (سیوطی۔صحیح مسلم ۲:۴۹۱)

بے شک سات دن تک مردوں کو ان کی قبروں میں آزمایا جاتا ہے اس لئے لوگ ان دنوں میں ان کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب سمجھتے تھے امام سیوطی نے کہا کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے.

نیک عمل کے لئے وقت کا تعین:۔

کسی نیک عمل اور صدقہ وخیرات کے لئے انتظاماً کوئی ایک تاریخ مقرر کر لینا یہ بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔

اب ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صدقہ وخیرات تو کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے اس کے لئے تاریخ کیوں مقرر کی جائے تو اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین ہو جانی چاہے کہ تعین دو طرح کا ہوتا ہے.

۰۱ تعین شرعی ۰۲ تعین ذاتی اور انتظامی

نماز پنجگانہ۔حج۔زکوۃ اور روزہ وغیرہ یہ شریعت کی طرف سے مقرر ایام اور مقرر اوقات میں ہیں۔ان ایام اور اقات سے ہٹ کر اگر کوئی عمل کریں گے تو وہ قابل قبول نہ ہوگا لہذا یہ تعین شرعی ہوگا۔

دوسرا تعین ذاتی اور انتظامی ہے یہ تعین ہم اپنی سہولت کے لئے عمل میں مداومت استقلال اور مستقل مزاجی پیدا کرنے کے لئے کر لیتے ہیں لیکن یہ حکم شرعا نہیں ہوتا۔تعین ذاتی عمل میں مداومت کی غرض سے کرنا سنت رسول ﷺ ہے.

نفلی عبادت کے لئے دن کا تعین:۔

عن ابن عمرؓ قال کان النبی ﷺ یا تی مسجد قباء کل سبت ما شیاًو را کباًفیصلی فیه رکعتین (صحیح البخاری:۱:۱۵۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے.

سفر کے لئے دن مخصوص :۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں۔

ان النبی ﷺ خرج یوم الخمیس فی غزوۃ تبوك و کان یحب ان یخرج یوم الخمیس (صحیح البخاری۱۰:۴۱۴) حضور نبی اکرم ﷺ جمعرات کے دن غزوہ تبوک میں تشریف لئے گیے اور آپ

ﷺ جمعرات کے دن سفر پر نکلنا پسند فرماتے تھے.

نفلی روزہ کے لئے پیراور جمعرات کا تعین:۔ اماالمومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ یتحری صوم الاثنین والخمیس (جامع الترمذی.۱:۹۳)

رسول اللہ ﷺ پیراور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے

فاتحہ.زیارت۔دسواں۔چالیسواں وغیرہ اسی ایصال ثواب کی شاخیں ہیں

ایصال ثواب کے لئے وقت کا تعین اس طرح کا نہیں ہوتا کہ جو دن مقرر ہو اس سے آگے پیچھے فاتحہ نہ دلاسکیں بلکہ وہ تعین محض حصول برکت اور معمول میں باقاعدگی کرنے کی حکمت کے پیش نظر ہوتا ہے ورنہ آگے پیچھے جب کبھی فاتحہ دلائیں گے ثواب پہنچتا ہے.بہتر طریقہ بیواوں یتیموں کمزروں اور بیماروں کی مدد کرنا ان کی ضرورت پر اچھا ہے غریب بچیوں کی شادی کرنا بچوں کے اسکول کی فیس ادا کرنا بہتر ہے گیارہویں۔چھٹی۔کندوری وغیرہ کے فاتحہ اصل میں ایصال ثواب کرنا ہے یہ مستحسنات باعث برکات اور اچھائی کے کاموں میں سے ہیں لیکن فرض اور واجب نہیں ہے۔بالکل اس طرح آپ اگر دو نفل پڑھنے کا معمول بنائیں چاہیں تو عمر بھر پڑھتے رہیں کبھی اس کا ناغہ نہ کریں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہ عادت پسند ہے لیکن یہ پسند نہیں کہ عقیدتاً اس پسند کو فرض اور واجب کے مقام پر رکھ دیں•

جہالتوں کے سبب سے یہ خرابی پیدا ہو جاتی ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ شاید اگر ہم نے گیارہویں شریف یا چھٹی شریف یا کندوری کے فاتحہ نہ دلایے تو ہمارے کام بگڑ جائینگے۔چوری ہو جائے گی۔نقصان ہو جائے گا اس طرح اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اسے منسوب کرتے ہیں کہ فاتحہ نہ دلانے سے نقصان ہو گیا۔خدا کا خوف کرو۔۔اللہ کے ولی تو پیکر رحمت ہوتے ہیں کوئی فاتحہ دلائے تو بھی دعا کرتے ہیں نہ دلائے تب بھی دعا کرتے ہیں کوئی بھول جائے تو غیض وغضب سے بھڑک نہیں اٹھتے اور نفلی عبادتیں صدقات اور خیرات اگر کوئی سبب سے نہ دلا سکے تو اللہ کی طرف سے اس کو نقصان نہیں ہوتا۔یہ اعتقاد کہ نہ دلایا تو نقصان ہوگا یہ خلاف شریعت ہے.اولیاء اللہ اور بزرگوں کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر یا ہمارے کام بن جائینگے اولاد ہوگی رزق بڑھیگا اس طرح کا عقیدہ رکھ کر فاتحہ دلانا شرک ہے•

اکثر جگوں پر بہت کھانے میں سے تھوڑا سا کھانا کس برتن میں رکھ کر اسکو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں

لیکن ثواب تو سارے کھانے کا پہنچتا ہے تھوڑا کھانا جو سامنے رکھتے ہین اسکو تبرک سمجھ کر گھر کے لوگ کھاتے ہیں

فا تحہ کیا چیز ہے :-

یہ فاتحہ اور نیاز بزرگوں اور مشائخ عظام کے افعال و اعمال ہیں بزرگان دین کے سامنے کوئی چیز لائی جاتی تو اپنے شیخ اور پیران طریقت یا ولی اللہ کی اَروحِ مقدسہ پر با وضو قرآن پاک کی کوئی آیت یا سورۃ تلاوت یا سورہ اخلاص وغیرہ پڑھنے کے بعد از درود وسلام کے ایصال ثواب اور خیر و برکت کی نیت سے کرتے ہیں اور پھر وہ چیز خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے اور اس کا کھانا کو بہت اچھا تبرک سمجھتے ہیں بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے•

قرآن خونی خود کریں۔ ذکر۔کلمہ شریف کا ورد صدقہ وخیرات کرین فقرا اور مساکین کو کھلایں پھر بعد میں ایصال ثواب کریے یا پھر کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر ایصال ثواب کراتے ہیں پھر کھلاتے ہیں دونوں طرح جائز ہے. اور اگر گھر وغیرہ کے لوگ دوست احباب وغیرہ بھی کھانا ہے

تو جب اس پر قرآن پڑھ لیا جاتا ہے تو وہ کھانا اس تلاوت سے تبرک سمجھ کر کھایا جاتا ہے.کھانے سامنے رکھ کر قرآن پڑیں یا بغیر کھانے سامنے رکھے قرآن پڑھیں دونوں صورتوں میں جائز ہے

کیونکہ خود قرآن کہتا ہے فکلوا مما ذکراسم اللّٰہ علیه ان کنتم بایته مو منین ٥ و ما لکم الا تا کلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیه (الانعام۔۲:۱۱۹۔۱۱۸)

سوتم اس سے کھایا کرو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔اگر تم اسکی آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہو اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اس سے نہیں کھا تے جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے•

مشکوۃ باب المعجز ات فصل اول میں ہے کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہوگئی حضور ﷺ نے تمام اہل لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کے پاس ہو لاوسب حضرات کچھ نہ کچھ لا یے دستر خوان بچھایا گیا اس پر یہ سب رکھا گیا۔اُس پر دعا فرمائی اور فرمایا کہ اب اس کو اپنے برتنوں میں رکھ لو حالانکہ دعا بغیر سامنے رکھے بھی ہو سکتی تھی۔ اتحاد جنس کافی ہے چاہئے خیر و برکت مقصود ہو یا ایصال ثواب۔اسی

مشکوۃ کے اسی باب میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت زینب ؓ سے نکاح کیا حضرت اُم سلیم نے کچھ کھانا بطور ولیمہ پکایا لیکن بہت لوگوں کو بلایا گیا حضورانور ﷺ نے اس کھا نے پر دست مبارک رکھ کر پڑھا.

مشکوۃ باب المعجز ات فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ خرمے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اس کے لئے دعا برکت فرمادیں آپ نے اُن کو ملایا اور دعائے برکت کی۔

قرآن کریم تو مسلمانوں کے لئے رحمت اور شفا ہے شفاء و رحمة للمو منین **پھر اگر اس کی تلاوت** کر دینے سے کھانا حرام ہو جاوئے تو قرآن رحمت کہاں رہا .

جس کے لئے دعا کرنہ ہو اس کو سامنے رکھ کر دعا کرنا چاہئے جنازے میں میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں کیونکہ اس لئے دعا ہے اس کو سامنے رکھ لیا قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پر ھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرما کر مذبوجہ جانور سامنے رکھ کر پڑھا عقیقہ کا جانور سامنے رکھ کر ہی دعا پڑھی جاتی ہے.

نذر و نیاز کے بارے میں صحیح عقیدہ:۔

نذر و نیاز کے بارے میں درست اور صحیح عقیدہ یہ کہ یہ خالصتا اللہ تعالی کا حق ہے اور صرف اسی کے لئے جائز ہے عرف عام میں اولیاء اللہ کے لئے نذر کا لفظ استعمال کے جانے پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ نہ جائز ہے نذر سے مراد ان کے نام پر ہدیہ اور تحفہ پیش کرنا ہے جو کہ عبادت نہیں بعض لوگ نذر او ر ایصال ثواب کو آپس میں خلط ملط کرتے ہیں

نذر اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی کے لئے مانی جاتی ہے:۔

نذر و نیاز لغت میں نیکی یا بدی کا وعدہ کرنے کو کہتے ہیں لیکن شرع میں اس کے معنی دل سے کسی عبادت کے ارادہ سے اپنے اوپر لازم کر لینا ہے جو لازم نہیں تھی۔ کوئی اچھی آرزو، مراد پوری ہونے کے بعد کچھ

مال وغیرہ خدا کے نام پر خیرات کرنے یا نفل نماز وروزہ ادا کرنے کی پہلے سے ہی سے نیت کر لینے کو نذر و منت کہتے ہیں.

حقیقت میں لفظ نذر کے تین جہت ہیں:

۱. ایک بطور عبادت وخیرات یہ خالصتہ اللہ تعالی کے لئے ہے اس معنی میں نذر اور نیاز کبھی بھی غیر کی طرف منسوب نہیں کیجاتی.

۲. دوسرے بطور ایصال ثواب یہ اولیاء وصالحین اور مرحومین کے لئے ہوتی ہے اس معنی میں نذر اللہ تعالی کے لئے ہو ہی نہیں سکتی یہ مخلوق اور مرحومین ہی کا حق ہے اللہ تعالی کے لئے اثبات سراسر نا جائز بلکہ کفر ہے.

۳. تیسری بطور اطعام اسے لنگر یا کھانا کہا جا سکتا ہے۔ مہمانوں کے لئے ہے یا شرکاء وحاضرین اور فقراء ومساکین کے لئے ۔ یہ کھانا فی نفسہ نہ تو اللہ تعالی کو جاتا ہے اور نہ مرحومین کو۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں نیت عبادت وتقرب اور بندگی وعاجزی بر بنائے تقوی کی جاتی ہے اولیاء صالحین اور مرحومین کو ہدیہ ثواب جاتا ہے اور موجود زندہ افراد کھانے سے مستفید ہوتے ہیں.

نذر صدقہ کے معنی میں استعمال ہوتی ہے اس میں عبادت نیاز مندی جھکنے اور غایت تعظیم کے معانی پائے جاتے ہیں نذر کے بارے میں درست عقیدہ یہی ہے کہ یہ اللہ تعالی کا حق ہے اور صرف اسی کے لئے ماننا جائز ہے. اس لئے نذز شرعی نہ تو کسی رسول اور نبی کے لئے جائز ہے اور نہ ہی اولیاء صلحاء کے لئے ۔ اور انبیاء اور اولیاء اللہ کے لئے جو نذر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے وہ مجازی معنی میں ہوتا ہے. حقیقی معنی میں نہیں ۔ ان کے لئے جب نذر کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد نذر عرفی بمعنی ۔ ہدیہ، نذرانہ اور ایصال ثواب ہے ۔ جو انبیاء اولیاء اور عام مسلمانوں کے لئے ہے اور یہ بہترین ہدیہ ہے یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ کوئی بھی صحیح العقیدہ شخص بزگان دین کئے لے صرف اور صرف ایصال ثواب کی خاطر جانوروں کو انبیاء واولیاء اور صالحین اور مرحومین کے لئے منسوب کیا جاتا ہے حقیقتا اور عبادۃ نذر اللہ تعالی ہی کی ہوتی ہے مگر اس کا ثواب اولیاء اللہ کو پہنچایا جاتا ہے اس صورت میں نذر یوں مانی جاتی ہے ۔

یا الہیٰ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں نذر مانتا ہوں کہ فلاں جانور تیری رضا کے لئے ذبح کروں گا اور اس نذر کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پیش کروں گا ایسی نذر ماننا شرعاً ہر اعتبار سے جائز ہے اس کے جوز میں

کسی محدث فقیہ اور مفسر کا کوئی اختلاف نہیں ہے•

جنت:– جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالی نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے. اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے سنا ہے جنت کی دیواریں سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک صاف وشفاف محل ہر قسم کے موتی یاقوت زعفرن جنت میں چار دریا ہیں پانی دودھ شہد اور شراب کے ہت قسک کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے. جو چا ہو فورن سامنے موجود ہوگا وہاں نجاست اور گندگی نہیں ہوگی ہر ایک اپنے اعمال کی مقدار سے مرتبہ پائے گا وغیرہ وغیرہ--

دوزخ:-

یہ ایک مکان ہے کہ اس قہار و جبار کے جلال وقہر کر مظہر ہے جس طرح اس کی رحمت ونعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیلات وتصورات جہاں تک پہنچیں-اس طرح اس کے غضب وقہر کی کوئی حد نہیں قرآن مجید اوراحادیث سے اس کی سختیاں مذکور ہیں

جنت ودوزخ حق ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر ہے جنت ودوزخ کو بنے ہوئے ہزار ہا سال ہوئے اور اب بھی موجود ہیں یہ نہیں کہ اس وقت تک مخلوق نہ ہوئیں قیامت کے دن بنائی جائیں گی

ثواب:- معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا

عذاب:- اپنے برے اعمال کو دیکھ ک غم گین ہونا

حساب:- حساب حق ہے اعمال کا حسان ہونے والا ہے حساب کا منکر کافر ہے

برزخ:– دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس وجن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے اگر چہ روح بدن سے جدا ہوگئی مگر بدن پر جو گزرے گی روح ضرور اس سے آگاہ ومتاثر ہوگی

مرنے کے بعد مسلمان کے روح حسب مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے بعض کی قبر پر بعض چاہ زمزم شریف پر بعض کی آسمانوں وزمین کی درمیان بعض کی پہلے دوسرے ساتوں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض کی روحیں زیرعرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں مگر کہیں ہوں اپنے جسم سے ان کو تعلق بدستور رہتا ہے جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتے پہچانتے اس کی بات سنتے ہیں

موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں نہ کہ روح مرجاتی ہو جو روح کو فنا مانے وہ بدمذہب ہے مردہ کلام بھی کاتا ہے اور اس کے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں یہ محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے

قبر میں دو فرشتے ان کی شکلیں نہایت ڈراونی اور رہیبت ناک ہوتی ہیں نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز مین سوال کرتے ہیں-- پہلا سوال من ربک تیرا رب کون ہے دوسرا سوال ما دینک تیرا دین کیا ہے تیسرا سوال ما کنت تقول فی ھذاالکرجل ان شخصیت کے بارے میں تو کیا کہتا تھا -اگر مردہ مسلمان ہے تو جواب دیگا میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور تیسرا جواب دے گا وہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں

جن کسے کہتے ہیں:-

یہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں ان میں بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں ان کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں ان میں تولد و تناسل ہوتا ہے کھاتے پیتے ہیں جیتے مرتے ہیں ان میں مسلمان بھی ہیں کافر بھی مگر ان کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ اور ان میں کے مسلمان نیک بھی ہیں فاسق بھی

ملائکہ کسے کہتے ہیں:-

نوری اجسام فرشتے ہیں اللہ تعالی نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل طاہیں بن جائیں کبھی انسان کی

شکل میں ظاہر ہوتے ہیں کبھی دوسری شکل وہ وہی کرتے ہیں جو حکم الٰہی ہے خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت فرشتوں کے وجود کا انکار کفر ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآن حکیم قرآن شریف قرآن مجید فرقان حمید کتاب مبین

- اللہ کی مقدّس کتاب ہے قرآن کریم عربی میں نا زل ہوا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے. انسان میں کیا طاقت ہے جو رب کے کلام کی فضیلت اور اس کے فوائد پورے طور پر بیان کر سکے۔ قرآن مجید آدمی کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے. بلکہ وہ ایک نور ہے جو علم الٰہیٰ کے آفتاب سے دنیا کو روشن کرنے کے لئے چمکا ہے اور حکم خداوندی ہے جو نبی اُمی صلوات اللہ علیہ کی زبان مبارک پر ظاہر ہوا ہے. قرآن مجید جس میں کبھی تغیر تبدلی نہیں ہوسکتا آنحضور ﷺ کی نبوت اور رسالت ثابت ہوگی لہذا آپ کی رسالت کی تصدیق کرنا اور جو کچھ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے اُسکا اعتقاد رکھنا اور آپ کی ہدایتوں اور سنتوں پر عمل کرنا ہمپر واجب ہے.

قرآن مجید میں آیا ہے کہ آپ خاتما لانبیاء ہیں لہذا اُسپر ہی ایمان لانا ہمارا فرض ہے. واقفیت کے لئے یہاں پر کچھ فضاہل بیان کیے جاتے ہیں. اگر سمندر سیاہی بن جاویں تو قبل اس کے کہ کلمات رب ختم ہوں سمندر ختم ہوجایں.

اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو رحمٰن نے قرآن سکھایا اور حضرت جبرٰہیل علیہ اسلام تو فقط پہنچانے والے ہیں• خیال رہے کہ تمام انبیاء کرام کے معجزات قصے بن کر راہ گیے کوئی معجزہ آج موجود نہیں ہے• قرآن پاک ہدایت بھی ہے اور شفا بھی ہے صدہا دینی اور دُنیوی فاہدے لے کر اُترا ہے نماز قرآن کے ذریعہ سے ادا ہو• کھانا وغیرہ قرآن پڑھ کر شروع کرو بیمار پر قران پڑھ کر دم کرو ایصال ثواب کے لیے اس کو پڑھو عمل اس پر کرو بے ایمان کے لیے ہدایت .قلب مُردہ کے زندگی.قلب غافل کے لیے تنبیہ گمراہوں کے لیے مشعل راہ.زنگ آلود قلب کے صیقل ہے اگر قرآن حکیم صرف احکام کے لیے ہوتا اور دیگر مقا صداس سے حاصل نہ ہوتے تو اس میں فقط احکام کے آیتیں ہو تیں - ذات وصفات کے آیتیں متشابہات - مقطعات - انبیاء کرام کے قصےّ آیات منسوخہ الا حکام ہرگز نہ ہونی چاہیے تھیں• یہ جو کہا گیا ہے کہ قران ایک نسخہ ہے اور نسخہ کا پڑھنا مفید نہیں ہوتا یہ مثال غلط ہے بعض چیزوں کے نام میں اور پڑھنے میں تا ثیر ہو تی ہے پردیسی آدمی کے پاس گھر سے خط آے تو فقط پڑھ کر ہی اس کا دل خوش ہو جا تا ہے• بیماری ہلکی پڑھ جاتی ہے کسی شخص کو مصیبت کی خبر سُناو فقط سُن کر دل کا حال بدل جا تا ہے.کسی کو اُلو گدھا کہہ دو تو آپے سے باہر ہو جا تا ہے کسی کے سامنے کسی کھٹی چیز کا نام لو تو منہُ میں پانی بھر آ تا ہے• اگر روزہ کی حالت میں کسی کا منہُ خشک ہو جاے تو اس کو دکھا کر لیمو کاٹو تو اس کی خشکی دُور ہو جاتی ہے ہر دوا پلائی نہیں جاتی بلکہ دکھائی سُنائی اور سنگھا ئی بھی جا تی ہے تو جب مخلوق کے نا مہ و پیا م میں اور اشیاء کے نا موں میں اتنا اثر ہے تو خالق کے پیغام وکلام میں کس قدر اثر ہونا چاہے اگر عقل ہے تو خود غور کر لو

یورپ کا ایک دانشور اپنی کتاب مخفی معاون میں لکھا ہے کہ ہر الفاظ بلکہ ہر حرف توانائی کا ایک یونٹ ہے جیسے جذبات کی برقی لہریں فیڈ کرتی ہیں اور اس کے اثرات فوراً نمودار ہوتے ہیں مثال کے طور پر ایک چھوٹی سی گالی مخاطب کے تن بدن میں آگ لگا دیتی ہے یہ آگ گالی دینے والے کے سینے میں ہوتی ہے وہاں سے الفاظ میں اور الفاظ سے مخاطب مین منتقل ہوتی ہے جو ٹیلی تقریر سامعین کو اپنے سے باہر کر دیتی ہے. قرآن کا ہر لفظ توانائی کا اتنا بڑا خزانہ ہے اس کی نظیر دنیاے الفاظ میں کہیں اور موجود نہیں جب ہم نماز میں یا بعد از قرآن کی تلاوت کرتے ہیں یا اللہ کو پکارتے ہیں تو یہ توانائی ہماری روح میں منتقل

ہوجاتی ہےاورہمیں ایک ماورای طاقت کااحساس ہونے لگتا ہے.

جس طرح بُرے الفاظ سے (گالی غیبت وغیرہ) ہمیشہ اضطراب پیدا ہوتا ہےاوراچھے الفاظ سرور و سکون اس طرح الہامی الفاظ سے دل و دماغ میں کیف و مستی کی وہ لہریں اٹھتی ہیں کہ سارے موحول پر ایک وجد طاری ہوجاتا ہے جولوگ عبادت کے قائل نہیں وہ سرور وتوانائی کے ایک عدیم المثال ماخذ سے محروم ہیں

اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایک شریف انسان کوزندگی کس طرح بسر کرنی چاہئے اس کے کیا عقائد ہونے چاہیں کیا اعمال ہونے چاہیں کیسے عملات اور آپس کے تعلقات ہونے چاہیں اور کیسے ان کے اخلاق وعادات ہونے چاہیں ایمان واسلام یہی ہے خدا کا قانون کسی کی رائے اورخواہش سے نہیں بدل سکتا نہ کسی مصلحت سے نہ کسی تاویل سے تبدل ہوسکتا ہے. اگرلوگ خدائی قانون پرعمل کرنا چھوڑ دیں توان کے چھوڑ دینے سے قانون نہیں بدل سکتا کیونکہ خدائی حکومت کا دارومدار بندوں کی فرمابرداری اوراطاعت پر منحصر نہیں اس کی فرمابرداری کوئی کرے یا نہ کرے ہرحال میں حکم الحاکمین ہے تو پھراس کا قانون کسی طرح بدلا جاسکتا ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جوحکم صادر ہوگا اس کے ساتھ اس کی رحمت وحکمت شامل ہوگی انہیں احکام الہٰی کا نام شریعت ہے.

قُرآن شریف کے کلُ حروف 336233 ہیں• اور بسم اللہ کے حروف 2373 ہیں سُورتیں - 114 ہیں اوررکوع - 540 ہیں آیت مکی - 6212 اور آیت مدنی - 6214 ہیں. جزُ (پارے) -30 ہیں• مکی صورت - 87 ہیں اور مدنی صورت - 27 ہیں• کل آیات 6666 ہیں0

قرآن کریم کی سب سے طویل سورۃ البقرہ ہےاورسب سے چھوٹی سورۃ کوثر ہے.

سب سے طویل آیت سورۃ البقر کی آیت نمبر۲۸۲ آیت دین ہےاس کے ایک سواٹھائیس کلمے اور پانچ سوچالیس حروف ہیں.

قرآن کے سورۃ یوسف جس کی ایک سو سے زاہد آیات ہیں لیکن جنت اورجہنم کا کوئی ذکرنہیں ہے

قرآن کی ایک سورۃ ایسی ہے جس کی بائیس آیات ہیں اور ہر آیت میں خدا تعالی کا اسم ذات 'اللہ'
موجود ہے اور چالیس دفعہ آیا ہے اس سورہ کا نام مجادلہ ہے

سورۃ حج کی آیت نمبر ۵۸ سے ۲۵ تک مسلسل ساتھ آت مین اسم ذات 'اللہ' کے ساتھ دودو
صفاتی نام مذکور ہیں.

قرآن کریم میں بعض الفاظ اپنے بامقابل کی تعداد کے برابر مذکور ہیں مثلاً لفظ حیات 145 تبہ آیا ہے
تو لفظ موت بھی 145 مرتبہ آیا ہے. کلمہ دنیا 115 مرتبہ آیا ہے کلمہ آخرت بھی 115 مرتبہ آیا ہے.
ملائکہ کا لفظ 88 مرتبہ آیا ہے تو شیاطین کا بھی 88 مرتبہ آیا ہے. مصیبتوں کا ذکر 75 مرتبہ آیا ہے تو شکر کا
بھی 75 مرتبہ آیا ہے زکواۃ کا لفظ 32 مرتبہ تو برکات کا لفظ بھی 32 مرتبہ ہے عقل کا ذکر 49 مرتبہ تو نور کا
ذکر بھی 49 مرتبہ آیا ہے. محمد کا لفظ بھی چار مرتبہ آیا ہے تو حور کا لفظ بھی چار دفعہ آیا ہے.

9 ربیع الاول 12 فبروری 610 - عیسیِ ء و بروز شمبہ کو پہلی وَحی غار حرُا میں ہوئی •
غار حرُا مکہّ سے تین میل پر ہے دوسری وُحی کے بعد سے نبوت کا کام شروع فرمادیا• سب سے پہلی
وُحی **اِقرا بِا سم ربک الزی خلق الا نسان من علق اِقرا وربک الا اکرم الزے علم**
بالقلم --

سب سے آخرئ وُحی **واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللہ ثم تو فی کل نفس ما کسبت و هم**
لا یظلمون ---

لغت میں وحی کے معنئے اشارہ کرنامي پیغام بھیجنا چپکے چپکے کسی سے کچھ کہہ دینا' کسی حکم پر مامور و مقرر کر دینا
شریعت اسلامی میں جو کلام یا اشارہ الٰہی نبیوں اور رسولوں کی طرف بھیجا جاتا ہے اس وحی کہتے ہیں.

چند مقامات وحی:...... غار حُرا. کوہ صفا' - دار ارقم - مسجد جن - مسجد قبا - وادی بدر - غزوہ بدر میں آپ نے
فرمایا جبراہیل میرے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے ہیں. مقام خندق - مسجد قبلتین - مسجد سیدنا امیر حمزہؓ -
وادی عرفات - مشعر الحرام - وادی منیٰ - مسجد فتح - بیت رضوان مسجد اقصیٰ - بقیع قرُآن بذریع فرشتہ وحی
کے ذریعے نازل ہوا جو ظاہری آنکھوں سے بھی نظر آتا رہا کلام سنا تا رہا فرشتہ بہ شکل انسانی

بھی آتا رہا .ایک اعرابی کا حضور ﷺ کے پاس آنا منقول ہے . جو دراصل جبرہیل علیہ السلام تھےاورصحابیہ وجیہ کلمی کے شکل میں آتے تھے

بعض صحابہ نے حضور ﷺ سے وحی کے بارے میں پوچھا وحی کیسے آتی ہے. اپنے ارشاد فرمایا وہ ایک مسلسل جاری رہنے والی آواز ہے جسطرح ایک پتھر پرزنجیر کھینچے کیوجہ سے مسلسل گھر گھراہٹ ہوتی ہےاس کے مثل ایک آواز ہوتی ہےحضور ﷺ اسے سمجھ لیا کرتے تھے وحی اورالہام میں یہ فرق ہے کہ الہام ایک وجدان ہے جس کا نفس کو یقین ہوتا ہے مگر نفس کو شعور نہیں ہوتا کہو جدان کہاں سے ہوتا ہے. یہ اللہ کی کتاب ہے:- جو حکمتوں سے بھری ہوی ہے بالکل سیدھی راہ ہے جس نے اس پر عمل کیا اَجر پاے گا جس نے اس کی بنیاد پر فصیلہ کیا اس نے انصاف کیا اور یہی ایک مکمل نظام حیات راہ نجات اورشاہ کلید ہے. تم سے پہلے گزرے ہوے لوگوں کے حالات ہیں. تم سے بعد ہونے والی باتوں کی خبر ہے اور تمہارے آپس کے معاملات کا فیصلہ ہے اور جو کوئی اسے چھوڑ کر کسی اور بات کو اپنی ہدایت کا ذریعہ بناے گا اللہ اسے گمراہ کر دے گا.

قرآن کریم اللہ تعالی کا عظیم اشان عطیہ ہے اور علم صفت اللہ ہے اور خود اللہ تعالی شانہ اسکے محافظ ہیں. سب اے پہلے لوح محفوظ میں لکھا گیا پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا کر کے 23 سال میں پورا نازل ہوا. کسی کو حق نہیں ہے کہ اسمیں تغیر وتبدل کر سکے اللہ تعالی نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود ہی لی ہے ہاں کاغذوں کو آپ پھاڑ سکتے ہیں نقوش کو آپ مٹا سکتے ہیں لیکن الفاظ اور معنی میں آپ تغیر نہین کر سکتے اسلے کہ اللہ نے ذمہ داری خود لی ہے.

قرآن مین ذیل میں 24 انبیاء اور مرسلین کے اسماء گرامی مذکور ہیں. حضرت آدم،نوح، ادریس، ابراھیم ، اسماعیل،اسحاق، یعقوب،یوسف،موسی،داود، سلیمان، لوط، ذوالکفل، شعیب، یونس، ھود، صالح، ایوب، ہارون المسع، یحیی، زکریا، عیسی، حضرت محمد رسول اللہ علیم الصلوۃ والسلام.

بڑی مشور آسمانی کتابیں چار ہیں

۱. تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی. ۲. زبور حضرت داود علیہ السلام کے پاس آئی

۳. انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی ۴. قُرآن شریف حضرت محمد ﷺ کے پاس آئی اور چھوٹی چھوٹی کتابیں کو صحفہ کہتے ہیں جو بہت سے نبیوں کے پاس آے .

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پابندی کے ساتھ کم سے کم ایک رکع تک قرآن کی تلاوت روزان کرے گھر میں برکت ہوگی.

حضرت محمد ﷺ پیغمبر خدا اورآخری نبی

اللہ تعالی فرماتا ہے اے نبی بے شک ہم نے تمیں بھیجا شاہد ومبشر و نذیر بنا یا اور محمد ہم نے تم کو تمام انسانوں کے لیے ڈرانے والا اور بشارت دینے وا لا بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جا نتے اے لوگوں تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاو اور رسول کی تعظیم وتو قیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پا کی بیان کرو. نبی ہمیشہ اعلیٰ خاندان اور عالی نسب میں ہو تے آے ہیں آپ کا خاندان قریشی ہاشمی نہایت اعلیٰ خاندان رہا ہے.

والد ماجد کا نام -حضرت عبداللہ تھا اور والدہ کا نام حضرت آمنہ ؓ اور دادا کا نام حضرت عبدالمطلب تھا ان کے والد کا نام ھاشم- عبد مناف- قصّی - کلاب-مّرہ- کعب- لّوی- غالب-فہر یا قریش-مالک-نضر-کنانہ-خزیمہ- مدرکہ-الیاس-مضرنزار- معد- عدنان- سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام-سیدنا ابراہیم علیہ السلام

قریش لغت حجاز میں وھیل مچھلی کو کہتے ہیں. وہ عرب بھر میں جملہ قبایل سے طاقت ور اور عظیم الشان تھے.

آپ کا خاندان بنو ہاشم اور قبیلہ قریش سے تھا .
عبدالمطلب کے چھ ازواج تھیں ان کے بارہ بیٹے اور چھے بیٹیاں تھیں.
آنخضور اکرم ﷺ کے گیارہ چچا ہو ے.
چچا کا نام - اسداللہ حضرت حمزہ رضی اور حضرت عباس رضی یہ دو چچا ایمان لا ے
عبد مناف (ابو طالب) اور عبدالعزی (ابو لہب) جو ایمان نہیں لا ے
آنخضرت صلیؐ اللہ وسلمؐ کی ولادت با سعادت 12 ربیع الأول پیر کے دن صبح کے وقت
مطابق 23 اپرایل 571 ء کو مکّہ معظّمہ میں ہوئی.
اورآپ کا وصال بھی 12 ربیع الاول 11 ھ بروز دوشنبہ مطابق 11 گیارہ جون 632 ء
میں ہوا. وصال کے وقت آپ کی عمر شریف 63 سال تھی. اور آپ وصال سیدہ عایشہ رضی کے حجرے
میں ہوا. (تمام پیغمبر اُسی جگہ دفن ہوے ہیں جہاں پر اُنکی روحیں قبض ہویں .)
جب کہ حضورؐ ابھی مادر شکم میں تھے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا. آپ کے دادا عبدالمطلب نے حضورؐ
کی پرورش اور نگرانی کی ذمہ داری اپنے اوپر لی جب اپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ کے دادا کا بھی
انتقال ہوگیا. پھر آپ کے چچا ابوطالب نے حضورؐ کی پرورش اور نگرانی اپنے ذمہ لی. 6 سال کی عمر میں
آپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی ابوامقام میں انتقال فرمایا. حضرت حلیمہ سیعدیہ رضی داعی تھیں بچپن
میں 4 سال تک آپ کے پاس رہے.

آنخضرت صلعم کی ازَواج مطھرات یعنی اُمہاتُ المومنین (مسلمانوں کی ماہیں)

1. حضرت خدیجہ رضی بنت ہویلد
2. حضرت سودہ رضی بنت زمعہ رضی
3. حضرت عایشہ صدیقہ بنت ابوبکر ضدیق رضی
4. حضرت حفصہ رضی بنت فاروق رضی
5. حضرت اُم حبیبہ رضی بنت سیدنا ابوسفیان رضی
6. حضرت اُم سلمہ رضی بنت ابواُمیہ
7. حضرت زینب رضی بنت جحش
8. حضرت اُم المساکین زینب رضی بنت خزیمہ
9. حضرت جویریتہ رضی بنت حارث
10. حضرت صفیہ رضی بنت حیی رضی
11. حضر میمونہ رضی بنت حارث
12. حضرت ماریہ قبطیہ رضی

حضرت خدیجہ ؓ آپ کی پہلی بیوی ہیں نکاح کے وقت آپ کی عمرُ چالیس برس کے تھیں اور حضور کی عمر پچیس برس اُن کی حیات میں کوئی دوسرا نکاح آپ نے نہیں فرمایا نکاح کے بعد آپ کوئی پچیس برس زندہ رہیں.

اولاد رسول اللہ علیہ وسلم سات ہیں تین لڑکے اور چار لڑکیاں

1- حضرت قاسم جن کا لقب طیب تھا 2- حضرت عبداللہ لقب طاہر تھا 3- حضرت ابراھیم

1- حضرت زینب 2- حضرت اُم کلثوم 3- حضرت رُقیہ 4- ضرت فاطمہ الزہرا

حضرت ابرہیم حضرت ماریہ سے پیدا ہوے. باقی سب اولادیں حضرت خدیجہ ؓ سے پیدا ہوے. تمام لڑکے بچپن میں ہی میں وفات پاے.

رسول اللہ ﷺ کے چار نواسے تھے

حضرت علیؓ بن حضرت ابولعاص حضرت عبداللہ بن حضرت عثمان غنیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بن حضرت علیؓ

اور چار نواسیاں تھی:- سیدہ امامہؓ بنت حضرت ابولعاص (زوجہ عبداللہ بن جعفر)

سیدہ اُم کلثومؓ بنت علی (زوجہ عمر فاروق) سیدہ زینبؓ بنت علی (زوجہ عبداللہ بن جعفر)

سیدہ رقیہؓ بنت علی (بچپن میں وفات پاہی)

حضرت خدیجہ ؓ اور ابوطالب مکّہ میں 620ء میں وفات پایں.

آپ نے 623ء کو مکّہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی

فتح مکّہ 639ء میں ہوا. معراج النبیؑ 27 رجب 219ء کو واقع ہوہی طایف سے واپسی کے بعد اور مکّہ معظّمہ میں رات میں اُم ہانی (چچا زاد بہن اور ابو طالب کی صاحب زادی) کے گھر سے ہوی.

واقعہ معراج کے 22 صحابہ اور 4 صحابیہ سے راوی ہے. معراج میں آپ نے خدا کا دیدار فرمایا اور پانچ نمازین فرض کی گیئں اور سورۃ بقر کی آخری آیتیں عنایت ہوئی.

ہمارے پیغمبر کی فضیلت دوسرے انبیاؑ پر دو چیزوں سے ہے ایک دنیا میں معراج دوسری آخرت میں

شفاعت .تین باتوں پر ہر مسلمان کو ایمان لانا فرض ہے حضور اکرام جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے گے .جاگتی ہو ہی حالت میں گیے اور آپ نے اپنے سَر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا.
جسمانی معراج کے علاوہ آپ کو 2 3 مرتبہ روحانی معراج بھی نصیب ہو ہی .

تعداد غزوات وسرایا 2ھتا 9 ھتک:-

جن غزوات میں نبی ﷺ شریک ہوے تھےان کی تعداد 27 ہےاورترییب حسب ذیل ہے.

غزوہَ دوان یاابواء غزوہَ بواط غزوہَ سفران غزوہَ ذوالعشیر ہ غزوہَ بدرالکبریٰ
غزوہَ قنیقاع غزوہَ السویق غزوہَ قرترۃالکدر غزوہَ تحطلفان یاانمار غزوہَ احد
غزوہَ الاسد غزوہَ بنونضیر غزوہَ بدر غزوہَ الاخری غزوہَ دومتہالجند ل غزوہَ مصطلق
غزوہَ احزاب یاخندق غزوہَ بنوقریظہ غزوہَ بنولحیات غزوہَ ذی فردہ باغابہ غزوہَ حدیبیہ
غزوہَ خیبر غزوہَ وادی القریٰ غزوہَ ذات الرقاع غزوہَ مکّہ غزوہَ حنین غزوہَ طایف غزوہَ تبوک

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہے محمد ﷺ اللہ تعالی نے آپنے قرآن پاک میں نبی کریم پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے فرمایا:- اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود وسلام بھیجتے ہیں اَے لوگوں جو ایمان لاے ہو تم بھی اُن پر درود و سلام بھجیو.

درود کا مطلب ہے:- اللہ تعالی حضورؐ پر درود بھیجتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ پر بہت مہربان ہے آپ کی تعریف فرماتا ہے. آپ کے نام میں برکت دیتا ہے آپ کا نام بلند کرتا ہے اور آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے. فرشتے حضور ﷺ پر درود سلام بھیجتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ سے محبت کر تے ہیں آ پ کے لیے اللہ تعا لی سے دُ عا کر تے ہیں تہ کہ وہ آ پ کو بڑے سے بڑے مرتبے تک پہونچاے

خاتم النبیین محمد رسول ﷺ کا میدان عرفات میں تاریخی

خطبہ

حضور سرور عالم صلم کی زندگی کا آخری سال بیت اللہ کا حج کیا جسے حجۃ ہ الوداع کہتے ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابیوں کے درمیان عرفات کے میدان میں خطبہ دیا تھا.

اس میں ایمانیات-عقیدہ-ماشعرات-معملات-اخلاقیات-عبادات احکام وغیرہ تمام ضروری باتوں کو جمع کر دیا ہے. ناظرین اس خطبہ نبویؑ کو پڑیں اور غور سے پڑھیں ذرا تفکر و تدّبر سے پڑھیں

1. فرمایا لوگوں تمہارا رب صرف ایک ہے

2. تم آدمی کی اولاد ہو تمہارا باپ بھی صرف ایک ہے

3. آدم مٹی سے بنے تھے منھا خلقنکم

4. تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو

5. آدمیت میں ذات پات رنگ و نسل زبان اور کالے پر گورے کی کوئی فضیلت نہیں.

سب انسان آپس میں برابر ہیں

6. تقویٰ خدا پرستی اور پرہیز گاری کے سوا کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں.

7. انسانیت کا خون ایک دوسرے پر حرام ہے.

8. ایک دوسرے کا مال بھی ہڑپ کر جانا تمہارے لئے حرام ہے.

9. قیامت کے دن تمہیں اپنے مالک کے حضور کھڑے ہونا ہے.

10. دیکھو میرے بعد سیدے راستے کو چھوڑ نہ دینا.

11. ایک دوسرے کی گردن مارنے کے جرم سے بچتے رہنا.

12. میں نے سچی باتیں تم تک پہنچا دیں اور اس پر کوئی اُجرت تم سے نہیں مانگی.

13. جس کسی کے پاس امانت رکھوائی جاے اس پر لازم ہے کہ وہ امانت میں خیانت نہ کریں.

14. تمام ایسے کاروبا جو حرام ہیں جیسے سود- سٹہ- جوا-ایسی کمائی کرنا حرام ہے.

15. ہاتھ سے محنت کر کے روزی کا کھانے والا اللہ کا حبیب ہے.

.16 کسی کواگرتم قرض دیا ہوتو اس پر سود نہ لئے سکو گے اصل رقم لینے کا تمہیں حق ہے مگر اس میں بھی یہ خدائی حکم کے مطابق قرض دار کو اتنی مدت دو کہ جب تک کہ اس سہولت نہ ہو.

.17 قرضدار اگر قرض ادا نہ کر سکے تو اس معاف کر دو تو تمہارے لئے اچھا ہے. ایسا کرنے سے تم متقی بن جاو گے اور اللہ کے قریب ہو جاگے.

.18 مرنے والے کی مراث تقسم ہونا چاہے. مردے نے جو مال چھوڑا ہے اس میں سے اللہ نے ماں باپ عورت مرد لڑ کا لڑ کی ہر ایک وارث کا حصہ مقرر کر دیا ہے.

.19. وارثوں کے لئے کوئی وصیت نہیں پائی ج اے گی.

.20 خیر وارثوں کے لئے تمہارے مال میں سے ایک تہائ سے زیادہ وصیت کرنا تمہارے لئے جایز نہیں.

.21 استعمال کرنے کے لئے کوئی چیز کسی سے لی ہو تو اس کو واپس کر دو.

.22 اس طرح لیا ہوا قرض بھی واپس کرنے کی پورئی کوشش کرو جو قرض واپس کرنے کی نیت کر لیے گا اللہ اس کی مدد کرے گا.

.23 دیکھو سنو ایک مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے کسی باپ نے گناہ کیا ہو تو بیٹا پکڑا نہیں جایگا اور بیٹے کے جرم کا بدلہ باپ سے نہیں لیا جایگا.

.24 عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو عورتیں اللہ کی امانت ہیں جنہیں تم نے اللہ کے نام پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے نام پر ہی وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہے.

.25 تمہیں عورتوں پر درجہ حاصل ہے اور عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں اس طرح تم پر بھی عورتوں کے حقوق واجب ہین عورتوں کے ساتھ انصاف کرو.

.26 وراثت میں عورتوں کو بھی ان کا حصہ دیا جانا لازم ہے.

.27 لوگوا میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اس مضبوط پکڑ لو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے- وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے

.28 لوگوا نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید اُمت پیدا ہونے والی ہے

.29 لوگوا قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جاےءگا مجھے ذرا بتاو کہ کیا جواب دو گے.

30. دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں تک جو موجود نہیں ہیں اس کئی تبلیغ کرتے رہیں . نبی کریم جب خطبہ سے فارغ ہوے تو اسی جگہ آیت کا نزول ہوا. اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَ اَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتیِ وَرَضِیتُ کُمُ الاِسلَامَ دِینًا . آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لئے اسلام کا دین ہونا پسند فرما یا ہے .

تمام صحابہؓ اکرام کا مرتبہ عام مسلمانوں سے اُنچا ہے. دین جن واسطوں سے ہم تک پہنچا ہے ان میں سب سے پہلا واسطہ حضرات صحابہؓ کا ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی کوئی نظیر و مثال نہیں ملتی ان صحابہؓ پر بے اعتمادی کا اظہار اور ان کے بارے مین زبان کھولنا یا ان کے اختلافات و مشاجرات ھر بحث کرنا محض اساس دین کو نقصان پہنچانے کے مرادف ہے .ان کے اختلافات پر گفتگو کو منع کیا ہے

ان میں چار صحابہ سب سے افضل اور بڑے مرتبے والے ہیں اور جو خلیفہ ہوے

حضرت ابوبکر صدیقؓ (مدت خلافت) 6 سال 3 ماہ 10 دن

حضرت عُمر فاروقؓ (مدت خلافت) 10 سال 6 ماہ 10 دن

حضرت عثمان غنیؓ (مدت خلافت) 11 سال 11 ماہ 12 دن

حضرت علی مرتضٰیؓ (مدت خلافت) 4 سال 9 ماہ

حضرت حسنؓ (مدت ہلافت) 6 ماہ اور حضرت امیر معایہؓ (مدت خلافت) 19 سال 3 ماہ رہی

عشرَہ مُبشرا - وہ دَس صحابہ ہیں جن کو اللہ تعالٰی نے دنیا میں جنت کی خوشخبری سنادی تھی . حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ حضرت سعیدؓ حضرت طلحہؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت زبیرؓ حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت سعدؓ .

ختم نبوت کا انکار: - رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں یہ بات داخل ہے کہ سلسلہ نبوت کو آپ پر ختم سمجھے اس پر تمام امّت کا اجماع ہے .جو محمد ﷺ کو آخری نبی نہ جانے وہ مسلمان نہیں .

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

حدیث کی اہمیّت :-

عربی زبان میں حدیث کے معنی بات کرنے کے یا گفتگو کرنے کے ہیں. مذہبی اصطلاح میں حدیث سے مُراد حضرت محمد ﷺ کا قول - فعل - یا اعمال یا تقریر ہے جو الفاظ کی شکل میں کسی معتبر راوی یا راویوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہوں .حدیث کے الفظ سے ہمیں سنّت رسول یعنی نبیؑ کا عملی طریقہ معلوم ہوتا ہے. جو قرآن کی احکام الٰہیٔ کی وضاحت کرتا ہے اس لئے رسول کا حکم خدا کا حکم ہوتا ہے اور رسول کا انکار اللہ کا انکار ہوتا ہے.

ہمارے زمانہ کے فتنوں میں ایک بڑا فتنہ انکار حدیث ہے شدید گمراہی اور دین میں تحریف وتصحیف کے مترادف ہے- حدیث بحیثیت واجب التعمیل ہے اور واجب التعظیم ہے. حدیث کا انکار دراصل دین کی اساس اور بنیاد پر حملہ اور اسلام کی جڑین کھودنے کے متراوف ہے.

سُنتّ :- اس کے لغوی معنی عادت' طبیعت' روش اور طریقہ کے ہیں. اصطلاح میں سُنتّ آنحضورؑ کی زندگی یا عملی طریقہ ہے سنتّ اور حدیث میں فرق صرف یہ ہے. سنُتّ حضورؑ کے عمل کا نام ہے جب کے حدیث اس روایت کو کہتے ہیں جس میں حضورؑ کے قول وفعل کی جوئی خبر موجود ہو.

رِوایت :- اس سے مُراد واقعات کو اس طرح بیان کرنا ہے کہ اس کی پوری تحقیق کرلی گی ہو کہ

اصل شخص سے راوی (بنان کرنے والے) تک درمیان میں اگر کوئی اور راوی ہے تو وہ کیسا تھا کیا کام کرتا تھا چال چلن کے اعتبار سے کیا تھا حافظہ کیسا تھا قابل اِعتبار اور مامون تھا یانہیں وغیرہ وغیرہ روایت کی یہ تمام تحقیقات اصول روایت کہلاتے ہیں

صحتؔ :- صحیح حدیث وہ ہوگی جو ایسے شخص سے نقل روایت سے ثابت ہو اور درجہ ثبوت تک پہنچی ہو جو عادل ہو اور ہر لحاظ سے معتبر اور مامون (دیانتدار) ہو اور سلسلہء اسناد میں کوئی نقص نہ ہو.

حَسَن :- وہ حدیث ہے جو تقریباً صحیح ہو اور نقص اتنا کم ہو کہ حدیث کی صحت پر خاص نقصان نہ پڑے.

ضَعِیف :- اگر کسی حدیث میں وہ صفات موجود نہ ہوں جو صحیح حدیث میں پائی جاتی ہیں یا صفات کی خاص کمی واقع ہو تو وہ ضعیف کہلا گی. **حدیث** ضعیف صرف فضائل میں معتبر ہے. احکام میں معتبر نہیں ضعیف حدیث جھوٹی یا غلط یا گڑھی ہوئی حدیث کو نہیں کہتے

عہدِ رسالت :- قرآن وسنتؔ کا آپس مین چونکہ گہرا اور لازمی تعلق ہے اس لئے یہ دونوں چیزیں ابتداےء نبوت سے ساتھ چلی ہیں قرآن کی آیات نازل ہوتیں رسول خدا ﷺ لوگوں کو سنا دیتے جن میں سے بعض یاد کر لیتے اور بعض رسول کے حکم کے مطابق لکھ دیتے. عمرؓ فاروقؓ کے دور عہد میں تمام صحابہؓ سے مشورہ کیا اور انہوں نے اتفاق کیا اور ایک ماہ تک استخارہ کرتے رہے . حدیثوں کا اہتمام شروع ہوا. عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور ابو ہریرہؓ صحابہء رسولؐ تھے. ابو ہریرہ جن سے بہت زیادہ حادیث مروی ہیں کہتے ہیں مرے علم میں آنحضور ﷺ کی احادیث کا ذخیرہ مجھ سے زیادہ کسی کے پاس محفوظ نہیں

سواےء عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے کیونکہ وہ حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہ لکھتا تھا. حدیثیں اگر چہ تابعین کے زمانے میں ہی میں اعتبار سے مرتب کی جانے لگیں

مگر اس کا سرکاری انتظام حضرت عمر بن عبدالعزیز 95ھ نے اپنے عہد خلافت میں کیا. احادیث رسولؐ کو کتب کی شکل میں مرتب و مدوّن کرنے کا باقاعدہ کام دوسری صدی ہجری میں ہوا - تیسری

صدی ہجری میں وہ کتب احادیث لکھی گیں اگر چہ احادیث پر کتب اور بھی بہت سی لکھی گیں لیکن ان میں چھ کتب کو صحاح ستہ کہاجاتا ہے

یعنی چھ صحیح ترین کتب ذیل مین الگ الگ کتاب پر منحصر ہے.

1. **صحیح بخاری**...... از امام بخاریؒ آپ کا پرا نام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری ہے. آپ 13 شوال 194ھ بروز جمعہ بخارا میں پیدا ہو ے. سولہ سال کی عمر میں آپ نے چھ لاکھ احادیث کا مجموعہ تیار کرلیا. آپ حدیث کے انتخاب اور تحریر سے پہلے غسل کرتے دو رکعت نماز نفل ادا کرتے پھر آنحضورؐ کی قبر اور منبر کے درمیان بیٹھ کر انتخاب کرتے اور لکھتے اور اس پورے کام مین سولہ برس صرف ہوے. جمہور علماء دین کا یہ فیصلہ ہے کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب صحیح بہاری ہے. مقام خرتنگ چلے گے جو سمر قند کے قریب ہے اور 256ھ میں یہیں وفات پائی اور دفن ہوے.

2. **صحیح مُسلم**...... از امام مسلمؒ آپ کا پورا نام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشتر ی ہے. آپ 204ھ میں نیشاپور کے مقام پر پیدا ہوے. آپ نے صرف انہی احادیث کو جمع کیا جن کے راوی امام صاحب سے لے کر آنحضو ﷺ تک ہر عہد میں کم از کم دو ہوں. پھر یہ بھی اہتمام کیا کہ راوی کا صرف عادل ہونا ہی کافی نہیں بلکہ وہ شہادت کی تمام شرائط کو بھی پورا کرتا ہو. آپ کو تین لاکھ احادیث یاد تھیں اپنی کتاب میں صرف بارہ ہزار منتخب کیں. امام مسلم نے 24 رجب 261ھ میں نیشاپور کے مقام پر ہی وفات پائی.

3. **سُنَن ابی داودء**...... از امام ابوُ داودؒ آپ کا پورا نام ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی تھا سجستان کے مقام سیستان پر 202ھ میں پیدا ہوے آپ نے پانچھ لاکھ احادیث جمع کیں جن میں سے چار ہزار آٹھ سو حدیثیں اپنی کتاب کے لئے منتخب کیں. یہ کتاب علماء وقت میں بہت مقبول تھی. آپ نے 74 کی عمر پائی شوال 275ھ میں جمعہ کے دن وفات

پائی .امام موصوف فرماتے ہیں عقل مند انسان کے لئے صرف چار حدیثیں ہی کافی ہیں اور وہ یہ ہیں.

۱. اعمال کا انحصار نیتوں پر ہیں.

۲. جس کا اسلام درست ہو گیا وہ تمام غیر ضروری اور لا یعنی چیزوں کو ترک کر دیتا ہے.

۳. کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند یہ کرے جو اپنے کئے پسند کرتا ہے

۴. حلال اور حرام دونوں واضح ہیں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ متشابہات ہیں پس جو شبہات سے بچا اس نے اپنی دُنیا پاک کرلی.

4. **جامعِ ترمذی**......از امام ترمذیؒ امام صاحب کا پورا نام ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی الترمذی ہے مقام ترمذ (ترکستان) میں 209ھ پیدا ہوئے آپ امام بخاری کے خاص شاگرد ہیں اور امام مسلمؒ اور امام داودؒ سے بھی حدیثیں سنیں.آپ ماہ رجب 279ھ میں فوت ہوے.

5. **سُنَنِ نسائی**...... از امام نسائیؒ آپ کا پورا نام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شُعیب النسائی ہے 215ھ میں مقام نسا (خراسان) پر پیدا ہوے .مکّہ میں 13 صفر 303 ھ میں وفات پائی اوع صفاومروہ کی پہاڑیوں میں دفن ہوے.

6. **سُنَنِ ابن ماجہ**......از امام ابن ماجہؒ. آپ کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی بن ماجہ لفظ ماجہ دراصل ان کی والدہ کا نام تھا

آپ 27 رمضان 273ھ میں فوت ہوے. بعض لوگ اسے صحاح ستہ میں شامل نہیں کرتے اور اس کے بجاے موطا امام مالک کو صحاستہ کی چھٹی کتاب بناتے ہیں .اس میں چار ہزار احادیث جمع ہیں.

شریعت کے چار امام ہیں – امام حنفی امام شافعی امام مالکی امام حنبلی چار مذہب برحق ہیں

امام اعظم کی ولادت 80 ہجری میں ہے اور وفات 150 میں 70 سال کی عمر میں ہوئی.مزار

شریف بغداد میں ہے.آپ تابعی ہیں.

امام مالک کی ولادت 90ھ ہجری میں ہوئی اوروفات 179ھ ہجری میں ہوئی آپ کی عمر 89سال مزارشریف مدینہ منورہ میں ہے.

امام شافعی کی ولادت 150ھ ہجری میں اوروفات 204ھ ہجری میں اور عمر آپ کی 54سال آپ امام اعظم کی وفات کے دن پیدا ہوے.

امام احمد ابن حنبل کی ولادت 164ھ ہجری اوروفات 241ھ ہجری عمرشریف 77سال.

امام اعظم کا مزار پرُنور قبول دُعا کے لئے اکسیر اعظم ہے چنانچہ حضرت امام شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہےتو میں امام اعظم کی مزار پر حاظر ہوتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ کر امام اعظم کی قبر شریف کی برکت سے دعا کرتا ہوں بہت ہی جلد حاجت پوری ہوتی ہے.

بِدْعَت :- دین (طریق زندگی) دراصل اللہ کی ہدایات کا نام ہے-کسی بشر کو حتی کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی یہ اختیار نہیں ہوتا کہ اپنی مرضی سے دین میں کمی بیشی کر لیں. جو شخص دین میں نئ بات (بدعت) پیدا کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے دل میں کوئی خوف خدا یا دین کی عظمت موجود نہیں. ایسا شخص دین کو محض ایک کھلونا سمجھتا ہے کہ مطلب براری کے لئے جو جی میں آے کر لیا جائے .

بدعت کے لغوی معنی ہیں نئ چیز ایجاد کرنا نیا بنانا وغیرہ . ہر وہ کام ہے جو حضور ﷺ کے زمانے کے بعد ہوخواہ وہ دنیاوی ہو یا دینی ہو. (کوئی عمل سنت یا صحابہ سے ثابت ہو جائے تو وہ نیا نہیں ہوگا)

بدعت کے دو قسم ہیں. بدعت حسنہ - اور بدعت سیئہ

بدعت حسنہ وہ نیا کام ہے جو کہ کسئی سنت کے خلاف نہ ہو.

بدعت سیئہ وہ جو کہ کسئی سنت کے خلاف ہو یا سنت کو مٹانے والی ہو.

شرک:- شرک کا علامتی نشان یہ تھا کہ وہ اپنی ہر غلطیوں کو صیح سمجھتا تھا مشرک اور کافر یہ دونوں عربی الفاظ ہیں. مشرک نرے ناپاک ہیں مشرک کی بخشش نہیں ہوتی. جبتک دل ودماغ مین غلطیاں رہتی ہیں اسوقت تک وہ مشرک ہے اور جب اپنی غلطیون کو زمانہ پر ظاہر کردیتا ہے تب وہی مشرک گویا کافر بن جاتا ہے

قرآن مجید احدیث رسول ﷺ اور کتب اولیاء اللہ سے شرک کی پانچ قسمیں ثابت ہوتی ہیں

شرک فی العبادت:- اللہ تعالی کو معبود اور اس کے ساتھ دوسروں کو بھی معبود سمجھنا

شرک فی التاثیر:- اللہ تعالی کو نفع نقصان پہونچانے والا اور مخلوقات کو بھی نفع نقصان پہونچانے والے سمجھنا شرک فی التاشیر ہے .اگر کوئی مسلمان شہید اور ولی نبی کو وسلیہ اور ذریعہ سمجھنا تو یہ شرک نہیں

شرک انحصار خدا فی التشبیہ :- ظاہری چیزوں میں خدا کو منحصر ومحدود کر دینا اور مرتبہ باطن کو چھوڑ دینا شرک فی التشبیہ ہے.

شرک انحصار خدا فی التنزیہ:- باطن میں خدا کو منحصر ومحدود کر دینا اور ظاہری چیزوں کو خدا سے جدا اور بے تعلق سمجھنا شرک فی التنزیہ ہے.

شرک فی الوجود:- خدا کو موجود مانتے ہوے اپنے کو اور دوسری چیزوں کو مستقل موجود ماننا شرک فی الوجود ہے اتنی شرک کی قسمیں انسان کے وہم سے متعلق ہیں ورنہ خارج اور حقیقت میں شرک باری معدوم محض ہے

مذہبوں کا بیان

حدیث شریف ہے کہ میری امت میں میرے بعد تہتر گروہ ہوں گے صرف ایک جنتی ہوگا باقی سب دوزخی صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ جنتی گروہ کون ہے فرمایا جو گروہ کہ میرے (سنت)اور میرے یاروں کی چال پر قائم رہے گا دوسری روایت میں ہے فرمایا وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ اور فرمایا جو اس سے

الگ ہوا جہنم میں الگ ہوا پس یقین ہے کہ سوائے فرقہ اہلسنت و جماعت کے کوئی اس حال پرنہیں چاہے حنفی یا مالکی شافعی یا حنبلی کیونکہ ان چاروں مذہب کا عقیدہ مختلف نہیں اگر چہ احکام میں اختلاف ہے پر ایمان کا رہنا عقیدے کے اختلاف سے ہے نہ احکام کے.

72 مذھب اصل میں 6 مذہب ہیں ہرایک سے بارہ بارہ بنے ہیں.

جیسے:-رافضیہ -خارجیہ-جبریہ-قدریہ-جہمیہ-مرجیہ-

رافضیہ کے بارہ گروہ کے نام:- علویہ-بدئیہ-شیعہ-اسحاقیہ-زیدیہ-عباسیہ-امامیہ-نادسیہ-تناسخیہ-لاعینہ-راجعیہ -مرتضیہ-

اتفاق ان سب کا اسبات پر ہے کہ نماز تراویح سنت نہیں نہ جماعت کوئی نماز کی، اور نہ مسح موزوں پر جائز اور ثابت ہے. تینوں خلیفوں کی جناب میں بدکہنا اور بعض احکام میں اختلاف بھی ہے. جیسے علویہ حضرت علی کو نبی کہتے ہیں اور بدئیہ کہتے ہیں علی شریک نبوت کے ہیں.

خارجیہ:- کے بارہ گروہ کے نام:-ارزقیہ-ریاضیہ-ثعلبیہ-جازمیہ-خلفیہ-کوزیہ-کتریہ-معتزلہ-میمونیہ-محکمیہ-اخنیہ-سراجیہ-

اتفاق ان سب کا کہ جماعت نماز کی درست نہیں اہل قبلہ گناہ کرنے سے کافر ہوتا ہے حاکم ظالم سے باز آنا جائز ہے اور اختلاف یہ ہے. کہ کتریہ زکوۃ کی فرضیت کے منکر ہیں. معتزلہ کہتے ہیں کہ بد بخدا تعالی کے چانے سے نہیں ہے فاسق کے پیچھے نماز جائز نہیں اور منکر ہیں حضور کی شفاعت کے اور اولیا کی کرامتوں کے اور قیامت کی علامتوں کے اور مردو نکوزندوں سے ثواب ملنے پر.

جبریہ:- کے بارہ گروہ کے نام:-مضطریہ-افعالیہ- معیہ-مضروعیہ-سبخاریہ-منمنیہ-کسبینہ-سابقیہ-حبینیہ-خوفیہ-فکریہ-حسبیہ

اتفاق ان سبھوں کا ہے کہ مال دنیا کا مانند محبوب کے ہے اور مقصود برآنے کا سبب ہے. پس اسکو مفت دینا عقل کا کام نہیں یعنی زکوۃ وغیرہ نہ دینا اور اختلاف یہ کہ سابقیہ کہتی ہیں کہ نہ اطاعت سے نفع ہے نہ گناہ سے ضرر. حسبیہ منکر ہیں توبہ کے اور دیدار خدا تعالی کے.

قدریہ: — کے بارہ گروہ کے نام:- احدیہ-ثنویہ-کیسانیہ-شیطانیہ-شریکیہ-وہمیہ-رویدیہ-ناکسیہ-متبریہ-قاسطیہ-نظامیہ-منزلیہ

اتفاق ان سب کا ہے کہ نیکی بدی خداتعالی کی تقدیر سے نہیں نہ نماز جنازے کی واجب نہ کچھ حقیقت روز میثاق کی ثابت اختلاف یہ کہ احدیہ فرض کے قائل اور سنت کے منکر. ثنویہ کہتے ہیں کہ دو خالق ہیں نیکی کا خالق یزدان ہے اور بدی کا اہرمن. شیطان کے منکر

جہمیہ: — کے بارہ گروہ کے نام:- معطلیہ-قبریہ-واقفیہ-واردیہ-حرقیہ-مترابصیہ-متراقبیہ-مخلوفیہ-عبریہ-قانیہ-زناقیہ-نفطیہ

اتفاق ان سب کا ہے کہ ایمان دل سے ہے نہ زبان سے اور منکر ہیں سوال منکر نکیر کے ملکالموت کے حوض کوثر کے اختلاف یہ کہ معطلیہ کہتے ہیں کہ نام اور صفتیں خداتعالی کی مخلوق ہیں. عبریہ کہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر حکیم دانا تھے رسول نہ تھے.

مرجیہ: — کے بارہ گروہ کے نام:- تارکیہ-شائیہ-راجیہ-شاکیہ-بہشیہ-عملیہ-منقوصیہ-مستثنیہ-اشریہ-بدعیہ-مشبہیہ-حشویہ

اتفاق ان سب کا ہے کہ سوائے ایمان کے کوئی عبادت فرض نہیں اوور اختلاف یہ کہ شاکیہ کو ایمان میں شک ہے. بہشیہ کہتے ہیں اصل ایمان کا علم ہے پس جو ادامر ہی نہ جانے وہی کافر ہے. نعوذ باللہ منہم

اللہ نے انسانوں اور جنون کو صرف اس لے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی عبادت کرین (عبادت کا مطلب صرف نماز پڑھنا یا روزے رکھنا ہی نہیں ہے بلکہ پوری زندگی کو اللہ تعالی کے بتائے ہوئے طریقے پر گزارنے کا نام عبادت ہے. زندگی کے

ہرکام اور ہر شعبہ میں اسلام نے جو کچھ کرنے کا حکم دیا ہے اور جس کام سے منع کیا ہے ان احکامات پر عمل کرنا عبادت ہے)

باب دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وضواور صلوۃ دائمی:-

وضو سے مراد جدا ہونا ہے غیر اللہ سے اور نماز عبادت ہے وصل ہونا اللہ سے پس جو شخص غیر اللہ سے ڈوری نہو اور وہ خدا سے ملا ہی نہیں جب تک غیر اللہ و ما سوی اللہ سے ڈور نہو گا اللہ کا وصل نہ پا ہیگا. حدیث شریف ہے لاتقبلَ الصلوٰۃ بغیر طھور : یعنی طہارت کے بغیر نماز نہیں قبول کی جاتی اِس کے یہ معنی نہیں کہ ل میں کفرُ وشرک اور طرح طرح کے فسادات بھرے ہوے ہوں اور منہُ ہاتھ دھوُ کر نماز پڑھ لی اور بس قبول ہو گی یہ نہیں بلکہ جبتک قلب ما سوی اللہ سے پاک نہ ہو خدا کے نزدیک وہ نماز قبول نہیں. پس طہارت قلب ما سوی اللہ بہت ضروری ہے.

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اُس نے دین کو قایم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑا اُس نے دین کو ڈھادیا.

اگر نماز بے حیائی اور بُرائی سے نہیں بچارہی تو سمجھو کہ صورت نماز ہے حقیقت نماز نہیں ہے مگر جس وقت تک حقیقت حاصل نہ ہو جاے صورت کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاپیے.

اے سالک شوق سے عبادت کر اور ایسی کر کے سوائے اُس ذات کے دوسری ذات تیری آنکھوں کے سامنے جلوہ گر نہ رہے تمام عالم کو بھول جا اور ایسا بھول جا کہ کوئی شیٔ معشوق کے سِوا تجھے نظر نہ آے

خدائے واحد کو یاد کرین عرفان ہے ذات میں فنا ہو اور ایسا فنا ہو کہ تیری ہستی اور تیرا وجود مٹ جائے ایسی نماز بشک معراج سے مُشرف کرا ئیگی معلوم ہو کہ عبادت رسم ورسوم کا نام نہیں ہے بلکہ عبادت وہ ہے کہ یقین کو پنچادے . پس جو اللہ کے ساتھ ہے وہ صاحب یقین ہے اللہ کے نور کے ساتھ ہے.
صوفیہ اکرام میں صلوۃ بمعنی نماز کے- یاد- ذکر- کے ہیں دائمی بمعنی ہمیشہ کے ہیں یعنی ذاکر بذکر اِسم ذات ہمیشہ اور ہر وقت نماز میں ہے. نماز دو قسم کی ہے ایک میں وقت - رکوع - سجود ہیں بلکہ ہر وقت اپنی نماز میں مشغول رہتا ہے اِس کو ذکراللہ دایمی کہتے ہیں.
یہ نماز جمع عبادت سے افضل ہے پنچگانہ نمازی اگر
اَنْ تَعّبُدَ اَللہ کاَ نَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَراہُ فَاِنَّہُ یَرَاکَ. کو دل میں قائیم کر لئے
مشاہدہ یا مُراقبہ تو بیشک یہ نماز مقبول ہے فلاح دارین ہے اور جس نے اِس شان سے نماز ادا نہ کی ہو تو نماز برباد.. اِنَّ الصّلٰوۃ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللہِ اَکْبَرُ
بے شک نماز بے حیائی و بدکرداری سے روکتی ہے اور البتہ ذکر الٰہی سب سے افضل ہے جو نماز مشاہدہ مراقبہ سے اَدا ہو وہ نماز ضرور بے حیائی و بدکرداری سے روکتی ہے اور اگر بغیر مشاہدہ سے اَدا کی ہو تو بے سود اور برباد. دایمی نماز میں اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے . اِلاَ بِذِکْرِ اللہِ تَطْمَئِنَّ الْقُلُوْبُ. یعنی دلوں کا اطمینان اللہ کی یاد میں ہے اِس نماز کے نمازی کا قلب کبھی خدا سے غافل نہیں رہتا .
سورۃ معارج کی آہتہ کریمہ ہے. اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ دَایِمُوْنَ. یعنی وہ لوگ ہیں جو اپنی نماز پر ہمیشہ قایئم ہیں یعنی وصال و عرفان الٰہی اُن لوگوں کے نصیب میں ہے جو غیر اللہ کو اپنے دل میں آنے نہیں دیتے اور ہر وقت اپنے دل کی نگرانی کرتے ہیں شرک ما سوی اللہ کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے. اُنکے دل کو کوئی بُرائی اور بھلائی جمبش نہیں دے سکتی وہ اپنی اصلی حالت پر قایئم و برقرار رہتے ہیں.
اگر اِس نماز سے نماز پنچگانہ مراد ہے تو اس نماز کے نمازی کی حالت قلبی بُرائی بھلائی کے پہنچے پر قایئم رہنی چاہیئے حالانکہ قایئم نہیں رہتی . اِس سے ثابت ہوا کے اس نماز سے علاوہ کوئی اور نماز بھی ہے جس کے نمازی کی حالت قلبی ہر دو حال میں اپنی اصلی حالت پر برقرار رہتی ہے. اس نماز کو صوفیہ

اکرام صلوۃ دایمی کہتے ہیں. رسول خدا نے بھی ایک صحابی کو صلوۃ دایمی کی تعلیم فرمائی ہے. ترمذی وابن ماجہ حریث شریف میں ہے عبداللہ بن بسر سے روایت ہے کہ ایک شخض نے کہا کہ یارسول اللہ تحقیقی احکام اسلام مجھ پر بہت ہیں پس خبر دو مجھ کو ساتھ ایک ایسی چیز کے کہ میں بھروسہ کروں ساتھ اُسکے آ پ ﷺ نے فر ما یا جہ ہمیشہ تر رہئے زبان تیری خدا کے ذکر سے.

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ احکام شریعت سے جس شخص کا اطمینان قلب پورے طور پر نہ ہو سکے تو وہ اپنی زبان کو خدا کے ذکر سے تر رکھے .اہل تصوّ ف نے اس ذکر کا نام صلوۃ دایمی رکھا ہے اور یہ ذکر بغیر تعلیم مُرشد یا پیر کے میُسر نہیں ہو سکتا ؒ.

اہل تصوف ہمیشہ ذکر الہیٰ میں مشغول رہتے ہیں اس لے ان کا نام اخل ذکر رکھا گیا ہے.

امام بخاری کی حدیث کا مفعوم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ ہو جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور اُسکے دولَب میری یاد میں حرکت کرتے ہیں اہل تصوف کے نزدیک عبادت کے وقت ذات الہیٰ کے دید میں فنا ہو جانے کا نام نماز ہے جب تک انسان غیرحق کی طرف مشغول ہے تو خدا سے غافل ہے اور یہی غفلت موجب عذاب ہے غیرحق کی طرف مشغول ہونا ایک قلبی مرض ہے نفس جو ہے ہمیشہ بالقصد کچھ نہ کچھ کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ نماز میں بھی چُپ نہیں ہو تا

حدیث شریف ہے من لم ادیت فرض الدایئم لم تقبل اللہ منہٗ فرض الوقت.

جناب رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص دایمی فرض اَدا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کا وقتی فرض قبول نہیں کرتا. ظاہری آنکھوں سے دیکھنا اور ظاہری کانوں سے سُننا چاہئے کہ دایمی فرض ذکر الہیٰ ہے کیو نکہ جو دم ذکر الہیٰ سے غا فل ہو تا ہے وہ مُردہ ہو تا ہے.

غوث اعظم ؒ فرماتے ہیں منْ لامعراج لہٗ لاصلوۃ لہٗ . یعنی جسکو معراج نہیں اُس کی نماز نہیں یعنی نماز میں اگر دیدار الہیٰ نہیں تو وہ نماز بھی نہیں.

آدمی تین قسم کے ہیں ایک خاص-دوم مقلد-سوم عامی اور ہر ایک کی عبادت مختلف ہے اللہ کی عبادت کر گویا کہ تو اُسکو دیکھتا ہے پس اگر نہ ہوا ایسا کہ تو اُسکو دیکھے تو سمجھ کہ وہ تجھکو دیکھتا ہے یہ حال خاص کا ہے

انسان دوحال سے خالی نہیں یا تو عبادت میں خدا کو دیکھتا ہے یا نہیں اگر دیکھتا ہے تو معراج سے مشروف ہوا اُسکو مشاہدہ کہتے ہیں.

دوسرا وہ شخص کہ عبادت میں خدا کو نہیں دیکھتا مگر ضرور جانتا ہے کہ خدا میرے دل کو میری حرکات کو میرے حال و اطوار کو دیکھتا ہے تو اس کو مراقبہ کہتے ہیں اول شخص صاحب مشاہدہ ہوا دوسرا شخص صاحب مراقبہ ہوا.

تیسرا شخص عامی کہ وہ نہ خدا کو دیکھتا ہے نہ بوقت عبادت اُسکو یہ تصور ہوتا ہے کہ وہ ناظر اور میں منظور ہوں تو ضرور ہے کہ بتقلید سنا سنایا مصنوئی خدا بنائے گا اُن کا خیالی خدا ان کے دل مین ہوگا اور اُسکو اپنا قبلہ بنا کر نماز وعبادت کریگا تو اُس مصنوئی خدا کو عبد نے پیدا کیا اِس صورت میں عبد خالق اور مصنوئی خدا مخلوق ہوا اور مخلوق کی عبادت کرنا شرک ہے. پس وہ شرک ہوا اور بعض کو تو نماز میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ میں کیا کرتا ہوں اُسکو ٹکریں مارنے سے کام ہے لیکن اس کی عبادت کا نتجہ بجز زبانی بکواس کے کچھ نہیں ہاں نیت کا پھل ضرور پاہیگا اور وہ مردہ دل ہے.

حدیث میں آیا ہے کہ الصلوۃ معراج المومینن یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے لاصلواۃ الا بحضور القلب یعنی نماز بغیر مشاہدہ کے مردود ہے اور اس نماز سے افضل کوئی عبادت نہیں جو بحضور القلب ہو- اسلئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا قُرۃُ عَیْنِ فِی الصّلوۃِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے.

عبادت اپنی شناخت کا الہ ہے کیونکہ جب تک آہینہ دل کو معقل عبادت سے صاف نکروگے معرفت نفس محال ہے اور نفس کی شناخت خدا کی شناخت ہے جس طرح آہینہ صقیل کرنے سے ہرایک چیز اُسکے اندر نظر آتی ہے اور اسطرح بادت ومجاہدہ سے انسان کو اپنے اوصاف وکمالات ظاہر ہوجاتے ہیں اور عبادت سے محبت بڑھتی ہے اور محبت سے عشق اور عشق سے وصال میں آتا ہے اور قابل دیدار الٰہی ہوجاتا ہے. اپنے یقین کی پختگی کے لئے عبادت کی جاتی ہے عبادت کوئی تجارت نہیں

آدمی کا مقصد:-

اُس جسم کے ہزار سر اور ہزار آنکھیں ہیں اور ہزار پاوں ہیں کیونکہ اُس جوت (روشنی) کی ہزار شاخیں ہیں وہ بارہ مہینہ جلتی رہتی ہے بغیر بتی اور تیل کے اُس جے بیچ میں سے آواز نکلتی ہے جس کو ھوُ کہتے ہیں مُرشد کے بغیر نہ تو جوت کے درشن ہونگے اور نہ ہی آواز سنائی دے گی. شمس تبریز نے کہا ہے. یعنی اے خوُبصورت پری 'جو کہ ہمیں دکھائی نہیں دیتیں خدا کی قسم کیا تو نے کہیں اَیسی کوئی روشنی دیکھی ہے جو کہ نہ تو ہوا سے بجھتی ہے نہ پانی سے بجھتی ہے نہ وقت گزرنے پر گھٹتی ہے اور نہ کبھی پُرانی ہوتی ہے. انسان کا پیدائیش حق یہ ہے کہ اپنے مالک سے ملے. مگر دُنیا کے فانی دھندوں میں پھنس کر یہ ساری عمرُ برباد کر کے افسوس ملتا ہوا چلا جاتا ہے. انسان جو کام بھی دُنیا میں کرتا ہے سب بیکار ہے. بیکار کس کو کہتے ہیں وہ کام جس میں انسان کو مزدوری نہ ملے ایسے ہی انسان اپنی ساری عمرُ اپنے شریر اور بال بچوں کے شریر کے پالن میں خرچ کر دیتا ہے اس کے علاوہ ملک اور قوم کی خدمت یہ دوستوں کی خدمت میں وقت ضایع کر دیتا ہے مرتے وقت نہ تو کوئی رشتدار اِس کے ساتھ جاتا ہے نہ قوم و ملک اِس کے ساتھجاتے ہیں بلکہ جسم بھی ساتھ نہیں جاتا تو گویا اگر انسانی زندگی اِن چیزوں کی ترقی و سمبھال میں ہی لگ گیا تو سمجھو کہ ہماری پچاس یہ ساٹھ سالا زمدگی بیکار ہوگی. ہاں اگر ساتھ ساتھ اُس جگہ کے لے بھی کچھ توشہ اکٹھا کر لیتا جہاں کہ موت کے بعد جانا ہے تو بہتر ہوتا اور یہی انسانی زندگی کا مقصد ہے کیونکہ اس جسم میں خود خدا بمعنہ اپنی کاہنات کے موجود ہے اور آوپر سے آوازیں دے رہا ہے ہماری توجہ باہر کی طرف ہے جس کی بنا پر ہم اُسکی آواز کو نہیں سنتے ہیں. اُس کو آواز کہنا بھی درست نہیں ہے وہ سب کی جان ہے اور تمام کاہنات جا بنانے والا ہے.

سفر ظاہر اور باطن:- جو انسان اللہ کے ذکر و فکر مراقبہ اور مجاہدہ باطن میں میرے سفر سے محروم رہتا ہے یعنی جو کوئی میرے لئے اپنے آپ میں سفر نہیں کرتا میں اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں. وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ - مین تمہارے نفسوں میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے اور وہ تمہارے ساتھ ہے وَھُوَ مَعَکُمْ جو اپنی روح میں رب العلمین کی تجلی ہرگز نہین دیکھتا اور اپنے دل میں مجھکو نہیں پاتا اس کو میں سفر ظاہری میں مبتلا کرتا ہوں یعنی نماز و تسبیح اور زہد و تقویٰ میں جس کا تعلق جسم یا ڈھانچہ سے ہے وہ

ظاہری عمل ہے اور جس کا تعلق روح سے ہے وہ باطنی عمل ہے اس نماز سے مراد جاہلوں کی نماز جو نہیں جانتے کیا پڑھ رہے ہین. اور تسبیح سے مراد جو زبان کو ہلا ہلا کر کرتے ہیں اور تقویٰ میں غیر خدا کو لئے آتے ہیں خدا کا راستہ نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں نہ دریا میں نہ آگ میں خدائے عز وجلّ کی راہ جانوں کے اندر ہے اپنے اندر سفر کرنا چاہئے تاکہ واصل حق ہو جائے. جس نے اپنے باطن میں نہ دیکھا بموجب آیۃً شریفہ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا (جو اس دُنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راستہ بھٹکا ہوا ہے) اس دنیا میں جو شخص اپنے باطن میں نہیں دیکھتا وہ آخرت میں بھی نہیں دیکھتا یعنی پیرو مرشد حسینوں اور محمد ﷺ میں بھی نہیں دیکھتا وہ آخرت میں میں بھی اندھا ہوگا آخرت مین مین نہ دیکھنے کا مطلب ہے جب اس کا دیکھنا کئی طریقوں اور کئی راستہ کا ہے تو وہ راستہ بھٹکا ہوا کا مطلب ہے. جو اپنی روح میں اس کو نہیں دیکھتا اس کو محمد ﷺ نہیں دیکھتے اس روح سے وہ روح مراد ہے جو جسم کے اندر ہے نہ کہ جسم کے باہر یہ روح اعظم ہے جو دنیا میں عاشقوں پر تجلی کرتی ہے تاکہ ان کو انس و آرام حاصل ہو جو کئی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہ یہی جمال خدا ہے. بغیر دیکھے ہوے کوئی اس کو کیونکر پہچانے اور کیونکر دوستی کرے گا سب لوگ سن کر ہے عاشق ہوے ہیں یہاں دنیا میں کوئی ایسا بھی ہونا ہائے جس نے اس کو کھلی آنکھ سے دیکھا ہو.

حضور محمد ﷺ نے خدا کو معراج مین ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے تب ہی تو کہا ہے وَمن رانی فقد رای اللہ حق جس نے مجھے دیکھا تو اس نے اللہ کو دیکھا. مومن جب دل پر نظر کرتا ہے تو اپنے خدا کو دیکھتا ہے. مرید اپنے پیر کی جان مین خدا کو دیکھتے ہیں پیر پرست ہوتا کہ شاہد یا محبوب پرست ہو جائے تاکہ جو کچھ علم یقین سے جانا ہے اس کو عین الیقین سے بھی دیکھ لئے پھر معلوم ہو جائے گا کہ پیر اور محبوب بجز اس خدا کے کچھ اور نہیں جب تک پیر پرست نہ ہوگا خدا پرست کیسے ہوسکتا ہے. عارف خدائے عز و جل کو دیکھتے ہیں اور پھر اس کی خبر مریدون کو دیتے ہیں. عارف وہ ہے جو ہر ذرہ میں خدا کو دیکھتا ہے

حدیث قدسی- کُنْتُ کَنْزاً مُخْفِيّاً فَاَ حْبَبْت اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

میں ایک مخفی خزانہ تھا جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاوں تو میں نے مخلوقات پیدا کی. جب خدا ے

تعالی پوشیدہ خزانہ تھا اور حجرہ بالقوۃ میں تھا تو اس کی ذات میں محبت پیدا ہوئی کہ میں علیم یا جاننے والا ہوں خبیر یا بوجھنے والا بھی ہو جاون جاننے والا تھا چاہا کہ بوجھنے والا بھی ہو جاون تو چیزوں کو وجود میں لا کر چیزوں کو بوجھنے والا ہو گیا. داود علیہ السلام نے خدا سے پوچھا کہ: اے رب تو نے خلق کو کیوں پیدا کیا . اللہ تعالی نے جواب دیا کہ میں پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاوں پس خلق کو پیدا کیا تا کہ میں پہچانا جاوں.

یعنی ایک غم تھا اس غم کو خلق کی تخلیق سے ظاہر کیا داود علیہ السلام نے پوچھا کہ اے پروردگار خلق کو کس مصلحت اور کس بھید کیلیے ظاہر کیا فرمایا میں پوشیدہ خزانہ تھا چاہا کہ میں پہچانا جاوں اور خود کو خود سے پہچانوں خود کو خزانہ کہتا ہے یعنی میں کئی صفات اور کئی اعتبارات کی ایک ذات ہوں جمال میں رکھتا ہوں جلال میں رکھتا ہوں قہر مجھ سے ظاہر ہوتا ہے مہربانی مجھ سے رونما ہوتی ہے قدرت مجھ ہی کو علم مجھ ہی کو ہے سمع مجھ ہی کو بصر مجھ ہی کو بڑھانے والا میں ہوں بلند کرنیوالا میں ہوں نیکی بدی - رنج و خوشی اور تمام لا متناہی صفات کو قایئم کئے ہوئے ہوں اس اعتبار سے میں نے اپنا نام خزانہ رکھا ہے اور یہ صفات مجھ میں بالقوۃ موجود تھیں میں نے چاہا کہ حجرہ قوت سے فعل کے میدان میں آ جاون. جس طرح کہ کوئی محبّ اپنے محبوب کو چاہتا ہے اس مصلحت اور اس بھید کی بناء پر میں نے خلق کو پیدا کیا اور اپنے غم کو خود ظاہر کیا اور خود اپنے آپ پر کھول دیا یعنی چاند سورج کو پیدا کیا کائنات کے تمام چیزوں کو پیدا فرمایا. میں نے محبوب کو ظاہر کر کے اپنے غم کو کھولدیا (یعنی دور کر دیا)

کہتے ہیں کہ یہ انسان ی سر ایک اُلٹا کنواں ہے اس کے اندر بہت سارے ہیرے موتی اور خزانے چھپا ہوا ہے جتنا تم اس کے اندر جاو گے دنیا کو اُتنا ہی کم کرتے چلے جاو گے. اندر جانے پر معلوم ہوگا کہ انسان کے خزار سر اور ہزار آنکھیں ہیں اور ہزار پاوں ہیں کیونکہ اُس نور کی ہی ساخیں ہیں. وہ بارہ مہینہ جلتی رہتی ہے بغیر تیل و بتی کے نہ تو ہوا اسے بجھتی ہے نہ پانی سے بجھتی ہے نہ وقت گُزرنے پر گھٹتی ہے اور نہ کبھی پُرانی ہوتی ہے اُس کے بیچ میں سے ایک آواز نکلتی ہے جس کو 'ھوٗ' کہتے ہیں اور اگر انسان اپنی سُننے کی طاقت کو اُلٹ دے تو وہ اُس کو سُن سکتا ہے (انسانی جسم روحانی تعلیم کا تجربہ گاہ ہے) اور اگر اپنی نظر اُلٹ کر توجہ کو باہر کے بجائے اندر دیکھ سکیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کے اندر بہت تیز روشنی ہے

(اس کے اندر بے شُمار مخفی پوشیدہ طاقتیں ہیں)

یہ آہستہ آہستہ روزان مشق سے حاصل ہوتی ہیں اور یہ سفر شروع شروع میں اکیلے طئہ کرنا پڑتا ہے جیسے جیسے آپ اپنے جسم کو خالی کروگے روحانی مقام پر پہنچو گے وہاں آپ بالکل اکیلے بلکہ پیر مرشد یا قدرت آپ کے ساتھ ہونگی.

حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ انسان چاندی سونے کی کان کی مثل ہے. پس جسطرح چاندی اور سونا کان سے محنت و مشقت کیساتھ باہر نکلتا ہے اس طرح کمالات کے انوار مشقت و مجاہدہ کے بعد ہے چمکتے ہیں.

ہر شخص خدا کا طالب ہے خواہ اُس نے اُس کو طلب کا غلط طریقہ اِختیار کر رکھا ہے کاہنات کی ہر چیز خدا کی عبادت اور تسبیح اپنے حال کے مطابق کرتی ہے سب کا مقصود خدا کا ہوتا ہے• ایک بت پرست پتھر کی طرف سجدہ کرتا ہے مشرک ہیا ور یہ اِس کا فعل اپنی ایجاد سے ہے اور مسلمان کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے• وہاں بھی پتھر سے بنی ہوی ہی کی عمارت ہے مگر مشرک نہیں کیونکہ اِس کا سجدہ حقیقت میں خدا کو ہے نہ کہ کعبہ کو اور حکم اِلٰی سے ہے. مشرک کا سجدہ خلاف حکم اِلٰی پتھر کو ہے• بتوں میں خدائ اَثر مان کر مدد مانگتے ہیں اَلوہیت کا حصہ دار مانتے ہیں•••••

لڑکا تو بغل میں ہے اور ڈھنڈورہ شہر میں دیتے ہیں کہ میرا لڑکا گُم ہو گیا جہاں لڑکا ہے نہیں وہاں ڈھنڈ ڈھتے ہیں جہاں ہے وہاں دھنڈ نڈتے نہیں• اِس طرح خدا جو وحدہ لا شریک کُل مالک خود ہمارے اندر بیٹھا ہوا ہے وہ باہر دُنیا میں کہیں نہیں ملتا ہر انسان اپنے مطالعہ کرنے سے عالم کا مطالعہ کرسکتا ہے یہ راز انسانی جسم کے اُس حصہ میں ملے گا جو کہ آنکھوں کے اُوپر ہے وہ روحانی عالم ہے وہ سر کی چھوٹی میں ہے• لیکن لوگ اندر جانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ کوئی کاغذوں اور کتابوں کی چھان بین کرنے لگتا ہے کوئی درگاہوہ پر جاتا ہے کوئی مسجد میں کوئی مندر میں• جنیوں نے اندر جا کر دیکھا اُن کے لیے وہ مالک حاضر و ناظر ہے دل میں جیسا خیال اُٹھا ہیں ویسا ہی فاہدہ ہوتا ہے. خُدا فرمایا ہے میں بندے کے گمان کے قریب ہوں• اگر کوی چیز کسی کمرے میں پڑی ہوي ہے تو جب ہم

دروازہ کھول کراندر پہنچ جاتےتو اُن کے سامنے سب کچھ ظاہر ہے۔
خدا صرف اِنسانوں کو ہی ملتا ہے کیونکہ انسان اُس کا خلیفہ اشرف المخلوقات ہے دوسرے مخلوق میں اُس نے یہ لیاقت نہیں رکھی کہ اُس کو حاصل کرسکیں فرشتوں کو بھی وہ نہیں مل سکتا۔ وہ خُدا ہمارے اندر ہے باہر نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ نزدیک سے نزدیک ہے اور دونوں آنکھوں کے آوپر ہے نیچے نہیں سو جو آنکھوں کے نیچے دیکھتے ہیں۔ وہ صرف عکس ہے دیکھتے ہیں انسان کا دل خُدا کا عرش ہے دل سے نزدیک کونسی چیز ہے کوی نہیں اور جو بھی اندر جاتے ہیں۔ اُن کو ایسی باتیں عام طور پر پیش آتے ہیں اُن باتوں کو اِسرار اور رموز یا بھید ہے وہ کسی کو بتانا نہیں چاہئے۔ بتانے سے نقصان ہوگا خاموش بہت بڑا گُن ہے۔

بیعّت

قرآن پاک اور حدیث شریف سے بیعّت کے بارے میں سندِ موجود ہے بیعّت کے معنی بیچنے کے ہیں گویا ایک شخص اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں ایک اللہ والے کے ہاتھ پر بیچ دیتا ہے بیعت کے دو قسمیں ہیں. ظاہری اور باطنی بیعت ظاہری بیعت مُلک گرِی حکومت وغیرہ کے لئے ہوا کرتی ہے اور باطنی بیعت طریقت سے متعلق ہے. صوفیہ کے نزدیک بیعت کی سنُت قائم ہے. بیعت کا بڑا فایدہ یہ ہے کہ شیخ کے سینہ میں جو اسرار واحوال اور عشق خُدا اور رسول کا جذبہ ہوتا ہے وہ مُرید کے سینہ میں پیدا ہوجاتا ہے اور شیخ کی ریاضت کا ثمرہ مُرید کو ملِ جاتا ہے. شیخ کے محبت سے فنا فی الرسول کا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے. یعنے خُدا کا علم حضورا کرام ﷺ کے سینہ میں۔ حضور ﷺ کا علم پیر کے سینہ مین پیر کا علم مُرید کے سینہ میں مُرید پیر میں۔ پیر حُضور ﷺ خُدا میں فانی ہیں اِس کو فنا فی شیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ کہتے ہیں.
صیح مسلم حدیث میں موجود ہے: رسول خُدا فرماتے ہیں۔
مَنْ لَّمْ یُدْرِکْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَا تَ مَیْتَۃً جَاھِلِیَۃً
یعنی جس نے اپنے زمانے کے اِمام کوادرک قلبی سے دریافت نہیں کیا پس تحیقیق وہ مرگیا موت کفار کی یعنی پہلے اپنے زمانے کے امام کو جو خلیفتہ اللہ و رہبر کامل ہے شناخت کر کے بیعت

میں داخل ہو.

ظاہری علم اُستاد سے سیکھ سکتے ہیں اور باطنی علم صرف مرشد سے حاصل ہوتا ہے.شیطان علوم ظاہری کا جیدّ عالم فاضل اور ہر علم کا جاننے والا تھا لیکن اَنا خیرٌ مِنہُ (میں اس سے بہتر ہوں نے اس خراب کیا.) علم باطن سے واقف نہیں تھا. علم باطنی سے معرفت الٰہیٰ دیدار الٰہیٰ قرب حق حاصل ہوتا ہے وہ عامل اور ولی اللہ ہوتا ہے جو اللہ کا نام پڑھتا ہے وہ عامل ہے اور جو اللہ کا نام جانتا ہے وہ کامل ہے

کلمہ طیبہ کو سمجھنے کے بعد ایمان حاصل ہوجاتا ہے لیکن اس کی برکات حاصل ہونیکے لیے شیخ کامل کا دامن تھامنا اور کسی سلسلہ میں داخل ہونا ضروری ہے قرآن کا حافظہ وناظرہ کر لینے سے علم نہیں حاصل ہوگی جیسے پہاڑوں سے پتھر کٹوں کو صرف چکیّ اور گھر بنانے کا پتھر ملا کرتے ہیں اور جوہری اسی پہاڑ سے ہیرے جواہرات حاصل کر لیتے ہیں ویسے ہے قرآن وحدیث سے ظاہری علماء کو احکام اور فقہ وغیرہ کی باتیں ہے ملتی ہیں مگر صوفیا اکرام قرآن سے ہے علم لدّنی و معرفت کے دفینے اور علم غیب کے خزانے حاصل کر لیتے ہیں. بزرگون نے مُرید ہونے کے چند فوائد لکھے ہیں۔

کلمہ طیبہ کی وہ نعمت خداوندی جو بزرگون کے وسیلہ سے سینہ بہ سینہ آرہی ہے حاصل ہوتی ہے• شیخ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر توبہ کرنے سے گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور سچی توبہ کرنے سے اگلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں• شیخ کامل کے دُعا مُرید کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ ساتھ رہتی ہیں۔ سکرَات کے وقت پیاس کا غلبہ بہت ہوتا ہے اِس وقت شیطان کلمہ طیبہ پڑھنے سے روکتا ہے تو یکا یک شیخ کے دُعا پہنوچ کر کلمہ طیبہ زبان و دل میں جاری ہو جا تا ہے . **شیخ کی دُعا آخرت میں کام آتی ہے.**

کامل مُرشد کی ایک بار کی توجہ ہزار ہا سال کی عبادت سے افضل ہے کامل مرشد جس پر نواش کرتا ہے اُس کا مرتبہ اپنے مرتبہ کے برابر کر دیتا ہے.مرشد کُن کے راز کو سمجھا دیتا ہے. بیعت کرنے کے بعد مرشد اپنے مریدوں کو ماسوائے اللہ سے کھینچ کر وحدت کے دریا میں خوب دھو کر ان کے دلوں کو محبت غیر اللہ سے پاک و

صاف کرتا ہے. اور گناہ کے وقت نفس کو قرآن وحدیث پڑھ کر سناؤ دوزخ سے ڈراو تو وہ گناہ سے باز نہیں آتا اور اگر گناہ کے وقت شیخ کا نام لئو یا شیخ کا تصور آتے ہیں نفس ڈر جاتا ہے.

قرآن۔ المایدہ ۔35 ۔ قَالَ اللہ تعالٰی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللہ وَابْتَغُوْا اَلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْ فِی سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ .

یعنے اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو اسکی طرف وسیلہ اور کوشش ومحنت کرو اِس کی راہ میں تاکہ کامیابی نصیب ہوجایے.

ہر وہ چیز جس کے سبب اللہ تعالٰی کا تقرب جاصل کیا جاے وسیلہ کہلاتا ہے.

کُلَّ مَا یَتَقَرَّبُ بِہٖ اِلَی اللہ منزل مقصود تک پہنچے میں جو کوی چیز بھی سہارا دے وہ بھی وسیلہ کہلاتی ہے. اِس آیت مُبارک میں سب سے پہلے ایمان والوں کے لیے اِتَّقُوا اللہ کا مقام آیا ہے یعنے اللہ تعالی سے ڈرتے رہنے کے لیے کہا گیا ہے. اور وَابْتَغُوا الیہ الوسیلۃ سے بیعت یا پیر کامل مراد ہے اللہ پاک کے قریب ہونے کے لیے وسیلہ کی تلاش کرنے کیلیے کہا گیا ہے جَاھدُو سے ریاضت ومجایدہ نفس اور وسبیلہ سے راہ معرفت الٰی مراد ہے تفلحون شاید ہو سکتا ہے. اللہ تعالی اِس مقام پر بھی پوری آزمایش کر یگا..

حدیث۔ مَنْ لَا شَیْخٌ لھُ لا دِینُ لہُ: یعنے جس کا کوئ شیخ یا پیر نہیں اِس کا کوئ دین نہیں.

قُرآن۔التوب۔119- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوا اللہ وَکُوْنُو مَعَا الصّدِقِیْنَ: یعنے اے ایمان والون اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ صدق (تقوی) والوں کے ساتھ ہو جاو.

قُران ۔النحل۔43۔ فَسئَلوآ اَھْلَ الذِّکْرَاِنْ کُنْتُمْ لَا تَعلَمُوْنَ : . اگر تم نہیں جانتے ہو تو جانے والوں سے پوچھ لو جو ہمیں معلومات کرایں ہمیں راستہ دکھلایں اُن کو راہبر پیر کہتے ہیں.

قُران۔بنی اسرایل ۔ 71 ۔ یَوْمَ نَدْعُوْ کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ :. یعنی پھر خیال کرو جس دن ہم تمام لوگوں کو اپنے اپنے امام کے ساتھ بلایں گے.

امام کا ہونا بہت ضروری ہے بغیر امام کے راستہ نہیں ملتا.

حدیث :۔ الرفیق ثمّ الطریق :۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے رفیق راہ تلاش کرو اور پھر چلنا شروع کرو. حدیث مسلم:۔ مشکواۃ شریف:۔

عن عبداللہ بن عمر من مات ولیس فی عنقسہ بیعت مات میتۃ جاھلیلہ ومن خلع یدا من ظاعۃ لقی اللہ یوم القیمۃ ولا حجتہ لہ.

یعنے جو شخص مرگیا اوراس کی گردن میں بیعت نہیں ہے تو وہ مرگیا جاہلیت کی موت اور جسنے اپنے ہاتھ اللہ کی اطاعت سے اٹھاے وہ بروز قیامت اللہ سے ملیگا اور کوئ حجت اسکے پاس نہوگی پس اس راہ میں پیر کامل کی دستگیری لازمی ہے.

قُران۔ الفتح۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم۔

جولوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر جو کوئ قول توڑے سو توڑتا ہے اپنی جان پر اور جوکوئ پورا کرے جس پر اقرار کیا اللہ سے وہ دیگا اس کو نیک بڑا ثواب.

ارشاد نبوی ﷺ ہے. اَلطَّالِبُ عِندَ الْمُرشِدِ کَالْمَیتِّ بَیْنَ یَدَیِ الْغَاسِل. طالب مُرشد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتا ہے جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں.

ارشاد نبوی ہے حبّ الفقرآءِ مفتاح الجنۃِ فقراء کی محبت جنت کی کنجی ہے.

حدیث نبوی ﷺ ہے . الفقرُ فخری والفقرمنّیِ. فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے. جس کا کوئ پیر نہیں وہ بدنصیب ہے عالم کا نفس پیر کا رقیب ہوتا ہے

میرے صحابہ ستاروں کے مثل ہیں جس سے بھی ہدایت چاہو گے راہ یاب ہوجاوگے یہ ہدایت اس شخص کے پاس ہوگی جسنے ظاہری وباطن علم کی میراث اپنے واسطوں سے جناب سرور عالم ﷺ سے پائ ہو پس جس شخص کوایسا شیخ ملجاے تو چاہے کہ اسکے ظاہری وباطن کا احترام میں کوتاہی نہ کرے . اور شیخ وہی ہے جو حق کا راستہ دیکھا بھالا اور ہلاکت واندیشہ کے موقوں سے آگاہ ہوتا کہ کو ہدایت اور مفید مضر سے واقف کرا سکے.

مرشد کامل وہی ہے جو جامع اضداد ہو اور شریعت کو طریقت کے ساتھ اور حقیقت کو شریعت کے ساتھ کلام

الہٰی اوراحادیث رسالت پناه ﷺ اور اقوال مجتہدین کرام رضی اللہ تعالی عنھم کے اسناد کے ساتھ جمع فرمادے اور طالبان حق کو سلامتی ایمان کے ساتھ سمجھادے۔ مرشد کامل کے آداب کا بجالانا از بین مشکل ہے اور مرید ہوکر مرشد کی مرضی کا خلاف کرنا نہایت بُرا ہے ان امور کی توفیق حضرت باری تعالی شانہ کے فضل وعنایت پر موقوف ہے اللہ تعالی کا فضل جس بندہ کی دستگیری فرماتا ہے وہ مرشدوں کیآداب بجالانے اور اُنہیں راضی رکھنے میں بجان دل کو کوشش کرتا ہے۔ نیز جاننا چاہئے کہ شیخ کا جملہ علوم پر حاوی ہونا شرط نہیں ہے بلکہ عبادات میں فرائض وسنن ونوافل کی مقدار محرمات وممنوعات کی اقسام اور جائز ونا جائز کی تمیز کے قابل علم کافی ہے شیخ کا دانشمند ہونا ضروری ہے. تاہ کے مریدوں کے مزاج وطبیعت اوران کی اخلاق ذمیمہ وعیوب کی کیفیات کا پتہ چلا سکے مرید کو یقین کیساتھ یہ جاننا چاہئے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید ومحدود نہیں ہے پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو گویا شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اسکی روحانیت سے دور نہیں جب اس مضمون کو پختگی سے جانے رہیگا اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھیگا تو ربط قلب پیدا ہو جایگا اور ہر دم استفادہ ہوتا رہیگا اور مرید کو جب کبھی کسی واقعہ کے کھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئیگی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر مان کر بزبان حال سوال کریگا اور ضرور شیخ کی روح باذن خداوندی اسکو القا کردیگی. البتہ ربط تام شرط ہے اور شیخ کے قلب سے ربط ہی کے سبب اسکے قلب میں گویائی پیدا ہوگی اور حق تعالی کی طرف راستہ کھل جاہیگا.

توحید مطلب اسکو کہتے ہیں کہ اپنے شیخ کے متعلق اسکا یقین رکھے کہ دینا میں اسکے علاوہ مجھکو مطلوب تک کوئی نہیں پہونچا سکتا اور گو اس زمانہ میں دوسرے مشائخ بھی ہوں اور انھیں اوصاف کا ملہ سے متصف بھی ہوں مگر میرا منزل مقصود پر پہونچنا اس ایک کی بدولت ہوگا. توحيي دمطلبسلوک کا بڑا رکن ہے . اور جس کو یہ حاصل نہ ہوگا وہ پراگندہ و پریشان اور ہر جائی بنا پھریگا . پس مشائخ زمانہ میں ہر شخص کے متعلق یہ سمجھنا کہ یہ بھی میری پیاس بجھا کر مطلب تک پہونچا سکتا ہے سلوک کیلیے مضر ہے بلکہ جس طرح حق ایک اور قبلہ ایک ہے اس طرح راہبر شیخ بھی ایک ہے کو سمجھے ورنہ بربادی کے سواے کچھ حاصل نہ ہوگا

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں اسکے علاوہ آپ نے اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیا کے مثل فرمایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ شیطان میری شکل ہرگز نہیں بنا سکتا اس طرح شیطان متبع شریعت محمدیہ شیخ کی صورت بھی نہیں بنا سکتا مرید محفوظ رہتا ہے.

شیطان نفس کو موافق بنا کر یہ وسوسہ دل میں ڈالتا ہے کہ خدا جانے یہ شیخ کامل ہے کہ نہیں اس طرح کے وسوسہ کو قلب میں جگا نہ دے اور قوت مردانہ سے بلند ہمت بنکر اسکو دفع کرے اور اس حدیث کو یاد کرے کہ سننا اور اطاعت کرنا اپنے اوپر لازم پکڑ و اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام اور کم صورت ہی کیوں نہ ہو پس بہر حال اپنے آپکو اپنے تصرف میں نہ چھوڑے بلکہ شیخ کا تابع بنجائے. اور مرید کو کوئی مشکل پیش آتی اور مرید اس سے نجات پانیکا حاجتمند ہوتا ہے تو شیخ کی طرف توجہ کرتا ہے تو فوراً وہ مشکل بعونہ تعالی حل ہو جاتی ہے کیونکہ شیخ کا قلب مثل دروازہ کے ہے جو عالم غیب سے کھولدیا جاتا ہے (پس دروازہ سے آنیوالی شئی درحقیقت عالم غیب سے آرہی ہے) اور حق تعالی کے فیوض لی امداد جو ہر لحظہ مرید تک پہونچتی ہے وہ شیخ ہے کے واسطہ سے پہنچتی ہے .

اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاں کاملین جیسے حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی اور سید الطالفہ جنید بغدادی اور سلطان اولالیا حضرت غوث الاعظم اور سرخیل اولیاں

ہند خواجہ معین الدین چشتی اور نقشبند طریقت حقانی حضرت شاہ بہاوالدین اور قطبدکن حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقدس اللہ اور کسی بزرگ نے بھی کس فرض یا واجب یا سنت کو ترک فرمایا ہو بلکہ ان بزرگان کاملین کی تصنیف کی ہوی کتابوں میں اتباع شریعت پر سخت تاکید ہی لکھی ہوئی ہیں اور آج کے ِپیر اپنی ضلالت کی وجہ سے حرام کو حلال سمجھتے ہیں اور شریعت حقہ کا انکار کرتے ہیں• ایسے ِپیروں سے کہ فی الحقیقت ضلالت کے غار میں گرانے والے ہیں• پرہیز کرنا اور اُنکے مرید نہ ہونا بہتر ہے کیوں کہ انسا نتقلید ہی سے باایمان ہوتا ہے جسکے سبب سے آخرت کی نجات کی امید ہے• لوگ عقاہد صحیہ کو نجانے کے باعث ملحدوں پیروں کی صحبت اور بیعت میں مبتلا ہوتے ہیں فی الحقیقت نہ وہ مردودں پیر ہیں اور نہ یہ احمقاں مرید کیونکر یہ ارادت اور اعتقاد صیح نہیں ہے•

اگر بدنصیبی سے کسی ایسی پیر سے اتفاق بیعت ہوجا ے. تو اپنی غلطی پرا گہی ہوتے ہیں بیعت توڑ دیوے اور کسی مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت کر کے اپنے مقصد قلبی پر جس سے مُراد عرفان حق سبحانہ تعالیٰ ہے کامیاب اور بامُراد ہووے

ایک وہ جو علانیہ احکام شریعت کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے وہ کہ چھپے چھپے شرع شریف سے رد گرواں ہیں جو مسلمان اہل سنت والجماعت کا معتقد ہو وہ ایسے پیروں کو معلوم کرلیگا اور اس طرح ملحد ظاہر کے پہچاننے • نجاست خواہ کتنا ہی چھپاے چھپ نہیں سکتی جس کسی عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو اُسکے اہل خاندان یا اہل ہمسایہ سے اسکے حُسن و جمال اور عفت واخلاق کی جستجو کر کے نکاح میں لاتے ہیں تعجب کہ جب کسی کے مرید ہونا چاہتے ہیں تو صرف لوگوں کے کہنے پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوجاتے ہیں اس سے معلوم ہو چکا کہ ان احمقوں کو اپنی خواہش نفسانی کی جب نفس ناپاک ہوتو پاک کپڑوں سے کیا فائدہ دل میں تمام شرکی پاسداری اور دمڑی وہیلے کا درد دین وایمان سے بھی زیادہ ہے •

بزرگوں نے اِس قسم کے نادانوں کی مثال ڈھول کے اندر والے چوُہے کہ ساتھ دی ہے جب کہ اس طرف کسی نے تھاپ دی تو وہ اُس طرف بھاگ نکلا اور جب اوسطرف مارا تو اِسطرف دوڑا پڑا یعنے کسی پہلو بھی اِسکو قرار نہیں ان لوگوں کا حال بجئ ایسا ہے کہ ہر کسی و ناکس کے کہنے پر عمل کر بیٹھتے ہیں اگر کسی ملحد یا پیر مرشد کی تعریف کردی پس اُوسکے ہو رہے اور وہ رسوخ بڑیا کہ دین وایمان کھو بیٹھا یا کسی جاہل نے حسد وعنا اور عدوات و جہالت سے کسی مرشد کامل کی بدگوئی کی تو اُوس سے ردگرداں ہو جاتے ہیں نہ اس کو جانچا اور نہ اُوس پر گور کیا اور نہ کسی صاحب علم عقلمند منصف مزاج نیک خلق سے تحقیق کیا اور ایسے ڈُل مُل یقین احمقوں کے رسوخ اور اعتقاد کا بھی اعتبار نہیں ہے•

کیونکہ اکثر دیکھا گیا کہ لوگوں کی دیکھا دیکھی اور سُنا سُنی پر بڑے رسوخ اور اعتقاد کے ساتھ کسی کے مرید ہوجاتے ہیں اور جب اوروں سے کچھ بُرائی سُنی فوراً پیر سے دل سرد ہوگیا اور اعتقاد میں سُستی آ گئی • بلکہ کسی کامل مرشد سے بھی اگر شرف بیعت حاصل ہوا ہو جب اس بزرگ سے کوئی ایسی حرکت دکھائی دی کہ جسکی بھلائی اون کی محدود سمجھ سے قاصر عقل پر مخفی رہے یا کسی اختراپرواز حاسد سے چھوٹ

موٹ اُس مرشد کامل کی شکایت اور مذمت اُوس نے سُن لی بس اعتقاد میں سُستی آگئی اور دل سرد ہوگیا۔ اور جو مرشد کامل نہیں ہے وہ اپنے مریدوں کو اولیاءاللہ کے ایسے اقوال کہ جنکے معنوں اور مفہوم سے وہ خود بے خبر ہے بطور سند پیش کریگا آیت اور حدیث کے مطلب کو کچھ کا کچھ کہدیگا۔ ایسے کے مجلسوں میں مت جانا اور اون کے صحبتوں میں مت بیٹھنا کیونکہ ایسے باطل عقیدہ پیروں کی قربت مگرمچھ اورشیروں اوراژدہوں کی صحبت سے بھی بدتر ہے۔

تیں ہوں تو خاک پر سجدہ کرنے سے کیا فائدہ

حیلہ شیطانی اور مکر نفس:- اگر کوئی شخص کہے کہ آج کے دور میں کامل مرشد نہیں ہے اور جو ہے وہ وسیلے کئے لائق نہیں ہے صرف علم فقہ دینوی مسائل اور قرآن کا پڑھنا ہی کافی ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ شیطان اور نفس کے مکر اور فریب میں ہے یہ حیلہ معرفت الٰہی سے باز رکھنا چاہتا ہے.

اولیا اللہ قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام ہوکر سورج کی مانند روشن رہیں گئے. روح پاکیزہ ہوتو انسان سب کچھ دیکھ لیتا ہے روح خواب میں بغیر چاند وسورج (روشنی) کے سب کچھ دیکھتی ہے نیند موت کی بہن ہے لہذا جب نیند کی حالت میں انسان سب کچھ دیکھ لیتا ہے تو مَرنے کے بعد بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہے.

.انسان خواب میں وہ مناظر اور صورتیں ویکھتا ہے جو وہ کوشش سے بھی جاند سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ سکتا. عالم غیب کا مشاہدہ دیکھ انسان خواب سے دیوانہ بن کر اُٹھتا ہے جو عالم غیب کا مشاہدہ کرلیتا ہے وہ تدبیروں کی پراوانہیں کرتا. محض آنکھ کی پتلی کو دیکھنے کی علت نہ سمجھنا چاہے خواب میں انسان دیکھتا ہے اور اُس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں. پَری اور جن وغیرہ چیزوں کو دیکھتا ہے تو آنکھ کی پتلی کو دیکھنے کا سبب نہ سمجھ ورنہ خواب میں کوئ شخص صورتیں نہ دیکھتا. روشنی کو پتلی سے کوی نسبت نہیں لیکن خدانے اُس میں یہ طاقت رکھی ہے (آنکھ کی پتلی کو دیکھو کہ خود تو سات ماشہ سے زیادہ نہیں) لیکن اُسکا نور آسمان تک جاتا ہے.جیسا آدم مِٹی سے بنا ہے لیکن مِٹی کی مشابہ کہاں ہے انسان سوتے ہی اپنی قیام گاہ کو بُھلا دیتا ہے خواب میں دوسرے شہروں کو

دیکھتاہے اور یاد کر تا ہے اور اپنے شہر کو بھول جا تا ہے وہ خواب میں یہ سمجھتا ہے کہ ہمیشہ سے اِس شہر میں تھا خواب اَصلی وطن کو بُھلا دیتا ہے. آنکھ کے بغیر بھی نورخواب دیکھتا ہے لیکن آنکھ ہو مگر نور نہ ہو تو کچھ نہیں دیکھ سکتا.

روح کا تعلق عالم ملکیت سے ہے. اور جسم کا تعلق حیوانیت سے ہے جسم کا تعلق عالم ناسوت ہے. روح کی پرواز عالم با لا کی طرف ہے جسم کی پرورش روح کر تی ہے بغیر روح کے جسم کسی قدر ذلیل شئَی ہے کہ اُس کو مِٹی میں دفن کر دیا جا تا ہے جسم کی وسعت دو گز ہے لیکن روح کی پہنچ آسمانوں تک ہے تم اپنی جگہ پر ہواور روح مکہ اور مدینہ میں پہنچ جاتی ہے . جسم فانی ہے اور روح باقی ہے اُس کے بقا کا انکار نہ کرنا چاہئے. صورت کے فنا ہونے کے بعد روح ہمیشہ کے لیے صورت سے علیدہ نہیں ہوتی حضرت حق تعالی اُس کو مختلف صورتیں عنایت کرتے رہتے ہیں جب خداروح کو مصوٗر کرنا چاہتا ہے اُسکو حکم دیدیتا ہے کہ جسم کے سواری پر سوار ہو جا. جب پھر اُنکو جسم سے الگ ہونے کا حکم دیدیتا ہے تو اپنی سواریون سے اُتر آو . انسان میں ابتداًیہ طاقت نہیں ہو تی بلکہ مشا یخ کی مد د سے اور محبت سے یہ طا قت پیدا ہو تی ہے جیسے کہ چنگاری جو لوہے سے نکلتی ہے. اِبتداً کمزور ہوتی ہے لیکن جب ہوا اور کندھک کی مدد سے اُسکو حا صل ہو جا تی ہے تو اُسکے شعلے آسمان تک پہنچ جا تے ہیں . انسان بھی اِبتداً دُنیاوی مشاغل میں لگتا ہے لیکن اپنے رہبر کی مدد سے مَلا ہکہ سے برتر ہو جا تا ہے انسان میں اِتنا نور پیدا ہو جا تا ہے دنیا کو روشنی کر دیتا ہے.

روح کا بیان:- روح اَمرِرب ہے جو انسان کے جسم میں خدا تعالی کی مرضی سے مقید ہے. اولیاءاللہ اور بزرگوان دین نے ایک واحد روح کے صفتیں اور مقامات کی بنا پر پانچ قسم کی روحیں کا ذکر کیا ہے

روح جاری- واجب الوجود -ناک سے پھیپھڑوں تک

روح سفلی- ممکن الوجود-پسینہ نکلنے والے سوراخ سے پوست تک

روح ملکی- ممتنع الوجود-کان سے جگر تک

روح قدسی- عارف الوجود-آنکھوں سے دماغ تک

روح علوی- واحدالوجود-تالو سے مقام ھو تک

روح کونفس ناطقہ بھی کہتے ہین اور عقل کل. اوراطبّا کے نزدیک تین روحیں ہین ایک روح طبعی-جب ہم غذا کھاتے ہیں تو وہ غذا خون بن کر دل سے نکل کر لطیف بخار ہوکر جگر مین پہنچتا ہے تو اسکو روح طبعی کہتے ہین. اورجگر سے دماغ میں پہنچتا ہے پھر پورے جسم مین دوڑتا ہے تو اسکو روح نفسانی کہتے ہیں.

جب اعصاب سے دل میں ہوکر بذریعہ رگوں تمام جسم میں دوڑتا ہے اسکو روح حیوانی کہتے ہیں.اور یہ سب روحیں فانی ہین باقی رہنے والی روح علوی یا روح ربانی ہے جس کو اَمر رب کہا ہے اوراہل تصوف مظہر ذات کہتے ہیں. روح، عقل اور نفس ہرایک جدا ہے لیکن ذات انسان سے کوئی خارج نہیں اگر سمجھا جاے کہ خود انسان ہی روح ہے عقل ہے تو بھی درست ہے اور اگر کہا جائے کہ صرف روح یا صرف عقل یا صرف نفس تو انسان نہیں یہ بھی سچ ہے. انسان کہتا ہے میری روح ہے میری عقل ہے میرا نفس ہے پھر وہ کون ہے جس کی طرف یہ سب منسوب ہے. جب جسم نہیں تھا تو مین موجود تھا اور جب یہ جسم وصورت نہ رہیگی تو بھی مین رہوں گا اصل میں مین روح اللہ ہوں .

روح کہتے سو ارادہ اس کا مقامِ نگہ اس کا جسم میاء کا پانی رحم کا بارہ عشق کی آگ-صبر کی مٹی خفی کی ذات یہ پانچو نکے ملنے سے روح ہو- اس کا لباس یہ ہی صدف کا پایجامہ -عدل کا پایجامہ میاء کا کمربند شجاعت کا دستار عنایت کا دوپٹا

شیخ کو خدا نہ کہو:- بعص مرید اپنے پیر یا شیخ کو رب... کہہ دیتے ہیں مشائخ اکرام کا کہنا ہے کہ پیر کو بندہ کہوٗ پیر رہنما ہے خدا نہیں ہے لیکن وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہے لیکن پیر کی محبت دل میں رہےٗ پیر کو سب کچھ کہنا یہ عوام الناس کا خیال ہے نہ کہ خواص کا تم یہ کہو کہ ہمارے پیر خدا کے بندے ہیں. مگر اعتقاد و محبت دل میں رکھو (خدا کو خدا اور بندے کو بندہ کہو) خون پاک ہے. خون ناپاک ہے " دیکھو خون (انسان کی زندگی ہے) اگر جسم میں نہ رہے تو آدمی مرجائے. خون جب تک کہ جسم کے اندر ہے پاک ہے لیکن جسم کے باہر نکل آیا تو یہی خون ناپاک ہے جب تک کہ دھویا نہ جائے نماز نہ ہوگی.

سجدہ صرف اللہ کیلیے ہے:- اللہ کی ذات کے سوا کسی کو سجدہ کرنا کفر ہے عبادت کا سجدہ صرف اللہ تعالی کیلیے مخصوص ہے اور وہ عبادت کی نیت سے قبلے کی سمت بحالت نماز کیا جاتا ہے.

پچھلی اُمتوں مین والدین کو' استاد کو بادشاہ وغیرہ کوسجدہ کرنا روا تھا شریعت محمدی ﷺ مین غیراللہ کو سجدہ کرنا حرام قرار دیا گیا ہے. اپنے پیرکو اور بڑے بزرگوں' والدین کا آداب بجالانے کی شکل و صورتون مین سب سے افضل آداب کا مقام قدم بوسی ہے .عوام اکثر قدم بوسی کوسجدہ سمجھتے ہیں.اوراگر کوئی شخص پیرکواللہ سمجھ کرسجدہ کرتا ہےتو یقیناً وہ کفر کرتا ہے. اپنے پیر کے آگے تعظیم وتوقیر بجالانے کی نیت سے جتنا جھکے گا اتنا ہی اس کا سر بلند ہوگا. پیر کامل خدا سے جدانہیں ہوتا ہے اگرکوئی شخص اس کی عزت و تعظیم وتکریم کرے تو اس تمام اعزاز کو وہ اپنے لئے تصورنہیں کرتا بلکہ وہ اپنے پیر کی طرف منسوب کرتا ہے .یہی طریقہ تمام سلسلہ کے بزرگوں مین رائج ہے اورایک کے بعدایک اپنے پیر پر تصور کرتے ہوے آخر میں تمام اعزازاکرم سرکاردوعالم حضور علیہ وسلام پر پہنچتا ہے.

اولیاءاللہ کے ہاتھ پاون چومناس اوراسی طرح ان کے بعداس کے تبرّکات لباس وغیرہ کو بوسہ دینا ان کی تعظیم کرنا مستحب ہے احادیث اورعمل صحابہ اکرام سے ثابت ہے

جولوگ اولیاءاللہ کی تعظیم کو بُرا کہتے ہیں اور بُرا سمجھتے ہیں وہ خود پسندی میں مبتلا ہوتے ہیں اور برداشت نہیں کرسکتے کہ ان کے سامنے کسی اور کی تعظیم کی جائے.

جس طرح اللہ کی ذات کے سواسجدہ کرنا کفر ہے اس طرح بزرگوں اوراولیاءاللہ کے مزارت کو سجدہ کرنا کفراور اسلام کی شان کے خلاف ہے .

اللہ تعالی تمہاری صورتوں اوراعمال کونہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے .

☆☆☆☆☆☆☆

تصوّر شیخ

تصوّر کی تعریف:- تصوّر شیخ جس کو رابطہ یا شغل برزخ کہتے ہیں مرید کو جب اپنے شیخ سے کامل محبت ہوتی ہے تو شیخ کی صورت خیالی کا بے تکلف حاضر آنا اسکو لازم ہوگا. مرید کو واجب بلکہ فرض عین ہے کہ ہر وقت اپنے مرشد کی صورت و محبت کو دل میں جمائے رکھے کیونکہ کل کتب تصوف میں اس کو یعنی رابطہ شیخ کو رُکن اعظم لکھا ہے. تصور شیخ ہادی خدا ہے اور نفس کو مردہ بنائے اور روح کو زندہ بنائے اور تصور رہبر مولا ہے. بزرگان دین اور اکابران" صوفیان اکرام مشائخ علیہ الرحمٰن اولیا اللہ نے اسکو وسیلہ اور ہدایت سمجھا ہے. اور اس کی تعلیم زمانے دراز سے چلی آرہی ہے اور اکثر طالبان حق اس طریقے سے فیض یاب ہوے ہیں.

اہل اللہ کا دیکھنا اور ان کا تتصور کرنا کارخیز ہے عبادت ہے ہمارے اس دعوے کی تائید احادیث نبوی سے ہوتی ہے. عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے پانچ چیزیں دیکھنا عبادت ہے. والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے زمزم کی طرف دیکھنا عبادت ہے مصحف کی طرف دیکھنا عبادت ہے.

کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور عالم کی طرف دیکھنا عبادت ہے. جب دیکھنا جو ایک عمل حِسی ہے عبادت ہے تو یہ تصور جو ایک عمل ذہنی ہے عبادت نہیں قرار دیا جائے گا.

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے:- اَلْمُومِنُ مِرْاۃُ الرَّحْمٰنِ (مومن ایک آہینہ ہے خدا کا)

اگر تصورِ شیخ شرک اور بدعت ہوتا تو حضرت مشایخ علیہم الرحمٰن کبھی اسکو جایز نہ فرماتے. قرآن شریف اور حدیث سے جس چیز کی بھلائی ثابت ہو وہ بھلی اور جسکی بُرائی ثابت ہو وہ بُری اور جسکی نسبت کچھ بھی ثابت نہ ہو وہ جایز اور مباح رہے گی.

بہکے ہوے لوگ یہ اعتراض کریں کہ انسان کی تصویر یا اللہ کا نقش یا کعبہ کے نقش کو بتوں کی طرح پوچنا ایک طرح کا شرک ہے یعنی خدائی کی یاد اور اُس کے ذکر شغل کے وقت کسی لفظ یا تصویر یہ شکل وصورت کو سامنے نہ رکھنا چاہئے.

پہلے تو یہ سوچنا چاہئے کہ کعبہ دو انسانوں یعنی ابراھیم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھوں کا بنایا ہوا ہے پتھر کا ایک مکان ہے اور ہزاروں برس سے آج تک کڑروں کڑر انسانوں نے اسکو خدا کا گھر مانا ہے اور کبھی کسی انسان نے اس مکان کی شکل کو اپنا معبود نہ سمجھا نہ بنایا اور سب اس کو خدا کا گھر ہی کہتے رہے. حالانکہ یہ بات سب جانتے ہیں کہ خدا کسی گھر میں نہیں رہتا ہے.

اوراس کی ذات کسی ایک اور خاص مکان میں محدود نہیں ہوسکتی. پھر اسکو خدا کا گھر کیوں کہتے ہیں. اور پھر دنیا کی ہر مسجد کو خانہ خدا کیوں کہا جاتا ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس کعبہ کی سمت سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے. امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ یوں لکھا ہے: یعنی جس طرح صف اول کے مصلیوں کے لئے امام' دیوار مسجدؔ اور صف ثانی کے لئے صف اولؔ دیوار اور امام مسجود الیہ ہیں' اس طرح رابطہ یا صورت شیخ مسجود الیہ ہے درحقیقت مسجود الہٗ تو معبود حقیقی ہی ہے' سجدہ دیوار مسجد کی طرف کیا جاتا ہے دیوار مسجد کو نہیں کیا جاتا' یہ مسجود الیہ ہیں مسجود الہٗ نہیں. اور تصور شیخ محض واسطہ یا برزخ ہے. جس طرح کہ ہم کسی دور کی چیز کو ایک قری دوربین کے ذریعہ دیکھتے ہیں تو دراصل مقصد نظر یہی دور کی چیز ہے دوربین کا آہینہ نہیں' آہینہ درمیان مین ضرور ہے لیکن وہ مقصد نہیں.

آدمی بن دیکھی چیز کا تصور مشکل سے کرسکتا ہے شیخ کی صورت اس کی دیکھی بھالی ہوتی ہے اس کا تصور

ممکن ہےاور جلد یہ بات حاصل ہو جاتی ہے

جب کہ سب مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ اللہ نے ہر انسان کی دماغی اور ذہنی حالت ایسی بنائی ہے کہ انسان کا تصور ایک معنیہ صورت کو دیکھے بغیر یکسوئی نہیں ہوسکتا .اس واسطے ہزراوں برس پہلے حضرت ابراھیم اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے انسانی تصورات کی یکسوئی کی غرض سے بنایا تھا تا کہ سب مرد اور عورتیں پوری طرح یکسوئی ہوکر حضوری قلب سے اللہ کی عبادت کرسکیں اور اللہ کی ذات وضفات کی برکیتں اور تجلیات کی نعمتیں ان کو حاصل ہو جاہیں .

نتیجہ یہ نکلا کہ نقش کعبہ چاہئے پتھر کی بنی ہوئی عمارت کی شکل میں ہو چاہئے کسی کا غذ یا کپڑے پر اسکی تصویر بنی ہوئی ہو یا لفظ اللہ ہو یا مرشد کی صورت معبود ہر گز نہیں ہے بلکہ محض تصورات کی یکسوئی کے لئے ایک سمت ہے. ہر حالت میں انسان کو کسی نہ کسی شئ کا تصور رہتا ہے مگر وہ بے اختیاری ہوتا ہے سلسلہ جہاں سے چاہتا ہے ٹوٹ جاتا ہے.اور جہاں تک چاہتا ہے وہاں تک بڑھتا ہے اور جدہر چاہتا ہے اُدھر لئے جاتا ہے اور وہی سلسلہ خیالات تصورات کو منتقل کرتا رہتا ہے اور یہ اختیار ذاتی نہیں بلکہ قوت منتخلیہ کے اختیار میں یہ تصورات رہتے ہیں.

قوت منتخلیہ تصورات پیدا کرتی ہے اُسمیں روح کا اختیار نہیں ہے روح کا اختیار اُسوقت ثابت ہو جبکہ انسان جس شئ ءکو چاہئے تصور میں لائے اور جس کو چاہئے نہ لائے اگر یہ اختیار انسان کو ہو جائے تو یہی روحانی خودمختاری ہے ورنہ روح کٹھ پتلی کیطرح دیگر قوت کے اختیار میں ہے بالکل معطل اور برائے نام بادشاہ ہے وہ اپنے فرئض منصبی کی طاقت نہیں رکھتی اور گویا وہ کمزر ہے . ہمیشہ اپنے آپ کو شیخ کے روبرو انکی مجلس میں حاضر تصور کرے' یا اپنے دل میں شیخ کا خیال جمائے' یا اپنے آپ کو ہمہ تن شیخ سمجھے.

تصور سے روحانی وجسمانی ترقی میں بڑا ہاتھ ہے.تصوّر سے آپ کو یکسوئی خیالات کی طاقت حاصل ہوتی ہے یکسوئی کی عادت ڈالنے کے لئے مرشد کا تصور کرنا چاہئے.اکیلے مکان میں آنکھوں کو بند کر کے اپنے مرشد کا خیالی نقشہ اپنی بند آنکھوں میں جماؤ گویا کہ اس کی آنکھیں ناک کان منہ گردن وغیرہ سب ویسے کا ویسا تم اپنی بند آنکھوں میں دیکھ رہے ہو. اور مجسم حالت میں آپ کے روبرو بیٹھے ہوں. چونکہ

عادت کے موافق تمام بدنی اَعضا روح کی سرکشی کرینگے اُسکو دبا ینگے اور فوراً خلاف مرضی روح ایک دوسری شئی کا تصور پیش کرینگے تا کہ انکی مغلوبیت اور روح کی غالبیت کا سلسلہ قائم نہ ہو.مگر انسان کو چاہئے کہ اُس شئی کو ہٹا دے جسے خیال یا ادراک نے پیش کیا ہے. بکلہ پھر مرشد کا تصور جمائے جسکا اُس نے اِرادہ کیا ہے پھر کوئی وسوسہ یا خیال اُسے آ کر ہٹا دیگا مگر پھر اُسے ہٹا دے اور پھر مرشد کا تصور اپنے سامنے لاے اور خبردار رہے اُسطرح برابر مقابلہ کرتا رہے ہمت سے کام لئے تو کامیابی ہوگی تصور پیدا ہوگا ایک ہی سکنڈ کے لئے کیوں نہو اور اگر گھبرا جاہیگا تو کچھ نہوگا اس طرح یہ کمال بڑہتا رہتا ہے. جب یہ حالت ہو جائے کہ تصور کی انکھ کی قوت ایک سے ہزار گنا ترقی ہو جاتی ہے.قوت متخلیہ انسان کے دماغی قوت میں ایک زبردست قوت ہے جو شخص اس قوت سے زیادہ کام لیتا ہے اُسے ہر شیء کا تصور باندھنا آسان ہو جاتا ہے.تصّور سے مراد وہ طاقت ہے جس کے ذریعہ سے دُنیاے خیلات میں بنائی جاتی ہے دوسروں کو بس میں کرنے کے لئے بھی ایک ضروری وسیلہ ہے.سالک کو ہر کام پر اور ہر فعل میں جو مشکل سے مشکل مسائل درپیش آتے ہیں اس سے حل ہو جاتے ہیں اور جواب شافی ملتا ہے.

درمیان فنافی الشیخ وفنافی صلعم وفنا فی اللہ:- مرید کو تین مرتبے ادا کرنے پڑتے ہیں پہلے فنافی لشیخ وہ یہ ہوتا ہے کہ جس وقت وہ تصّور کرے تو جدھر دیکھے اُدھر ہی اُسے مرشد کی صورت دکھائی دے.

دوم مرتبہ فنافی محمد صلعم کہ جب صورت اسم محمد صلعم کی تصویر میں اُسے آوے تو ما سوی اللہ سے باہر ہو کر جدھر دیکھے اوسی طرف ہی مجلس محمدیؑ صلعم دیکھے.تیسرا مرتبہ فنافی اللہ کہ جسوقت تصور اسم اللہ کا پکڑے اور نفس مطلق مرجاوے جدھر دیکھے اُدھر ہی نور تجلے اسم اللہ ذات سے مشرف ہو اور اس کو لا مکانی کہتے ہیں.

تصور کی برکت سے ظاہر اور باطن کے فائدے اُٹھاتے ہیں. اپنے مرشد کی صورت کا خیال اپنے دل میں رکھتے ہیں تا کہ بُرے خیالوں اور بُرے فعلوں سے بچ جا ہیں.

مراقبہ کے وقت اللہ پر توکل کر کے اپنے کامل مرشد کی صورت یا اس کی مزار مبارک کو برزخ بنائے یعنی شکل حاضر کر کے آہینہ کی طرح سامنے رکھے جس طرح سورج کو پانی کے وسیلے بغیر نہیں دیکھ سکتے اس طرح وسیلے بغیر اللہ کو دیکھنا مشکل ہے.برزخ وسیلے کو کہتے ہیں.

مرید پیر کی عدم موجدگی میں پیر کو دیکھنا چاہتا ہے تو مراقبہ کرتا ہے اور مشاہدے میں پیر کو دیکھ لیتا ہے یعنی

مرید کے سامنے پیر کی روح مبارک نہیں آتی بلکہ مرید کی ہی روح پیر صاحب کی شکل اختیار کر کے مراقبے میں نمودار ہوتی ہے یعنی مرید کی روح ہی مرشد کی روح کو پیدا کر کے اسے اپنے پیش نظر کرتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆

کلمہ طیبہّ

بسم اللہ کا معنی یہ ہے ......شروع کرتا ہوں سات نام اللہ کے- وہ سات نام پاک یہ ہیں بصیر- دیکھتا پن - سمیع سنتا پن -کلیم بولتا پن - علیم جانتا پن مرید ارادہ پن- قدیر قدرت پن - حیّ زندہ پن یہ ساتوں صفات اللہ تع الیٰ کے ہیں اللہ کا وجود واجب الوجود ہے یعنی وہ ایک ہے اس کے سوا کوئی نہیں اس واحد الوجود کو معہ کلمہ طیب لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں وہ اپنی ذات میں آپ موجود ہے کو ئی اس کا شر یک نہیں وہ لا شر یک ہے

کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے شرک کو دور کرنا ہے شرک کرنے والے کی مغفرت کبھی نہ ہوگی کیونکہ شرک کرنے والا ذات خداوندی کو اپنے وہم میں تقسیم کرنے والا ہوتا ہے یہ تقسیم خدا کو غصہ میں لانے والی ہوتی ہے اور یہ شرک کرنے والے کے ذھن میں ہوتا ہے ورنہ خارج میں ایک خدا کے سوا دوسرا خدا ہے بھی نہیں ہوگا بھی نہیں

سریانی زبان میں کلَ عشق اور گرمی کو کہتے ہیں مہَ حسن اور ٹھنڈک کو کہتے ہیں.

الہ عربی میں مفرد ہو یا مرکب انسان کی بولی کو کہتے ہیں

طیّبہ کے معنی: لذیذ ہونا میٹھا ہونا پاکیزہ ہونا اچھا اور عمدہ ہونا اور خوشبو کے معنی میں بھی آتا ہے.

لاالہ الااللہ سراپا جلال وعشق اور گرم ہے محمد رسول اللہ سراپا جمال اور ٹھنڈک ہے

ازل میں اللہ تعالیٰ اپنے حسنُ و جمال کو کنُ محمداً - محمد ہو جا کہا تب خدا کا حسنُ و جمال نور محمدی کے شکل میں ظاہر ہوا.

محمد کے معنی جسکی حمد کیجاوئے. محمد رسول اللہ یعنی اللہ کا جمال محمد ﷺ

حمد کے الفاظ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اس کے معنی ہیں دیدار خدا محمد.

اللہ جل جلالہٗ وجود محمد ﷺ موجود سبحان اللہ کیا میم کا پردہ ہے کہ وجود موجود ہو گیا

کلمہ طیبہ میں انتہا درجہ کی فصاحت و بلاغت کے علاوہ ایک معجزہ ہے جو دوسرے کسی کلمہ میں نہیں اور آج تک اس کی مثال و نظیر دنیا میں پیش نہ کر سکی اور نہ کرے گی

اللہ سے ا لْ لَ اَ ہُ لَا اِلٰہَ اِللہُ نکالا گیا ہے

ماسوی اللہ کی نفی کے لیے ال ل اہ سے باہر کے کسی لفظ سے کام نہ لیا گیا ہے یہ ایک بڑا معجزہ ہے

کلمہ طیبہ میں اللہ اور محمد کے درمیان کوئی حرف اور کوئی پردی نہیں ہے

لا کے معنی :- نہیں کوئی کرنا چاہئے نفی جنس اور نفی مطلق کے لئے آتا ہے.

لا معنی ُ نہیں الہ معنی ُ ہے .یہ نہیں یہ ہے کون نہیں اور کون ہے کیا بندہ نہیں مولا ہے یا مولا نہیں بندہ ہے کیا خلقت نہیں قدرت ہے یا قدرت نہیں خلقت ہے کیا عالم شہادت نہیں عالم غیب ہے یا عالم غیب نہیں عالم شہادت ہے آخر اصل کون ہے اور کون نہیں اور کون جائے گا اور کون رہے گا .

الہ کے معنی :- صاحب لغات میں بیس معنی لکھے ہیں

معبود مقصود محبوب معشوق حاکم فاعک مطلوب مالوہ موثر متحیر مشہود کائین اول آخر ظاخر باطن مخفی اعلیٰ شئی موجود وغیرہ

اله معنی معبود (مورتیوں اور بتوں کو کہتے ہیں جن کی پرستش کی جاتی ہے معبود معنی خدا کے نہیں)
ان معنوں کو پیش نظر رکھ کر لا الــــــــه کا ترجمہ کرنیوالوں میں چار فرقے معلوم ہوتے ہیں
ایک فرقے لا الــه کا ترجمہ لامعبود کا کرتا ہے. دوسرا فرقہ لا الــه ترجمہ لافاعل کرتا ہے
تیسرا فرقہ لا اله کا ترجمہ لامقصود کا کرتا ہے. چوتھا فرقہ لا اله کا ترجمہ لاموجود کا کا تا ہے.
چاروں مرتبوں کا لحاظ رکھ کر لا اله کا ترجمہ اس طرح کرنا چاہئے کہ لا اله نہیں کوئی اله .
اس بناپر لا اله میں خدا کے سوا سب کی نفی ہو جاتی ہے یہی اللہ رسول کی مراد ہے.
لا اله - نہیں معبود اله اللہ - اللہ کا غیر معبود نہیں

اِ لّاَ کے معنی: -اس کے معنی علاوہ سِوا جُدا اور غیر کے ہیں . اِ لّاَ نفی کے بعد آیا ہے جو اثبات کے معنی دیتا ہے. حضور اکرم ﷺ اِ لّاَ کے معنی غیر کے فرمایا ہے کلمہ طیبہ میں اِ لّاَ غیر کے معنی میں آیا ہے اس حیثیت سے غیر اللہ معدوم محض ہے جو کچھ ہے وہ سب اللہ سے اللہ کے ارادہ میں اور اس کی قدرت کے احا طہ میں ہے .

اللہ:- یہ اسم اعظم ہے جو واجب الوجود کا علم اور جامع جمیع صفات کمالیہ و مانع جمیع صفات ناقصہ ہے. اس کے معنی ہوں گے کہ جس کی عبادت کرتے ہیں وہ اللہ ہے . اور اگر اللہ کو ہی الگ الگ کر کے دیکھا جائے تو اس وقت یہ معنی ہوں گئے . اَلْ -سب' کل اَٹھارہ ہزار عالم
لا- نہیں ہُ - وہی. اَل کے معنی -سب لاہُ - کے معنی خداوند
مطلب یہ ہوگا کہ کل عالم و مستقل نہیں ہے وہی ہے اس کے سِوا اس نام کی یہ خصوصیت.
اگر پہلا حرف الف نکالدیا جائے تو للہ بنجاتا ہے جو آیت کی طرف
اشارہ ہے للہ مافی السموت والارض - اللہ کے لئے ہے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے
اگر اس کے بعد الف لام نکالدیا جائے تو لہ بن جاتا ہے لہ مافی السموت والارض
اس کے واسطے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے
پھر اگر اس مین لام نکالدیا جائے تو ہُ ہو جاتا ہے قل ھواللہ احد فرمادیجے اے محبوب وہ اللہ اکیلا ہے

خالق کا ئنات خداوند عالم پر دلالت کرنے کے لئے اللہ کا عربی لفظ بالکل موزون اور مناسب تھا اس لئے خود اپنے لئے آپ نے رکھ لیا. جس قدر جتنے بھی دوسری زبانوں میں خالق کا ئنات رب العامین کے لئے نا مون کا انتخا ب کیا ہے ان میں پو ری پوری دلا لت نہیں ہے .

محمد ﷺ کے معنی :- حمد کیا ہوا یا جس کی حمد کی جاوے اس لے اللہ خود حمد کرتا ہے اور شرف بخشتا ہے کہ میرا محمد- صلی اللہ ہے یہ شرف کسی رہنما کو نہیں مل سکا سبھوں کو صرف علیہ السلام کہا گیا مگر حضور دو عالم کو محمد صلی اللہ کہا گیا.

یہ نام اللہ تعالی نے تمام کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے نور کو ظاہر فرما کر محمد ﷺ نام رکھا . حسضور کی پیدایش کے وقت حضرت عبدالمطلب اور جضرت سیدہ آمنہ ؓ کو غیبی اشارہ ہوا کہ آپ کا نام محمد رکھا جائے. عالم ارواح میں آپ کا نام احمد بھی تھا .عالم امر میں احمد اور عالم خلق میں محمد نام رکھا گیا. اور یہ نام حمد سے لیا گیا. کائنات کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالی نے اپنے حبیب کا نام محمد اور احمد رکھا ان کا ذاتی نام محمد اور صفاتی نام احمد.حامد. محمود وغیرہ اور صفاتی نام حضور کے ان گنت ہیں. عارف کامل موحد حقیقی حضور ﷺ کی ذات تھی اسی واسطے اللہ تعا لی نے ان کا مرتبہ رحمتہ اللعالمین فرمایا. انسان اللہ تعالی کو صیح معنوں میں نہیں پہچان سکتا اس وجود میں صرف سیدالوجود حضور ﷺ کو ہی پوری طرح خدا کی معرفت حاصل تھی اس لئے جب سیدنا محمد ﷺ کا نام مبارک لیا گیا اسی وقت اس اشارے سے ظاہر ہو گیا کہ میں اسی کو خدا کہتا ہوں جس کو محمد ﷺ نے خدا کہا ہے.

رسول اللہ کے معنی :- قاصد' پیغامبر' واسطہ' وسیلہ اور بھیجے ہوے کے ہوتے ہیں.

یہاں کلمہ طیبہ میں رسول اللہ کے معنی اللہ تعالی کے پیغام اور احکام کو بندوں تک پہونچانے والے اور اللہ تعالی کے پاس بندوں کی شفاعت کرنے والے کے ہوتے ہیں.

حضور ﷺ آدم علیہ السلام کے پہلے سے نبی تھے. بخاری شریف کی حدیث ہے میں اس وقت

نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے.

حضور سرکار دو عالم کی پیدایش کی مدت صرف اتنی ہی نہیں کہ ساڑھے چودہ سو سال قبل عرب میں پیدا ہوے بلکہ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے حضرت محمد ﷺ کی پیدائش ہوئی اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے جبکہ خدا کا جمال کا نام محمد ﷺ ہے لہذا جب سے خدا ہے تب سے محمد ﷺ اس کا جمال بھی ہے اور جب تک خدا رہے گا اس کا جمال بھی رہے گا . جب تک کوئی چیز پیدا نہیں ہو جاتی اس وقت تک اس کا نام نہیں پکا را جا تا پہلے شکل نظر آ جا تی ہے تب اس کا نام رکھا جا تا ہے . اللہ تعالی نے جو کچھ وجود مطلق میں تھا اُس کو محمد ﷺ کے شہود میں ظاہر لیا اور جو کچھ محمد ﷺ کے شہود میں ظاہر کیا آنخضرت کی ذات کلُ ہے اور اجزا کی تکلیف کُل کی تکلیف ہے اس لئے آپ اُمتی اُمتی فرماتے رہتے ہیں.

حضور دو عالم کا پہلا درجہ بشان نبی دوسرا درجہ بشان رسول تیسرا درجہ بشان حبیب اور چوتھا درجہ بشان محبوب ہے . اس طرح شان محمد یت دیکھنے مین ایک محمد ﷺ ہے وہ محمدؐ رسول بھی ہے نبی بھی ہے بشر بھی ہے . یعنی حضور اکرام کو انسان نبی کہتے ہیں فرشتے رسول کہتے ہیں اجناُ حبیب کہتے ہیں اور اللہ تعالی محبوب کہتا ہے.

صوفیاء اکرام کے اقوال ہیں کہ محمد رسول اللہ کے معنی ہیں اللہ کا جمال محمد. اسلے محمد کو جمال خدا کہتے ہیں آنخضورت صلعم کو بشر کہا جا سکتا ہے مگر محمد بشر نہیں محمد معنی جسکی حمد کیجا وے اور رسول اللہ معنی جمال خدا چونکہ مشہور عام قول ہے کہ حمد خدا کے لئے ہے اور حب آہینہ خدا میں خدا کی تصویر کو دیکھا گیا تو خدا کی حمد کی گی لہذا احمد کرنیکے کے بعد تصویر خدا کو محمد کہا گیا محمد کے معنی جسکی حمد کیجا وے اور حمد کے الفاظ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور صلی اللہ کے معنی ہیں دیدار خدا محمد اور اگر بشر کا نام ہوتا تو رضی اللہ عنہ یا علیہ السلام وغیرہ کہا جا تا مگر خدا کا جمال کا نام محمد ہے .اس لے اسم محمد سنکر فوراً صلی اللہ علیہ وسلم کہا جا تا ہے لا الــــہ الا اللّٰہ سے خدا کی وحدت اور محمد رسول اللہ سے خدا کی ہعرفت حاصل ہوتی ہے.

چھ وجوہ کی تحقیق کرنا فرض ہے جس میں دو کفر اور چار شرک ہیں

اور صرف حضور ﷺ کے ہی کلمے میں رسالت کا اقرار ہے کسی اور نبی کے کلمے میں رسالت کی گواہی

نہیں ہے اللہ زمین اور آسمان کا نور ہے اور حضور ﷺ اللہ کا نور ہیں.

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے محمد رسول اللہ ہیں ﷺ

اس کلمہ میں نہیں ہے کوئی معبود ' لا ' کا مقام رکھتا ہے کیونکہ کوئی وجود مین آنے سے پہلے ' لا ' کے مقام میں صنم یعنی چُھپا ہوا تھا. جب ' نہین ہے ' آیا ہوا ہے تو نہیں ہی میں ہے موجود ہے. لا کی منزل سے جیسے جیسے نیچے اُترنے لگتا ہے شکل پکڑنے لگتا ہے اپنی شکل اختیار کر لینے کے بعد وہ وجود جو لا (نہیں ہے) کے مقام میں رہتے ہوے اِقرار کر رہا تھا کہ ' نہیں ہے کوئی معبود . اب اِقرار کرتا ہے کہ سوائے اللہ تعالی کے- کیونکہ ہر شےء وجود مین آکر جب دیکھتی ہے تو اِس کو سِوائے اللہ تعالی کے اور کچھ بھی نظر نہیں آتا .

کلمہ کے گھر کے بارہ دروازے ہیں لا الہٰ اللہ میں تین دروازے اور محمد رسول اللہ کے نو دروازے موجود ہیں .- تین دروازے بند ہیں اور نو دروازے کھلے ہیں. بند دروازے کو کھوکنا اور کھلے دروازہ کو بند کرنا ہے.

اب یہ سمجھنا چاہئے کہ لا (نہیں ہے) کون ہے کیا وہ وجود جو چل پھر رہا ہے وہ لا ہے یا وہ وجود جو اس وجود کے اندر سے باہر نکلتا اور داہل ہوتا ہے وہ لا ہے .

کلمہ کے پہلے جزٗ لا الہٰ اللہ میں تین منزل ہیں ل-ا- ہ دوسرے جزٗمیں محمد رسول اللہ مین نو منزل ہیں م-ح-د- ر-س- و- ل- ا- ہ پہلے جزٗ کا ل-ا-ہ دوسرے میں شامل ہے ایک وجود دوسرے وجود میں جا کر سما تا ہے تو تیسرا وجود وجود مین آتا ہے . ل میں آکر ا ملا ہے تو ہ کا وجود بنا (ہ اور م دونوں کی شکل اور منزل ایک ہی ہے) ل اور اسے کل عالم سات آسمان زمین وغیرہ ہر شیء وجود مین آئی.

ل اپنا وجود اسے لیا ہے ل میں ا موجود ہے اٹھائیس ۲۸ حروف میں شکل بدل بدل کر ا ہی موجود ہے. لا اپنے وجود میں ا-ل-م کو پوشیدہ رکھا ہے اور ال م کو ذالک الکتاب کہا ہے سب سے پہلے ' ا ' ہے.

کلمہ میں مذکراور مونث موجودہ ٔجس طرح **لا الـــــــہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ** بنا ہے اس طرح مذکر سے مونث وجود مین آئی ہے جو چیزیں وجود میں موجود رہتے ہیں اُس کو ظاہر کر سکتے ہیں اور ہر شیء وجود میں موجود ہے تو ظاہر بھی ہوئی ہے . مقام میں لاغیب ہے مقام **الــہ** شہادت ہے لا کی دیدار کیلئے خود لا ہونا بہت ضروری ہے.

شریعت میں **لا الہ الا اللّٰہ** کے معنی لامعبود الااللہ کے کرتے ہیں

طریقت میں **لا الہ الا اللّٰہ** کے معنی لا فاعل الااللہ کے کرتے ہیں

حقیقت میں **لا الہ الا اللّٰہ** کے معنی لا مقصود الااللہ کے کرتے ہیں

معرفت میں **لا الہ الا اللّٰہ** کے معنی لا موجود الااللہ کے کرتے ہیں

عرفان سے پہلے عارف اپنی ہستی کو غیر خدا سمجھتا تھا وہ عرفان کے بعد اپنی ہستی کو ایک وہمی اور اعتباری چیز سمجھ کر۔ لا۔ یعنی نہیں کا مصداق بن جاتا ہے اور۔ الااللہ کے دائرہ بقا میں داخل ہو جاتا ہے.

زاھد کیلئے اللہ بے شکل اور عارف کیلئے باشکل ہے.

کلمہ کے دو جز ہیں ایک لا الہٰ اللہ دوسرا محمد رسول اللہ ﷺ پہلا جز توحید دوسرا جز رسالت ہے اللہ اسم ذات محمد اسم ذات ادھر توحید اُدھر رسالت اِدھر نور اُدھر نور ادھر ذات اُدھر ذات اس کے چار حروف ال ل ہ اس کے چار حروف م ح م د اس میں دو لام اس میں دو میم اس کے لام پر تشدید اُس کے میم پر تشدید اس کے اُس کے دونوں حروف الف کے ساتھ یکجا ہوں تو خود آمّ الکتاب یعنی آیۃ ا ل م اس میں نقطہ ہے نہ اُس میں نقطہ ہے اسم اعظم بے نقطہ ہے لا الہٰ اللہ کے بارہ حروف اور محمد رسول اللہ ﷺ کے بارہ حروف دونوں میں کوئی نقطہ نہیں دن کے بارہ گھنٹے رات کے بارہ گھنٹے دونوں کے ۲۴ گھنٹے دونوں کے ۲۴ حروف ایک س ال کے بارہ مہینے بارہ مہینے کا ایک سال بارہ سال کا ایک دور آسمان کے بارہ بروج اہل بیت کے بارہ امام

پورے کلمہ کے ۲۴ حروف چار کو اور دو جمع کیا تو چھ ہوے کلمہ کے چھ محل ادھر تین محل اُدھر تین محل اللہ تعالی کا ارشاد ہے ہم نے چھ دن میں زمین و آسمان پیدا کیا

کلمہ طیبہ میں عینیت اور غیریت :-

غیریت ائک اعتباری چیز ہے مثلاً جب تک ہماری صورت آہینہ میں نظر نہ آئی وہ صورت ہمارے لئے عین تھی جب آہینہ سامنے آیا' ہماری صورت اس میں نظر آئی تو وہ صورت اعتباری اور غیر بن گی. اس طرح علم الٰہی مین کائنات کے یہ صورت اور اشکال تھے اس وقت عین خدا تھے جب یہ خارج مین نظر آے تو اعتبار میں غیر خدا کہلاے گئے. جب غیریت کی نفی ہوگئ تو تمام اشیاء اس کی ملکیت ہوگئ اور ہر ذرہ عین خدا ہے. تب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہر ذرہّ عین خدا ہے تو اس کی عبادت کرنے میں کیا قباحت ہے تو جواباً یہ فرماتے ہیں کہ عبادت خدا کی ہوتی ہے نہ کہ عین خدا کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اطلاق بلکہ وراء الورا کا مرتبہ ثابت ہے. کسی ایک چیز کی عبادت کرنے میں خدا کو اس میں منحصر محدود کرنا ہوگا. اور ایک چیز میں خدا کو منحصر کر دینے میں دوسری چیزیں چھوٹ جاینگے اور مرتبہ وراء الورا بھی چھوٹ جاینگے اس حالت میں اللہ کی عبادت نہ ہوگی اس لئے عبادت مطلق ذات خداوندی کی جائے گی نہ کے ذات مقید کی. مطلب یہ ہوا کہ کوئی ذرہ غیر خدا بھی نہیں اور کوئی ذرہ پورا خدا بھی نہیں قرآن میں جہاں غیر اللہ کا لفظ آیا ہے اس سے مخاطب کے ذہن کا تصور ہے کیونکہ خارج میں شریک باری کا مصداق معدوم و نابود ہے.

کلمہ سے بہت سے معرفتیں منکشف ہوتی ہیں:

یہ عالم خدا تعالیٰ کے ارادہ کا ایک نقشہ ہے اگر خدا کا ہر آن فیضان حیات نہ ہوتو کائنات سراپا معدوم نابود ہوکر رہتی. اس عالم کو کسی قسم کا مستقل وجود نہیں ہے کلمہ پڑھے والا اپنی ذات وصفات اور اپنے افعال وآثار کت وجود کو نابودو معدوم سمجھ کر اللہ کے وجود کے فیض سے خود کر زندہ پاتا ہے. اللہ کہتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ ہم اس کے ہیں اور یہ اٹھارہ ہزار عالم ہُ کے دائرہ میں محکوم ہیں اور یہ آسمان اس کا ایک پرتو ہے انسان اول حضرت آدم میں اللہ تعالیٰ نے جو روح پھونکی وہ ھوُ ہے یہی ھوُ سانس کے ساتھ اندر جاکر باہر آنے کے وقت ہُ کا دائرہ بن بن کر آتا رہتا ہے عارف اس آواز ھو ُ کو اپنے اندر پاتا ہے کلمہ طیبہ میں ھاَ ھوُ ھيِ ہے ھاَ ھيِ دونوں مونث کے لئے آتے ہیں

اور ھوُ مذکر کے لئے آتا ہے انسان جب سوتا ہے تو اس کی سانس کبھی ھوُ کبھی ھا کبھی ھيِ بن کر آتی ہے اور جاتی ہے.

ھُو یہ ایک سّری حرف ہے یا ھو بولتے سو میم ہے وہی رب بنتا ہے اور اٹھائیس حرف کے ساتھ جسم آدمی کی صورت ظاہر ہوئی اور یہ دونوں اصل میں حروف ھو سے ظہور ہوے ہیں.

اسم اعظم کی روح اور حرف جلالی ھو ُ کو جس نے اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کے بیچ میں دیکھا تو اس کو حضور اکرم ﷺ کا دیدار حاصل ہوگا . ھو ُمیں خدا کی قدرت پوشیدہ ہے اس قدرت کے سا تھ جس نے مل جل کر زند گی کی اس کو ایمان کی دولت حاصل ہوگی اور کفر کی پوری ظلمت نابود ہو کر یقین کا آفتاب اس کے دل سے طلوع ہوگا یہ بڑی دولت اور خدا کی نعمت ہے.

انسان پہلے پہلے نقطہ کی شکل میں باپ کی پیٹھ سے نکل کر ماں کے رحم میں الف بنا پھر کلمہ طیبہ کے پورے حروف بن کر جب کلمہ کا آخری حرف ہ بن تو اُڑتے ہوے دنیا میں آیا پھر جب وہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے اصلی حالت پر آجاتا ہے تو وہ نورانی پروں سے اللہ رسول کے دربار تک پہونچ جاتا ہے .

آدمی ظہور میں ہونے اور حسن تخلیق کا بیان :-

جب ذات عیب ہویت میں تھی تب اپنے وصل یعنی پنجیرے کا زور پکڑی جب عشق ہونیمیں مثاق سے نکلکر باپ کے صلب کُنْ کی صدا سے آئی اور پھر ماں کے رحم میں جا کر ٹھیری فیکن ہوا وہ منی (پانی) پر حیض کا حلقہ باندھا گیا تا کہ وہ پانی یعنی وہ منی کو حرکت خلل نہ ہو اسکو نقطہ کہتے ہیں وہ منی چالیس روز تک اپنے حال محویت میں رہتی ہے پھر دوسرے چالیس روز روح جمادی کی قوت پکڑتی ہے تو مرتبہ احدیت کا قرار پاتا ہے جب منی صورت مضغہ کی لیتی ہے پھر تیسرے چالیس روز میں روح نباتی کا قوت پکڑتی ہے تو وہ مرتبہ وحدت کا قرار پاتا ہے جب وہ مضغہ بڑھتا ہے پھر چوتھی چالیس روز میں انسان کا قوت پکڑتا ہے تو وہ مرتبہ وحدیت کا قرار پاتا ہے تب مضغہ صورت لیتا ہے پھر چالیس روز مین روح ملکی کا قوت پکڑتا ہے تو وہ مرتبہ اروح کا قرار پاتا ہے جب وہ مضغہ شکم ما نکے حرکت پاتا ہے ایسے مرتبہ میں اَلَست بربکم کا ندا ہوتا ہے پھر چھٹویں چالیس روز میں روح جن کا قوت پکڑتا ہے تو وہ مثال کا قرار پاتا ہے جب مضغہ عریت لیتا ہے یہ مرتبہ میں قاَلُو بلٰی کا جواب

ہوتا ہے پھر ساتویں چالیس روز میں روح حیوانی کا قوت پکڑتا ہے تو مرتبہ شہادت کا قرار پاتا ہے جب وہ مضغہ ظاہر میں دنیا میں پیدا ہوتا ہے تب نام غریت کا لیتا ہے اسکو نقطہ بولتے ہیں اسکے پورے ہونے میں ماں کے چار چیزے لہو گوشت چمڑا بال

اور باپ کے چار چیزے ہڈ رگ منی مغز بنتا ہے (تصوف میں مرد کی منی کو بھی نور کہا ہے)

ارشاد باری تعالی:-لقد خلقنا الانسان فی کبد -ہم نے انسان کو تکلیف کی حال میں رہنے والا بنایا ہے

کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ اس کو اس کی ماں کے پیٹ میں اٹھا کر رکھا ہے اور اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے کہ جب ماں سوتی ہے اور لیٹتی ہے تو وہ فرشتہ بچہ کا سر اونچا کر دیتا ہے. اگر وہ ایسا نہ کرے تو بچہ خون مین خرق ہو جاے.

اس تن میں چودا دریچے ہیں ان میں سے نو دروازے کھلے ہیں اور پانچ دروازے بند ہیں

آنکھ کے دو کان کے دو ناک کے دو منہ کا ایک (صدا دروازہ ہے) زیر ناف دو ہیں

بند دروازے تالو-دو پستان- دو آنکھوں کے دومیان تلوے اور پیٹھ کے نیچے کی ریڑھ کی ہڈی ہے

اللہ عزوجل نے انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا ہے. تین سو ساٹھ رگیں اور گوشت کے حصے ہین بہتر جوڑ سولہ پسلیاں ہیں اور پیٹ میں تیس ہاتھ کی آنتڑیاں جس مین دس ہاتھ غذا کے لئے دس ہاتھ پانی کے لے اور دس ہاتھ جو ہے ہوا کے لئے ہے. سر کے پیچے یعنی کھوپڑی سے پشت کمر کے جوڑ تک سوا ہاتھ کا سُلف ہے (سُلف میں ہی نکتہ نور رہتا ہے). مرد کے ذکر میں جُو کے دانے کے برابر ہڈی اور زبان میں تل کے دانے کے برابر ہڈی ہے.(ان دو ہڈیوں اور سلف کے نکتہ نور سے تینوں کی قوت سے نطفہ عمل میں آتا ہے)

انسان کے جسم میں سات قسم کا پانی موجود ہے جسے سات دریا بھی کہتے ہیں. زبان کا پانی میٹھا ناک کا پانی کھٹا آنکھ کا پانی کھارا کان کا پانی کڑوا گردہ کا پانی معتدل مثان کا پانی پیشاب اور منی پھیکا ہے

انسان کے وجود میں بھی سات آسمان اور سات زمین ہے سر-آنکھ-کان-حلقوم-شہ رگ جگر اور دل سات طبق آسمان کے ہیں اور پشت-شکم-ناف-گردہ-ران-پنڈلیاں اور قدم سات طبق زمیں کے ہیں.

جو کچھ تمام کائنات میں ہے وہ سب انسان کے جسم میں موجود ہے کیونکہ انسان کا بدن تمام عالم کی مثال ہے مثلاً ہڈی- پہاڑ کی مانند. پسینہ بارش کی مانند. بال درخت کے مانند دماغ -آسمان حواس گویا تارے ہیں

اللہ کے دس چیزیں دیکھنا سُننا بولنا سونگھنا چھونا روح نفس دم عقل ایمان

جب تماری پیدایش شروع ہوئی تو تم 1/7400 اِنچ میں تھے والد کے خون میں سے خصیتن نے مَنی بنائی پھر تم ماں کی شکم میں گئے وہاں خون حیض سے پیدا کیا پہلے اُس خون کو تھکا کر دیا اسے علقہ کہتے ہیں پھر گوشت پوست رگ وغیرہ اور اس سب سے اعضا کی صورت بنائی تین پردوں کے اندر تماری کہی شکلیں بدلیں .سر گول کیا ہاتھ پاوں لمبے لمبے بنائے انکے سرونپر پانچ پانچ انگلیا پیدا کی پھر باہر آنکھ کان ناک منھ زبان اور اعضا پیدا کیے اور اندر معدہ جگر گردے تلی رحم مثانہ زنتڑیاں پیدا کیں ہر ایک کو اورہی ثکل اور ہی صفت اورہی مقدار پر پیدا کیا.

بدن میں تین حوض بنائے ان سے تمام جسم میں نہر جاریکیں ایک حوض دماغ ہے. جس سے پھٹونکی نہریں نکلکر تمام بدن میں پہونچتی ہیں تا کہ بدن میں حس وحرکت کی قدرت پیدا ہو اور اس سے ایک نہر پیٹھ کے مہرون کے اندر رکھی تا کہ پٹھے مغز سے دور نہ ہوں کہ اگر دور ہوتے تو خشک ہو جاتے

دوسرا حوض جگر ہے .اُس سے ہفت اندام میں رگیں پھیلایئں تا کہ انمیں غذا پہونچے

تیسرا حوض دل ہے اُس سے تمام بدن میں رگیں پہونچائیں تا کہ اسمیں روح روان رہے اور دل سے ہفت اندام میں پہونچتی رہے پس سر سے پاوں تک سب عجائب ہیں اور باطن کے عجائبات اور دماغ کے خزانے اور حس کی قوتیں اسمیں رکھی .اب سے زیادہ عجیب ہیں جو کچھ سینہ اور پیٹ میں ہے

.اللہ تعالی نے **معدہ** کو دیک کے مانند پیدا کیا کہ ہمیشہ جوش کھا تا رہتا ہے حتے کہ کھانا اُسمیں پک جاتا ہے اور **جگر**-اس کھانے کو خون کر دیتا ہے اور رگین اُس خون کو ہفت اندام میں پہونچا دیتی ہے اور **پتا** اس خون کے پھین کو جسے صفرا کہتے ہیں لئے لیتا ہے اور **تلی** اس خون کے تلچھٹ کو جو سودا ہوتا ہے لئے لیتی ہے اور گردے اُس خونسے پانی کو جدا کر کے **مثانے** کی طرف دیتے ہیں

اس جسد کا نام ظاہر میں آدم ہے باطن میں سدرۃ المنتہا بولتے ہیں

ایک بولنا اسلام ہے اہل اسلام کو مسلم کہتے ہیں.   ایک جاننا ایمان ہے اہل ایمان کو مومن کہتے ہیں
ایک دیکھنا احسان ہے اہل احسان کو محسن کہتے ہیں .   ایک ہونا تقوی ہے اہل تقوی کو متقی کہتے ہیں
گم ہونا توحید ہے اہل توحید کو موحد کہتے ہیں. کلمہ کہے تو کیا اس کا مقام کونسا
تن کے ساتھ رہتا ہےاور جان کے ساتھ جاتا ہے

ہم پیغمبر کا کلمہ پڑھتے ہیں، پیغمبر اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں اللہ عشق کا کلمہ پڑھتا ہے•

کلمہ یعنے فرمابرداری یادکرنا . شوق و ذوق لینااور لذت لینا

لا   الہ   اِلاّ   اللہُ

نہیں ہے کوی(یعنے شےء مخلوق) الہٰ معبود (واقعتہ) سوا ےء(مگر) اللہ یعنے (قایم بجود) کے

مُحمّدُ   رسول   اللہ

محمد(رسول) ﷺ   بھیجے ہوے ہیں   اللہ(قایم بجود) کے

یہ کہاں تھا : اللہ میں یعنے اللہ کے علم میں

کہاں آیا : رسول اللہ میں اب کہاں ہے • قلب مومن میں یعنے ہم میں

کیسے آیا: محمد رسول اللہ پر ایمان لانے سے یہ کہ وہ خدا کے رسول ہیں

اِس کے تین درجے ہیں- تسلیم وتصدیق•-   نظر ومشاہدہ• - علم وادراک -

اِس کے جزو دو ہیں پہلا الوہیت دوسرا رسالت   الوہیت کا معنے -خدا پن یا خدای پن
لا اللہ الا اللہ کہے رہا ہے کہ ذرا میری طرف بھی غور کر مجھے سمجھ کر دیکھ میں کون ہوں کیا ہوں کہاں
ہوں مجھے پڑھا تو ہے مانا تو ہے• پہچانا نہیں پایا نہیں زبان پر آیا ہوں خیال میں دُہرایا گیا ہوں•
دل میں لفظاً ترجمہ بسا ہوں مگر ابھی حقیقت سے دُور ہوں فہم سے بلند ہوں تیری پستی پست خیالی
کہ تو نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میں نے سمجھ لیا ہے اور اس خیال پر اکتفا کر لیا ہے .ابھی میرا مشاہدہ تجھے کہاں
ابھی میرا ادراک میرا پانا مجھے پہچاننا کہاں ابھی تو اپنی خودی میں ہے خودنمائی کو خودی سمجھا ہوا ہے •
اس خودی سے نکلے گا تو پہچان لے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے خالق تیرے رب اور تیرے الہٰ کا کلمہ

ہوں علم ہوں اِسم ہوں اپنے میں پا کر عبادت کر محال جانتا ہے میرا ملنا مشکل جانتا ہے پہچان خیال جانتا ہے دیوانہ ہے گھبرامت اور جو چیز تجھے دعوتی طور پر دی گی ہے اس کی تحقیق کر دیکھ آفاق میں دیکھ نفس مین دیکھ محض اپنی عقل سے مت دیکھ میری ذات سے پا

الہٰ کو جان اللہ کو پہچان محمد ﷺ کو جان رسول کو پہچان۔ محمد رسول اللہ بھی تو تجھ میں ہیں ان کا ذاتی نام تجھ میں ہے وصفی نام تجھ میں ہے .

کلمہ طیبہ کے معنی اسرار عرفا ن جان پہچان:-

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ کے چھ درجے ہیں

لا کا معنی گنج مخفی ہے **الہ** کا معنی ارادہ **الا اللّٰہ** کا معنی دیکھنا سننا

محمد کا معنی پچھنا رسول اللہ کے معنی عشق

وہ گنج مخفی نہ ہوتا تو ہم بھی گنج مخفی نہ ہوتے سوا گنج مخفی کے کچھ نہیں مگر گنج مخفی ہے سو اپنی بیخودی

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ کے چھ مرتبہ ہیں

احدیت وحدت واحدانیت ارواح مثال شہادت

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ کے چھ مقاماں ہیں

وصل توحید معرفت حقیقت طریقت شریعت

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ کے چھ وجوداں ہیں

وحدت الوجود عارف الوجود شہادت الوجود ممتنع الوجود واجب االوجود ممکن الوجود

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ کے چھ عالمان ہیں

عالم غیب عالم ملک عالم لطیف عالم حیوان عالم جن عالم الوہیت

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ کے چھ چھ صورتیں ہیں

ذات کی صورت صفات کی صورت خیال کی صورت خوب کی صورت ظاہر کی صورت بے صورت

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ کے چھ درس (معنی) ہیں

ذات نور سر روح دل نفس

دیکھتی سوروح کرتاسو سر سوتا سو نورجاگتی سو ذات

نفس کہے تو فعل روح کہے تو ارادہ دل کہے تو قطرہ سَر کہے تو عرفان نور کہے تو پچھنات ذات کہے تو عشق

عارف کے پانچ وجود:-

آول وجود واجب الوجود دوئم ممکن الوجود تیسرا ممتنع الوجود چارم عارف الوجود پنچم واحدالوجود

ناسوت مقام فعل کا ملکوت مقام وجودکا جبروت مقام دل کا لاہوت مقام نظر کا

ہاہوت مقام ذات کا

واجب الوجود -کہنا ممکن الوجود- پھرنا ممتنع الوجود- دیکھنا عارف الوجود- بوجھنا

واحدالوجود- رھنا

ناسوت مقام ہے حیوان کا ملکوت مقام ہے فرشتوں کا جبروت مقام ہے پیغمبرون کا

لاہوت مقام ہے عاشقوں کا ہاہوت مقام ہے محبوب کا

انسان معُما- خدائی مسما:-

تنزل۔اُس کو کہتے ہیں کہ ایک شَے اُول آپ جس مرتبہ میں ہے اُوس مرتبہ میں باوصاف خودقایم رھکر دوسرے مرتبہ میں ظہور کرے مثلا شخص اور سایہ عکس اور شخص.۔

انسان خود بذات ایک معما ہے جسے انسان خدا کو تلاش کرتا ہے حالانکہ انسان خود ہ ءمظہر خدا ہے مگر خود سے الگ کہیں دور خدا کو تلاش کرتا ہے مثال کے طور پر یوں سمجھے کہ ہرن کے ناف میں ہی مشک ہوتا ہے مگر وہ سمجھتا ہے کہ مشک کہیں دور ہے جسکی تلاش میں حیران وسرگرداں رہتا ہے اس طرگ انسان خدا کی تلاش میں حیران وپریشان رہتا ہے

انسان میں خدائی صفت بھی ہے فرشتوئی قوت بھی ہے بشری حادت بھی ہے اور شیطانی خصلت بھی ہے یعنی ایک خاکی پتلے کا انسان محض مٹی کا پتلہ ہی نہیں بلکہ ساری کائنات کو سمیٹے ہوے ایک معما ہے

ہماری ذات کے تین مرتبے ہیں:-- ہمارادل ہماری روح ہماراجسم

لاتعین تعین اُول تعین ثانی

تنزول کے چھ مرتبے ہین:--لاتعین تعین اُول تعین ثانی عالم اَروح عالم خواب عالم دُنیا

عروج کے تین مرتبے ہیں:-- مرتبہ تفصیل مرتبہ اَجمال مرتبہ اَخذ

سلوک کے تین مرتبہ ہیں:-- مرتبہ اَفعل مرتبہ صفات مرتبہ ذات

سا لک کے چا مرتبے ہیں:-- ناسوت مین رہا سو غافل ملکوت مین آیا سو زاہد

جبروت میں آیا سو عاشق لاھوت میں آیا سو واصل ھاہوت میں آیا سو کامل

عمل کے چار مرتبے ہیں:-- مُراقبہ مُشاہدہ معاُیتہً مُغاۭبتہ

دیدار کے تین مرتبہ ہیں:-- دیکھنا چھکنا ہوجانا

ذات کے دو مرتبہ ہیں:-- ایک ظاہے دوسرا باطن

انسان کی پانچ قسمین ہیں:-- فاسق عابد زاہد عاشق عارف

عبادت کی پانچ قسمین ہین:-- بدنی قلبی روحی مالی مالی مع بدنی

حیات کے دو قسمین ہیں:-- حیا عارضی حیات ابدی

موت کے دو قسمین ہیں:-- اضطراری اور اختیاری اختیاری موت کو موت معنوی بھی کہتے ہیں.

انسانی جسم میں تین محکمے ہیں:- قلب نور قلب نیلوفر قلب صنوبر

قلب نور:- یہ مقام سر کی کے پچھلی کھوپڑی میں جسکو دماغ کہتے ہیں اس کو مقام عرش کہتے ہیں

قلب نیلوفر:- یہ مقام بائیں سینے میں جسکو دل کہتے ہیں یہ درمیانی مقام ہے جو آدم کا مقام ہے

قلب صنوبر:- یہ دونوں ٹانگوں کی بیچ میں ہے جسکو گدی کہتے ہیں یہ نچلا مقام ہے جس کو فرش کہتے ہیں جس پر شیطان قیام کرتا ہے

جسم انسان میں اللہ آدم شیطان یا احد نگر احمد نگر واجب نگر کو ترکوٹی کہتے ہیں

انسان کے دل سے اچھا خون نکل کر سارے جسم میں دورہ کرتا ہے اس اچھے خون پر اللہ کی حکمومت ہے اور جب وہ میلا ہو کر پھر دل کی طرف واپس ہوتا ہے اس میلے خون پر شیطان کی حکومت ہے. اور جو میلا خون دورہ کر کے قلب نیلوفر میں واپس پہونچتا ہے اسکو صاف کرنے کے لے پھیپھڑے ہوا پہونچاتے ہیں اور اس خون کی گرمی کو کلیجہ معتدل کرتا رہتا ہے پھیپھڑے پر اسافیل کی حکومت ہوتی ہے. جو ہوا کا

مالک کہلاتا ہےاور کلیجے پر میکائیل کی حکومت ہے جو پانی اور تھنڈک کا مالک کہلاتا ہےجسم کی حرارت پر جبرئیل کی حکومت ہے جوآگ اور گرمی کا مالک کہلاتا ہے.جسم کی سردی اور گرمی کےتوازن کو برقرار رکھنے پرعزرائیل کی حکومت ہےجسکوملک الموت بھی کہا جاتا ہے یہ سب حکمران فرشتے جسمانی محکوں پر تعنیات ہیں اورتعاون میں تمام فرشتے موجود ہیں اورسب اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں فرشتے کہیں سے آتےنہیں.

ہمارےتن مین چارمقام ہیں;-- ناسوت ملکوت جبروت لاھوت - وہم جسم دل روح. صوفیہ اکرام وفقرا کاملین کو جومقامات اور عالم طے کرنا ہوتے ہیں اُنکے نام اور حالات:-

عالم‌جسم عالم‌روح عالم برزخ عالم‌ناسوت عالم‌لاہوت عالم‌ملکوت عالم‌جبروت عالم‌مثال عالم رویا عالم صفات عالم ذات عالم ھو اور عالم جسم .

عالمجسم :- متعلق ہی تمام اجسام سےاور اُسکےطی کرنیسے یہ مُراد ہے کہ تمام اجسام مثل شیشہ کے ہو جاہیں کہ نظر اُس پار ہو جائے اور اُنکو جنبیش دینی کا اختیار ہو جائے اور اُنکا قصور ہو جائے جب جس جسم کا ارادہ کیا جائے اُسکا تصور صادق فورً ہو جائے اور یہی حکومت کہلاتی ہے اور عالم جسم کا طی کا نا اسکو کہتے ہیں کہ قلب اسقدر صاف ہو جائے کہ اجسام کا تصور جس حالمیں ہو وہ صیح نظر آئے اور نگاہ میں یہ ہوجائے کہ اس پار سے اُس پار تک پہونچ جائے لیکن اگر نظر اس پار سے اُس پار تک نہوتو بھی کچھ نقص نہیں ہے.جبکہ قوت روحانی ترقی کرتی ہےتو پھر نظر میں طاقت پیدا ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی جو کام نظر سے لیا جاتا ہے وہ اس قوت روحانی سے نکل سکتا ہے مثلا نظر پار ہوکر صرف یہی کام دیتی ہے کہ اعضاء اندرونی اور اُنکی حالتوں کو دیکھ لئے تو یہ کام قوت روحانی سے بھی بذریعہ تصور ہوسکتا ہے غرضکہ عالم جسم طے کرنے کے لئے صرف دوقوتونکی ضرورت ہے تصفیہ قلب اور قوت روحانی یہ ابتدا درجہ اس دونوں قوتونکا ہے جب اتنی طاقت ہو جائے کہ عالم جسم پر حکومت ہو جائے جسکو عالم سفلی بھی کہتے ہین اور جو کہ تمام عالموں میں ادنی کشف ہے پھران دونوں قوتونسے

ترقی کر کے دوسری شاخوں کیطرف متوجہ ہونا ہوتا ہے .

عالم ناسوت: - عالم موجودات کو کہتے ہیں سب سے اول عالم ہے گویا اسکو عالم سفلی کی ایک اقلیم کہتا چاہئے یہ متعلق ہے تمام دینوی اجسام واَروح سے اور اس میں دونوں حصے ظاہری و باطن کے ہیں نیز اس کا نام عالم کبیر بھی ہے اور انسان عالم صغیر ہے جو کچھ اس عالم ناسوت مین ہے وہ سب کچھ اس صانع مطلق نے جسم جہاں نما یعنی وجود انسان میں بھی سب کچھ پیدا فرما دیا ہے جو کلُ عالم میں ہے گو یا انسان اُس عالم کبیر کا اجمال ہے مجاہدات و ریاضیات شاقہ سے مقام ناسوت اول طے کرنا پڑتا ہے یہ مقام تزکیہ نفس اور تصفیہ دل سے حاصل ہوتا ہے اس کو فنافی الوجود بھی کہتے ہین اس مقام کے طے ہونے پر طالب کو ایک نور شانہ چپ پر دکھائی دینے لگتا ہے یہ نور مرشد کامل کی روح کا پرتو ہوتا ہے عالم ناسوت کو تمام کیفیات اور اَشیاء جلالی و جمالی سے تعلق ہے

عالم لاہوت: - فناء ہستی فنافی الذات باری کو کہتے ہیں اس کو فنافی اللہ بھی کہتے ہیں اس مقام میں طالب اس نور بوقلمون کا گردیدہ بن کر استغراق و مراقبہ میں بسر کرتا ہے حتیٰ کہ اُس کا ہم رنگ ہو جاتا ہے جب ناسوت کی منزل طے ہو جاتی ہے تو پھر بعد اُس کے عالم لاہوت ہے وہاں جسم کے تعلقات نہیں رہتے بلکہ سالک کی توجہ عالم باطن کے ابتدائی منزل پر پہونچ جاتی ہے اور عالم میں پہونچکر تصفیہ قلب کمال کو پہونچ جاتا ہے اور تزکیہ نفس بھی ایک حدتک کامل ہو جاتا ہے اس مقام پر جاکر اَروح سے تعلقات اور ملاقات ہوتی ہے ہر چیز کے بطون پر نظر رہتی ہے جسم پر نظر ہی نہین رہتی. اس عالم میں سالک کے تمام ظاہری قوتیں اور حواس کم ہو جاتے ہیں اور جو بہت ہی اعلیٰ درجہ کی قوت دماغی رکھتے ہیں اُنکے حواس میں تو کبھی کبھی فرق آجاتا ہے اور جنمیں قوت حس درجہ کم ہوتی ہے اس درجہ پر حواس مین کمی ہو جاتی ہے آنکھوں سے کم دکھائی دیتا ہے اور سنائی بھی کم دیتا ہے قوت لاسہ بہت ہی کم ہو جاتی ہے .لاہوت میں حواس ظاہری اور تمام اعضاء ظاہری قریب قریب معطل ہو جاتے ہیں وہ برائے نام کھانا پینا اور سونا بہت ہی کم ہو جاتا ہے اس قدر کے زندگی کو کافی ہے.

عالم ملکوت:- تیسری منزل سلوک کی عالم ملکوت ہے تمام عالم اَروح کا نام ملکوت ہے اس منزل میں صرف ان مقامات سے تعلقات ہوتے ہیں جنمیں ایسی مخلوقات کا مسکن ہے جو کہ جسم نہین رکھتے بلکہ محض روح ہے جیسے ملائکہ. جو انسان سے لطیف تر ہیں جیسے جِن وغیرہ مگر ملکوت مین مخلوقات ہی جو کہ باعتبار خلقت کی صرف روح بلا جسم مثل ملائکہ کے اس کو عالم ملائکہ بھی کہتے ہیں انسان بھی فرشتہ خصائل سے متصف ہوسکتا ہے بلکہ جو قابلیت انسان کو ہے وہ فرشتوں میں بھی نہیں پائی جاتی یہ مقام طالب کو بتوسل اس نور شیخ کے فنافی الشیخ ہونے کے ساتھ طے ہوجاتا ہے علامت اس کی یہ ہے کہ طالب ایک مراقبہ میں عالم اَروح کی سیر کرلیتا ہے جب یہ مقام طے ہوتا ہے تو ایک دوسری قسم کا نور بجائے نور شیخ اس کو معلوم ہونے لگتا ہے وہ نور رُوح جناب سرکا کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا پرتو ہے

عالم جبروت:- آخری منزل ہے جسمین پہونچکر سالک خدا جانے کیا کیا ہوجاتا ہے اس کا ظاہر کرنا کفر اور خلاف مصلحت ہے یہ وہ مقام ہے جہاں روح ہے نہ جسم ہے نہ میں ہوں نہ تو ہے کوئی نہیں سوائے ذات الوجود کے اور یہاں تک کے اس مقام پر آ کے ذات کو صفات سے تمام تعلقات قطع ہوجاتے ہین ہر ایک قید سے یہ جلوہ بری ہے اور اُسکی تجلی کے لئے نہ کوئی صفت ہے نہ کوئی لفظ ہے نہ جسم ہے روح کہے سکتے ہیں غرضکہ جو کچھ کہے سکتے ہیں اُن سب سے علیحدا ہے زبان اور بیان ودل ودماغ کے ہر ایک احاطہ سے باہر ہے اس مقام پر پہونچنے والا کا جسم بظاہر زمین پر رہتا ہے لیکن درحقیقت وہ جس مقام پر ہوتا ہے عقل وقیاس وہم وگمان سے باہر ہے انسان کی عقل اس مقام پر رخصت ہوجاتی ہے. عالم ہیبت اور جمال کو جبروت کہتے ہیں اس مقام میں بتوسل نور محمدی ﷺ عالم بالا کی سیر ہونے لگتی ہے طالب آسمانوں کی ہر چیز کو اس نور محمدی ﷺ سے معلوم کرتا ہے حتیٰ کہ ذات احدیت تک پہنچ کر مقام فنا حاصل کرتا ہے یہی مقام فی الرسول کا ہے اور ایک نور بوقلمونی اس کے ساتھ ہوجاتا ہے .

عالم ہاہوت:- جب سالک مرتبہ فنافی اللہ حاصل کرتا ہوا جذب مین گرجاتا ہے تو اللہ تعالٰی اپنے فضل وکرم سے اُس کع مقام سکر وسہو سے نکال کر مقام ہوش وصحو میں پہنچادیتا ہے یعنی اس کو بقاباللہ کا مر

تبہ حاصل کرادیتا ہے اور بعض اصحاب سکر سے نکلنا ہی نہیں چاہتے وہ ہمیشہ مذوب بنے رہتے ہیں اس سے رشد و ہدایت کا کام نہین لیا جا تا ہے بلکہ اصلاح عالم کا کام سالک کے ہی سپرد کیا جا تا ہے

عالم اَروح:- یہ وہ مقام ہے جہاں تمام اجسام کی روحیں رہتے ہیں اِن اَروح کی دو حالیتی ہوتی ہیں ایک قبل آفرینش اور ایک بعد آفرینش کے بعض کا قول ہے کہ جسم میں مثل آفتاب کے روح رہتی ہے اور اُس کی شعاع اُس عالم اَروح مین باقی رہتی ہے مرنے کے بعد دو حالیتی ہوتی ہیں ایک تو راحت اور ایک تکلیف .تکلیف اُس روح کو ہوتی ہے جو عالم جسم مین نفس سے مغوب رہتا ہے اور دوسری حالت یہ ہے کہ نفس پر غالب رہے تو جس روح کو نفس پر غلبہ رہا اُسکو ہر قسم کی راحتیں اور قوتیں حاصل ہوتین ہیں اور بعض روح انسان کی اور زیادہ راحت میں رہتی ہے اس طرح جسطرح کوئی باشاہ جنگ کے بعد کامیاب وظفریاب ہو .اور جو روح مغلوب رہتی ہے اُسکو شکت اور زیادہ رہتی ہے (یہی عذاب اُس روح کا ہے) لیکن مرجع ومخزن سب روحوں کا ایک ہی ہے اور کیفیت و ماہیت تمام اَروح کی ایک ہی ہے خواہ وہ بُرے آدمی کے جسم میں ہو یا اچھے آدمی کے جسم میں . اَروح اگرچہ باعتبار حقیقت ایک ہی ہیں کچھ فرق نہیں مگر جلال و جمال میں ضرور فرق ہے .

بعض اَروح صفات جلالی کا پرتو ہیں اور بعض صفات جمالی کا تو جو کچھ انجام جلالی کا ہے وہ جلالی روحوں کا ہوگا .اور جو نتیجہ جمالی اروح کا ہے وہ اُنکے لئے مخصوص ہے اکثر اشخاص کو دھوکہ ہوتا ہے. اروح کی شو بت و تقسیم نہیں کیونکہ روحوں کی بہت سی حالتیں اور کیفیتیں مشہور ہیں مثلاً ایک روح سیلانی اور ایک مقامی -ایک روح ملکوتی -ایک شیطانی جیسا کہ موکلیں علوی اور بھوت پریت آسیب وغیرہ یا ہمزاد غرضکہ اس طرح کئے بہت سے ااقسام ہیں جسکی وجہ سے اصل حقیقت روح کی سمجھ مین نہیں آتی اَصل ان سب کی یہ ہے کہ انسان میں بہت سی ایسی قوتیں پوشیدہ طور پر موجود ہیں اور ان قوتوں کو بھی روح کہتے ہیں. چناچہ اطبٌا نے اُن قوتوں کو جن سے اُن کو تشخص و تجویز میں تعلق ہے اروح ہی کئے نام سے منسوب کیا ہے .

طبیعی ونفسانی وحیوانی عاملوں نے شیاطن وموکلین کا نام اروح خبیثہ اور موکلین علوی رکھ لیا ہے

ان کوانسان کی ان ہی قوتوں سے تعلق رہتا ہے فلسفوں کو نفس ناطقہ سے بحث ہے اس لئے اُنہوں نے عقل کو روح کے نام سے مشہور کیا ہے لیکن یہ قوتین شعاعین اُس روح حقیقی کی ہیں جو محض ایک نور خدا ہے اوور جسکی حقیقت سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا اور یہ نور جو دراصل روح ہے صرف انسان کیلیے ہے نہ کہ دیگر حیوانات کے واسطے

عالم رَویا :- دوقسم کے ہیں ایک تو مجسم ہے اور ایک غیر مجسم جو کہ عالم مجسم ہیں وہ مقامات ہیں اور جسم سے متعلق ہیں عالم غیر مجسم ہیں وہ دوقسم کے ہیں ایک کا وجود خارج میں بھی ہے اور ذہن میں بھی جیسے عالم اَرواح وغیرہ . اور دوسری کا وجود خارج میں نہیں صرف خیال ذہن سے متعلق ہے جیسے عالم رَویا انُ عوام میں سے ہے جو غیر مجسم ہیں اور جنکا وجود خارج میں نہیں صرف ذہن میں ہے یا ایسے تمام عالم کی کیفیتیں اور حالتیں ہیں جو کہ انسان پر طاری ہوتی ہیں .

چنانچہ عالم رُویا ایک حالت ہے جو کہ انسان پر طاری ہوتی ہے اور اُس میں اکضر وہ حالت اور واقعات نظر آتے ہیں جو آیندہ ہونیولے ہوتے ہیں یا درپیش ہوتے ہیں مگر اِن حالتونکی دوحالیتں ہوتی ہیں ایک میں احتمال غلطی کا ہوتا ہے ایک میں نہیں ہوتا یہ غلطی اور صحت کا فرق اِس عالم میں بالذات نہیں بلکہ اِس عالم میں گزرنیوالونکی قوت اور حالت پر صحت کا دارومدار ہے یہ ایک راز حقیقت کہ عالم رویا کو خود انسان کی روح پیدا کرتی ہے درحقیقت یہ کوی تعجب نہیں ہے جہانکی انسان سَیر کرتا ہو اور کئ عالم اِس قسم کی ہیں جنکا موجد اور خالق گویا کہ خود انسان کامل اور اُسکی قوت روحانی ہے اور اُسکی آفرینش اِسطرح ہوتی ہے کہ جب روح لطیف ہوتی ہے یا ہو جاتی ہے وہ قوت منتخلیہ اور قوت داہمہ اور قوت حافظہ کی ترکیب سے خاص اُس حالیتں ایک عالم پیدا کرتی جسکی سیرَ کرتی ہیں اور حالات معلوم کرتی ہیں اُسکی تفصیلی ترکیب جسقدر انسان سمجھ مین آسکتی ہے وجسقدر بیان مین اَسکتی ہے وہ اِس سے زیادہ نہیں جیسے بعوں خدا بیان ہو .

عالم مثال :- یہ عالم اُس عالم جسم میں سے ہے جس وجود خارج میں بھی موجود ہے مگر بعض کا مقولہ ہے ہر ایک روحانی قوت خود اِس عالم کی موجد ہے اور اپنے مثِل کو پیدا کرتی ہے کوئی مقام

ایسانہیں جہاں تصرف کئے لیے تمام اجسام کے مثِل موجود نہ ہوں . یہ وہ عالم ہے جس میں اُولیاء اللہ اور ملائکہ کو جسم مثالی عطا ہوتا ہے اور اِس سے دُنیا میں کام لیا جا تا ہے اسُکی ضرورت ایسے موقعوں پر ہوتی ہے کہ جب اِس جسم فانی دُنیا میں وہ قوت نہین ہوتی جو اُس کار ضروری کوانجام دے تو اُسکا جسم مثالی عطا ہوتا ہے تا کہ وہ شکل اور عجلت کا کام انجام اور یہ عالم لاہوتی اور ملکوتی کے چند خواص ہیں تمام جسموں سے زیادہ لطیف ہے اور یہ عالم لاہوتی اور ملکوتی کے درمیان ہے فرشتہ کو جب کوئی جسم ملیگا تو وہ مثالی ہوگا .فرشتے جب دنیا میں کسی جسم میں آتے ہیں تو عالم مثال ہی سے کوئی جسم ملتا ہے کیونکہ کسی کی ملاقات بظاہر بغیر جسم کے ہو نہیں سکتی اور جسم عنصری چونکہ کثیف ہوتا ہے ہذا اُس کا تحمل اُن کی لطیف روح کو جو کسی جسم میں کبھی قید نہیں ہوتی جسم مثالی جو کہ تمام جسموں سے زیادہ لطیف ہی خدا کے حکم سے عنایت ہوتا ہے عالم مثال میں وہی اُولیائ اللہ جا سکتے ہیں اور اُن کو جسم مثالی عنایت ہو تے ہین جو کہ اہل کمال میں سے ہیں اور جن کو کوئی نہ کوئی خدمت سپرد ہوتی ہے سا لک جبکہ خدا کی طرف جا رہا ہے اُسکو ایسے ایسے صدع مقامات راہ میں ملتے مگر اُنکو اپنا منزل مقصود نہ سمجھے ورنہ گمراہ ہو جاہیگا اور سیدھی راہ خدا کی طرف چلتا ہے .

تفہیم - ذکر خفی :- جب تک انسان ذکر اللہ تلاوت قرآن شریف درود خوانی تسبیح نماز وغیرہ عبادتوں مین لگا رہتا ہے اس وقت تک ملکوت میں ہو.

جب تک بدن بے حسی و حرکت رہتا ہے اور صرف تمہاری صفتیں کام کرتی ہیں یعنی آنکھ دیکھتی ہے کان سنتے ہیں اور دل میں وسوسے آتے رہتے ہیں وہاں تک تم جبروت میں ہو.

جب تک تم دیکھنا سنُنا بولنا بتانا موقوف رکھتے ہو اور دل اور خطروں سے پاک رہتا ہے اسوقت تک تم لاہوت میں ہو - اِس مقام میں صرف اپنا شعور یعنی اپنی ذات اور اپنی حقیقت کی سمجھ رہتی ہے.

جب بیٹھے بیٹھے اپنے سے بے خود اور بے خبر ہو جاتے ہو اور کسی بات کا ہوش اور شعور نہیں رہتا - پس جب تک یہ بے خودی کی حالت قائم ہے وہاں تک لاہوت میں ہو.

تم رات دن اِن چار حالتوں میں رہتے ہو جس حالت میں اور جس مرتبہ میں ہو اپنے کو اِس میں سمجھو

ملکوت میں ہوتو ملکوت مین جبروت میں ہوتو جبروت میں لاہوت میں ہوتو لاہوت میں ہاہوت میں ہو تو ہاہوت میں اِس تعلیم کی دوشاخیں ہیں ایک نزولی شان دوسری روجی شان.

نزولی شان:- جب تک تم نیند میں ہوھاھُوت میں ہو نیند سے اُٹھنے کے بعد منٹ آدھامنٹ تک کسی قسم کا خیال نہیں آتا صرف اَنانیت یعنی ھُویّت حق رہتی ہے یہ حالت لاھُوت کی ہے.

پھر پورے ہوش میں بولتے بتانے سُنتے دیکھنے لگے یعنی صفتون کو کام میں لئے جبروت میں آگئے. اب بستر سے اُٹھ کر چلے پھرنے کام کاج میں پڑ گئے یعنی جسم کو کام میں لینے سے ملکوت مین آ ٹھہرے.ذکر خفی کی اس تفہیم کو تعلیم نزول اسلئے کہتے ہیں کہ اوپر سے نیچے اُترے .

عُروجی شان:- اب پھر تم کام کاج چھوڑ کر بیٹھ گئے ملکوت سے جبروت میں آگئے بیٹھے ہوے دیکھنا سُنّنا بولنا موقوف کر دیا اور زبان کی طرح دل بھی خاموش رہا یعنی دل کسی قسم کا نیک خیال بھی نہ آیا جبروت سے چڑھکر لاہوت میں آگئے دل کی یہ سادگی اور انا سے محض یہ بھی نکلکر بے خود اور بیہوش ہوگئے اسوقت پھر اپنے اصل مکان یعنی ھاھوت سے ملکوت میں آگئے. یوں رات دن میں کئی دفعہ ھاھوت سے ملکوت اور ملکوت سے ھاھوت میں سیر کرتے رہتے ہو تمہارا اصل مقام ھاھوت ہے.

لاھوت جبروت ملکوت تمہاری سیر گاہ ہیں تمہارے محل ہیں.جی چاہا چلے گے اور وہاں کا لطف اُٹھایا تمہارے آنے جانے سے تمہاری ذات میں کچھ بھی فرق نہیں آتا اَذْ اَنَ کَمَا کَانَ جو ہو سو ہو جیسے پہلے تھے ویسے اب بھی ہیں. بادشاہ خواہ تخت پر بیٹھے یا پاخانے میں جائے وہی بادشاہ اور اُسکی ہ ءحکومت کا ٹھاٹ ہے یا تم رانی بنکر محل مین راج کرو یا جھاڑو برتن پاک کرو تو بھی تم وہی رانی ہو .

اللہ کا دیدار کس کو کہتے ہیں:-

سالک نے جب اپنی خودی کو حق کی خودی سمجھ لئے اور اس پر عمداً قایئم ہوگیا یہاں تک کہ خواب میں بھی حق کی خودی کا خیال رکھے اس طرح بے حد تکلیف میں' اپنی تعریف سنُتے وقت یا طعنے سنتے وقت

کسی پر بھی غصّہ کر تے وقت اس طرح نماز پڑھتے وقت یا تلاوت قرآن کرتے وقت اور ہر کام پر یہی خیال رہے کہ قرآن پڑھنے والا نماز ادا کرنے والا غصّہ کرنے والا طعنے دینے والا بے حد تکلیف مین رہنے والا اور بے حد خوش رہنے والا . اپنا خیال بھولے سے بھی نہ آئے اور جس چیز پر نظر پڑے اسکو بھی حق جانے تو سمجھنا کہ مشاہدہ شیخ حاصل ہوا. اور یہ دیدار ملکوت کا ہے. اور ملکوت میں بھی سب سے ادنیٰ درجہ رکھتا ہے.

اُمّھات صفات یعنی خداوندی صفات کو نوش کرنا جبروت کا دیدار ہے اور صفات سے بھی گزر کر ذات میں ایسے گم ہو جانا جہاں نہ اپنی خبر نہ خبر کی خبر نہ اپنے فنا ہونے کی خبر رہے محض مقام ہے شعوری اور لا علمی ہو بیہوشی ہو ایک قسمکی تمیز بھی ہو وہ تمیز بے کیف ہو تو اس حالت کا نام لاہوت کا دیدار ہے یعنی بندہ ہی سراپا ذات اِقدس ہے مگر دانستن ایمان گفتن کفر جاننا ایمان ہے اور بولنا کُفر ہے.

اُمّھات صفات:- اللہ تعالیٰ کی سات صفات ہیں. حیات علم اروده قدرت سمع بصر کلام اللہ تعالی نے انسان کو اپنی ان صفات کا کامل مظہر بنایا ہے .حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی نے ادم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے

ہر انسان کا وُجود بیت اللہ ہے.

ہر انسان کا وجود اور جسم خدا کا گھر ہے. کیونکہ خدا نے قُران کے تیسون پارے سورۃ قریش میں فرمایا ہے. فَلْيَعْبُدُ وا رَبَّ هَذٰ الْبَيتِ پس چاہے کہ عبادت کریں اِس گھر کے رب کی. اِس آیت میں ایک لفظ رَبَّ کا ہے اور ایک لفظ هَذٰ کا ہے لفظ رب کا ترجمہ پالن ہار پالنیے والا پرورش کرنے والا مے. اور ربَ کا لفظ خدا کبھی غیر ذی روح کے لیے استعمال نہیں کرتا مگر کعبہَ غیر ذی روح ہے کیونکہ وہ پتھر کا مکان ہے پھر اگر کی یہ آیت کعبہَ کے لیے ہوتی تو خدا غیر ذی روح کعبہَ کے لیے یہ لفظ کیوں استعمال کرتا. پس ظاہر ہوا کہ بیَت سے مرُاد انسانی وجود ہے اس واسطے ربَّ کا لفظ

استعمال کیا گیا اورسورت کے شروع میں جولفظ لِا یلٰفِ قُریش کا ذکر ہے اس سے یہ سمجھنا کہ یہاں قبیلہ قُریش کا ذکر ہے ایک ظاہر داری کی بات ہے.ورنہ قُریش ایک قبیلے کا نام بھی ہے اورایک جماعت یا کہی چیزوں کے مجموں کوبھی قُریش کہتے ہیں. یعنے خدانے یہ فرمایا ہے کہ انسانی وجود اخلاط مختلفہ کے جمع ہونے سے بنا ہے اوراُن کے جمع کرنے سے یہ ہئیت بنایا گیا ہے اس واسطے **رِحْلَتَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ** گرمی سردی کے سفر کا لفظ استعمال ہوا ہے کیونکہ انسانی جسم کے اندر حرارت اور برودت کا سفر جاری رہتا ہے گرمی کے موسم میں جسم کے اندر برودت آ جا تی ہے اور سر دی کے مو سم میں حرا رت آ جا تی ہے. اور ھَذٰا کا لفظ حاضر چیز کا اسم اِشارہ ہے لیکن کروروں مسلمان کعبہَ سے ہزاروں میل دوُر رہتے ہیں اگر شہر مکہّ کا کعبہَ اس بیّت سے مراد ہوتا تو ھَذٰا کا اِشارہ کیونکر دُرست رہ سکتا تھا کیونکہ کعبہَ تو ہر شخص کے سامنے حاضر اور موجود نہیں ہوتا لہذا ثابت ہوا کہ اس بئیت سے مراد وجود انسانی ہے. پس چاہیے کہ عبادت کریں سب لوگ اپنے اس وجود کے پالنے والنے کی جس نے اس وجود کو بھوک میں کھا نا دیا اور خوف میں اَ من دیا.

حضرت علی کرم اللہ وجیہ نے فرمایا ہے

مَنْ عرف نفسہ فقد عرف ربّ ھو (جس نے پہچانا اپنے نفس کو تحیقیق اس نے پہچانا اپنے رب کو) یعنی جو شخص کہ اپنے آپ کو یہ جان لے کہ میں نہیں ہوں حق ہوں جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہوں اس نے حقیقت میں پہچان لیا اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا کہ عَرفْتَ ربّی بِرَبّی (پہچانا میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے) یعنی جب تک کہ میں تھا حق کو نہ پہچانتا تھا جبکہ اپنے آپ کو حق جان لیا اور اپنے آپ سے جان چُکا حق نے حق کو پہچان لیا.

جو شخص اپنی حقیقت کو اِس طرح پہچانے کہ میں ً **میں نہیں ہوں بلکہ حق ہے جو اِس صورت پر ظاہر ہوا ہے** پس ایسا شخص اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے. عَرفتُ رَبی بِربِی اِس سے غرض یہ ہے کہ جب تک میں اپنے آپ کو نہیں جانتا تھا میں نے حق کو نہیں پہچانا تھا اور جب میں نے اپنے آپ کو بعد فنا

حق جانا مین اپنی ہستی سے الگ ہوگیا اِس وقت سے مین نے حق کوحق جانا. اور جب تو خود فانی ہو جاے گا اس وقت خدا کا جلوہ تجھے نظر آ یگا جس سے خود کومیں جانتا تھا وہ میں میں نہیں ہوں وہ حق ہے جواس صورت مین ظاہر ہوا ہے.

معرفت خداوندی۔اول اپنے آپ کو پہچانو خدا کو پہچان لوگے من عرفہ نفسہ فقد عرفہ رب ھو تم کو یہ خیال کرنا چا یئے کہ تم کون ہو کہاں سے آے ہو کہاں جانا ہے اس عالم میں کسی لیے آے تھے اور خداوندے تعالٰی نے تم کو کسی لیے پیدا کیا ہے. اور نیک بختی اور بد بختی کیا ہے اول تم کوان چیزوں سے آ گاہ ہو نا چاہیے اور تماری صفات بعض حیوانی ہیں بعض شیطانی بعض ملکی ہیں.

یادرکھو کھانا۔ پینا۔سونا۔فربہ ہونا۔غصہ کرنا یہ حیوانی صفات ہیں. اور مکر وفریب کرنا فتنہ برپا کرنا یہ شیطانی صفات ہیں.اگران صفات کےتم تابع ہو گےتو حق تعالٰی کی معرفت تم کو حاصل نہیں ہوسکتی ہاں اگر صفات ملکوتی تم حاصل کرلوگے تو کیا عجب کہ معرفت خداوندی سے تمہارا قلب روشن ہو جاے.

عالم انسانی:- وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یعنی پیدا کیا آسمانوں کواور زمین کوساتھ حق کے تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔ اللہ تعالی نے جس چیزکو جیسا پیدا فرما دیا اُس سے زیادہ حسین اُس سے زیادہ مناسب اُس سے بڑھکر اچھی وہ چیز ہو نہیں سکتی.

اللہ تعالی کے بندوں میں کسی کو حقیر نہ سمجھو.جب اللہ تعالی نے اس کو اپنی تخلیق کے وقت حقیر نہیں سمجھا اور اپنی عنایت اور توجہ اس پر مبذول فرمائی اور اس کو عدم سے وجود بخشا تو تم کون ہوتے ہو کہ اس کو حقیر جانو اس کی تحقیر اسکے پیدا کرنے والے کی تحقیر ہے.

کسی کی بدعملی اس کا اپنا فعل ہے اس سے گھلا ملا رہنا تو درست نہیں لیکن اس سے نفرت کرنے یا دشمنی برتنے کا بھی کسی کو حق نہیں

شریعت ہے تم پر طریقت ہے تم میں۔ گویا عقیدہ وعمل دونوں کے بعد ایک تیسری منزل اِن سے بلندتر احسان کی آتی ہے جس کا تعلق صرف جانے اور ماننے اور کرنے اور برتنے سے نہیں بلکہ مشاہدہ و ردیت سے بھی ہے اور وہی منزل سلوک وطریقت کی ہے.

قدرت کا عجب ظہور ہے آنکھوں میں ۔ پتلی ہے کہ برق ظہور ہی آنکھوں میں
آنکھیں اُسے ڈھونڈتی ہیں خود سے باہر ۔ وہ نور ہے اور نور ہے آنکھوں میں
فیض آتا ہے اس ذات سے جو بے چون وبیچگونی ہے بے شُبہ اور بے نمونہ ہے. میرے لطیفہ قلب پر بواسطہ پیر و مُرشد حضرت سلطان چنّور علی شاہ حُسینی قادری سروری.
اے خدا مقصود میرا تو ہے اپنی رضا محبت ومعرفت عطا فرما . ☆☆☆☆☆

محبت کیا ہے:-

محبت ہی ادب و توقیر سکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع واطاعت پر آمادہ کرتی ہے یہی وہ محبت ہے جس کی صفت میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے. تمام اہل تحقیق کے پاس یہ مسلم ہے کہ تمام کاموں میں سب سے بڑا کام اور تمام مقصدوں میں سب سے بڑا مقصد اللہ جل شانہ کی محبت ہے. محبت کے اسلوب کے اسباب وموجبات طرح طرح کے ہوتے ہیں. ایک عقلمند آدمی یہ سوجتا ہے کہ جب ہر شیٔ فنا ہونے والی ہے تو پھر عمر کس کام میں صرف کرنا چاہئے. سب سے بہتر اور عمدہ شئی عبادت الٰہی ہے مگر اس کو بھی فنا ہے آج ایک آدمی نماز پڑھتا ہے بہترین طریقے پر تمام شرائط پوری طرح ادا کر کے پڑھتا ہے' کل قیامت کے روز اسے اس نیکی کا پھل ملے گا' لیکن نماز کہاں ہوگی ؟ جنت انعام واکرام کی جگہ ہے مشقت وتکلیف کی جگہ نہیں' وہاں یہ ریاضتیں کہاں؟ اور اگر کوئی پڑھے گا تو جہاں اور بہت سی لذیز ومرغوب اشیاء وہاں ہونگی لذت لینے کے لئے وہاں ایک یہ شئی بھی ہوگی یعنی لذذات میں اس کا شمار ہوگا' مگر نماز نہ ہوگی .جب اس کا یہ حال ہوگا تو اس جہاں کی اور اشیاء یعنی مال وجاہ قوت وعیش وتمتع کا کیا ذکر' مگر حق تعالیٰ کی محبت کو دوام ہے وہ رہے گی وہ ازلی وابدی ہے. جب محبوب خود ازلی وابدی ہے تو اس کی دوستی بھی ایسی ہی ہوگی.

محبت ثمرہ ہے معرفت کا جب معرفت نہوگی تو محبت نہوگی اور اگر معرفت ضعیف ہوگی تو محبت بھی ضعیف ہوگی اگر قوی ہو تو قوی ہوگی اسواسطے کے جو شخص اپنے رب کو پہنچانیگا وہ اس سے محبت کریگا اور جو شخص

دنیا کو پہنچائیگا اسمیں زہد کریگا.

معرفت کی زیادتی سے محبت زیادہ ہوتی ہے پس اگر تمکو سعادت ملاقات الٰہی سے مشرف ہونے کی طلب ہوتو دنیا کو پس پشت ڈالو اور ذکر دایئم اور فکر لازم میں مستغرق رہو اس سے عجیب نہیں کہ کچھ مل جایئے

محبت تو آدمیٔ کے اندر ہے اِسے کہیں سے لانا نہیں ہے کہ اِسے کہیں ڈھو نڈنے جانا ہے• وہ تو روح کی خشبو ہے ہر کِس کے اَندر مگر چاروں طرف سے رکاوٹ ہے• اور وہ ظاہر نہیں ہو پا تی• محبت کیٔ تلاش اور محبت کے لیے کویٔ ریا ضت نہیں ہے اور نہ جا کہ کہیں محبت سیکھ لیں محبت سیکھنے کے لیے کویٔ اِسکول نہیں ہے• محبت اِنسان کے اَندر چھُپں ہے صرِف عیاَں کرنے یہ بےَ حجِاب کرنے کیٔ ضرورت ہے• اُسے َپیدا کرنے کا سوال نہیں بےَ حجِاب کرنے کی بات ہے• محبت ِمزاج اور فطرِت کیٔ بات ہے تعلق کی بات نہیں محبت رِشتہ ناَطہ نہیں ہے•

محبت ذہنی حالات ہے وہ انسان کی شخصیت کا باطنی عضو ہے• محبت بے سبب ہوتی ہے محبت باَسبب نہیں ہوتی• آدمی جتنا محبت سے ِلبریز ہوتا ہے اتنا ہی نرم دل ہوتا ہے• جن کی زندگی میں جتنی کم محبت ہوگی اِن کی زندگی میں اِتنی ہی زیادہ َنفرت ہوگی اتناہی زیادہ بغض وعناد و َحسد ہوگا اور نفرت اِس کی ساری طاقتیں تناوؑ میں مبتلا ہوجاتی ہے• پرسکوں ہوتے ہیں وہ لوگ جو محبت کا سفرَ کرتے ہیں• جس آدمی کی شخصیت محبت سے پرُ ہوگی وہ صرف آدمیوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ پودوں کے ساتھ۔ جاندارون کے ساتھ خدا کی مخلوق کے ساتھ اِس کا ُسلوک ہمیشہ رحم دلانا ہوگا زندگی اَسے شخص کی پرسکون وُ مصرت سے لبریز ہوگی•

محبت کا کوی مقصد نہیں ۔ محبت خود ہی اپنا مقصد ہے وہ بالکل perposeless ہے•
ماں کہتی ہے میں تیری ماں ہوں تجھے اِتنے دن پالا پوُسا بڑا کیا اِس لیے محبت کرو وہ وجہ بتاری ہے محبت ختم ہوِ گی•

جب محبت بھرا دل بنتا ہے تھبی اِنسانی شخضیت پیدا ہوتی ہے• جو تیری راہ پر مل جائے اِس سے محبت کر جتنی تیری زندگی میں اُورں سے محبت کرنے کا جذبا ہوگا اُتنا زیادہ زندگی ایماندار

احسان مند سکون ومصرؤت سے کامیابی حاصل ہوگی۔

ہم محبت کریں ہم محبت دیں اور ہم محبت میں جیں اور ضروری نہیں کہ ہم محبت انسان کو دیں گے تبھی محبت کی تربیت ہوگی محبت کی تربیت تو مکمل شخضیت کی تربیت ہے۔ وہ تو محبت کرنے والا ہونے کی تربیت ہے

پھول تنہای میں کھلتے ہیں جنگل میں تو وہاں بھی خشبو بکھرتے رہتا ہے خواہ کوئ سونگھنے والا ہویہ نہ ہو راستے سے کوي نکلے یا نہ نکلے پھول خوشبو بکیھرتے رہتا ہے۔ خشبودار ہونا پھول کی فطرت ہے اِسطرح محبت بھی ہماری اِسطرح محبت بھی ہماری شخضیت بن جائے۔ اِس سے کوئ واسطہ نہیں کہ کس کے لیے ہو اور کس سے نہ ہو محبت کا ہونا فطرت ہے جو محبت سے خالی ہو وہ انسان ہی نہیں ہے۔ ہر آدمی یہ چارہا ہے کہ میں محبت پاوں اور محبت کروں محبت کا مطلب کیا ہے ۔محبت کا مطلب ہے کہ میں محبت پاوں اور محبت کرلوں محبت کا مطلب ہے کہ میں ٹوٹ گیا ہوں الگ ہوگیا ہوں میں پھر سے جڑ جاوں زندگی سے محبت ہے یگانیت و وحدت۔
ہم ایک کنواں کھودتے ہیں پانی اندر ہے پانی کہیں سے لانا نہیں ہوتا ہے لیکن بیچ میں مٹی پتھر پڑے ہیں ان کو نکال کے باہر کردیتے ہیں ہم کرتے کیا ہین ہم صرف ایک خلا بناتے ہیں ایک خالی جگہ بناتے ہیں ایکemptyness بناتے ہیں کنواں کھودنے کا مطلب ہے خالی جگہ بنانا تاکہ خالی جگہ میں جو اندر چھپا ہوا پانی ہے وہ ظاہر ہونے کے لیے جگہ پا جائے space پاجائے وہ اندر ہے اِس کو جگہ چاے ظاہر ہونے کو جگہ نہیں مل رہی ہے بھرا ہوا ہے کنواں مٹی پتھر سے۔ ہم پتھر مٹی الگ کردے وہ پانی اُچھل کر آوپر آ گیا۔ آدمی کہ اندر محبت کے لیے جگہ چاہئے جہاں وہ ظاہر ہوجائے اور ہم بھرے ہوے ہیں۔

ایک صنم ساز ایک پتھر کو توڑ رہا تھا کوئ دیکھنے گیا تھا کہ دیکھے کے مورت کیسے بناي جاتی ہے اِس نے دیکھا کہ مورت تو بالکل نہیں بنائ جارہی ہے صرف چھنی اور ہتھوڑے سے پتھر توڑا جارہا ہے۔ اُس شخص نے کہا یہ آپ کیا کررہے ہیں مورت نہیں بنا یہں گے میں تو

مورت بنتا دیکھنے آیا ہوں۔آپ تو صرف پتھر توڑ رہے ہیں۔ اِس صنم ساز نے کہا مورت تو پتھر کے اندر چُھپی ہے اِسے بنانے کی ضرورت نہیں ہے صرف اِس کے باہر جو فضول پتھر جڑا ہے اُسے الگ کردینا ہے کسی طرح اور مورت ظاہر ہوجائیگی مورت بنا ہی نہیں جاتی ہے صرف ایجاد ہوتی ہے discover ہوتی ہے بے حجاب کی جا تی ہے عیاں ہوتی ہے۔ انسان کے اندر محبت چھپی ہے صرف عیاں کرنے کے بات ہے اُسے پیدا کرنے کا سوال نہیں بے حجاب کرنے کے بات ہے۔

انانیت ہمیشہ خود سے تعلق جوڑتی ہے محبت کے لیے کوئ چھوٹا بڑا نہیں محبت ہمیشہ جھکنے کو راضی ہے انا نیت کبھی جھکنے کوراضی نہیں۔ محبت جب بھی کچھ دے پاتی ہے تب خوش ہوجاتی ہے انا نیت جب بھی کچھ لیے پا تی ہے تب خوش ہوتی ہے۔ محبت بے شرط دیتی ہے انا نیت روکتی ہے محبت میں انتظار ہے۔

انا نیت وہی آتی ہے جہاں کچھ پانے کو ملے۔ محبت ہے سخاوت بانٹ دیتی ہے۔ انا نیت لینے کے زبان سمجھتی ہے محبت دینے کے زبان ہے۔

جو شخص من کی دنیا میں رہتا ہے وہ محبت الٰہی میں سرشار ہوتا ہے اِس لیے وہ اللہ کی تمام مخلوق پر مہربان ہوتا ہے اور اپنی زندگی خدمت خلق میں بسر کرتا ہے یعنے دوسروں کے لیے جیتا ہے اور جو شخص تن کے دنیا میں رہتا ہے وہ ہر وقت دولت جمع کرنے کے فکر میں رہتا ہے اور صرف اپنے لیے جیتا ہے اور جو شخص اللہ سے محبت کر تا ہے وہ تمام مخلوق کا خیر خواہ ہو تا ہے۔

مومن محبت جانتا ہے اور زندہ دل ہوتا ہے مگر مسلم محبت نہیں جانتا ہے اس لے مردہ دل ہوتا ہے.

حضور سے محبت کرنے والے مومن ہیں خدا سے محبت کرنے والے دیوانہ ہے

باخدا دیوان باشد با محمد ہوشیار

عشق کیا ہے :-

نظام عالم مین ذرا غور فرمائے تو معلوم ہوگا کہ کارخانہ قدرت کا سارا دارومدار حقیقت میں عشق پر ہی ہے

بلبل کوگل سے لوہا کومقناطس سے چکور کو چاند سے بھونرے کو پھول سے پروانہ کوشمع سے دل کودل سے عورت کومرد سے اور زمانہ حال کی معلومات سے کشیش جسمیں گریتیشن اورگریوٹی کہتے ہیں یعنی زمین سورج چاندستاروں سیاروں وغیرہ کی گردش باہمی کو جسے ہظام شمس کہا جا تا ہے ایک خاص اندازہ اور میعار پر قایم ہے نظر حقیقت سے دیکھوتو یہ اس عشق کا ہی کرشمہ ہے

کائنات کا عدم سے وجود میں آنا اس عشق ہی کی ندولت ہی تھا. اللہ تعالی عالم کو منظور تھا کہ اپنے محبوب حقیقی سرورکونین کو آدم سے مبعوث کر کے اپنا اشتاق پورا کرے اور اس جذبہ عشق کے طفیل حضرت انسان کو خلافت سے پیراستہ کیا

جب تک دل پر درد کی کوئی چوٹ نہ لگے دنیا سے ٹوٹ نہیں جا تا اور یہ چوٹ صرف عشق ہی کے ہاتھوں لگ سکتی ہے. جو کاغذ پہلے جل چکا ہو وہ فورن آگ پکڑ لیتا ہے لیکن نیا کاغذ کو دیر تک آگ دکھانی پڑتی ہے

بغیر معرفت وادراک کے محبت نہیں ہوسکتی اسواسطے کہ انسان اس چیز سے محبت کرتا ہے جس کو پہچنتا ہے

ہر ایک لذیز چیز لذت پانیوالے کے بزدیک محبوب ہوتی ہے اور اسکے محبوب ہونے کے یہ معنی ہیں طبعیت میں اُسکی طرف میل ہوتا ہے طبعیت کا میل اُیسی شئ کی طرف ہو جس سے لذت ملتی ہوا گر یہ میل طبعیت پختہ اور قوی ہوجا تا ہے تو اُسکو عشق کہنے لگتے ہیں.

عشق ایک لطیفہ ہے جو غیب سے دل مین پیدا ہوتا ہے اور معشوق کے سوا کسی چیز سے قرار نہین پکڑتا.

حدیث شریف:- جو شخص دنیامین اپنے نفس سے مشغول ہے وہ آخرت مین بھی اپنے نفس مین مشغول ہے۔ اور جو دنیامین اللہ تعالہ سے مشغول ہے وہ آخرت مین بھی اللہ تعالہ مین مشغول ہے۔

عشق ایک ایسی سخت آگ ہے جو خداندے کریم کے بغیر سب چیزوں کو جلا دیتی ہے.

خداوندے کریم کی محبت کوئی آسان اور سہل بات نہیں ہر ایک کو اسکی چاشنی نصیب نہیں ہوسکتی.

عشق حقیقی کے لئے عشق ظاہری اور عشق مجازی کا ہونا ضروری امور مین سے ہے عشق مجازی سیڑوں کے مانند ہے عشق مازی سے عشق حقیقی کی طرف راغب ہونا بڑا کمال ہے

اُس کا جلوہ ہر شئ میں جھلک رہا ہے سمندر کی لہروں میں شجر میں حجر میں سفر میں حضر میں اُمید میں خطر میں

فانی اُشیاء سے عشق نہ کر معشوق حقیقی سے دل لگا جو ہوشئ سے منزہ ہے

عاشق کبھی کس بات سے نہین ڈرتے ہین اور وہ کس لعنت وملامت کا خوف نہین کرتے عا شقون کی خوراق نور ہے اور ان کا شکم تنور کی اگ کی طرع ہے۔

ذکر کا تعلق شوق سے ہے اور فکر کا فناء نفس سے اور مراقبے کا ملاقات سے اور فناء نفس کا مقام فنا فی اشیخ ہے اور غرق فی التوحید کا مقام فنا فی اللہ ہے۔ مجاہدہ تو مشاہدہ کے لیے ہوتا ہے۔

حدیث شریف؛ جس نے مجھے طلب کیا اس نے مجھے پالیا، جس نے مجھے پالیا۔ اس نے مجھے پہچان لیا اور جس نے مجھے پہچان لیا اس نے مجھ سے محبت کی۔اور جس نے مجھ سے محبت کی میرا عاشق ہو گیا اور جو میرا عاشق اسے مین قتل کیا اور جس کو مین نے قتل کیا اس کا خون بہا میرے ذمے ہے سو اس کا خون بہا مین خود ہوں۔

عشق بے پرواہے اور عقل فاہدے کی طرف دوڑتی ہے عشق اپنی ہر چیز لُٹا دیتا ہے اور ننگ و ناموس کی پروانہیں کرتا

خدا کے راستے میں مرد اور عورت میں کیا فرق ہے.

حدیث:-طالب الدنیا مخنثُ وطالب العقبیٰ مونث وطالب المولیٰ مذکرُ

اس راہ میں مذکر معنی مرد خدا کی ضرورت ہے مخنث و مونث جیسے مردوں کی ضرورت نہیں-اگر فطرتی مونث و مخنث بھی مرد خدا بن سکتا ہے جیسا فاطمۃ الزہرہ رضؓ رابعہ بصریؒ وغیرہ

مرد اور عورت اپنے جسم سے تعلق رکھتے ہیں دل اور روح سے ان کو کوئی تعلق نہیں ہے دل اور روح کے فعل میں مر د اور عورت ایک ہیں یہاں کسی قسم کی تمیز نہیں. حضرت رسول خدا ﷺ فر ماتے ہیں کہ :- طالب دُنیا مخنث یعنی ہجڑے ہیں اور طالب عقبٰی مو نث ہین یعنی جنّت کے لئے عبادت کر نے والے عورت کے ہیں اور طالب مو لا مذکر ہین یعنی خاص خدا کا دیدار چاہنے وا لے مر د ہیں. مر د وہی ہے جو مردانہ کا م کر ئے. نفس کو مارنا

مر دانہ بہادری اور دلیرانہ کا م ہے . اپنی بے جا خواہشوں کو ما رنا مر دانہ کام ہے رات کو جا گنا اور عبادت کر نا مردانہ کام ہے نماز تہجد سے طلوع اَفتاب تک اور عصر سے عشاء تک ذکراللہ میں بیٹھنا مردانہ کام ہے تکلیف را حت خوشی اور غم کو خدا کی طرف سے جس عورت میں یہ صفتیں پا ئی جا ئیے وہ مرد ہے اور جس میں یہ با تیں نہ پا ئی جائے وہ عورت ہے بلکہ مخنث ہے

یہ دو جہاں جو کہتے ہیں- ایک جہاں مردوں کی دوسری عورتوں کی یہ دونوں جہاں میں سرخر رہا تو سب میں سرخرو ہوا .اورظاہری دنیا خدا مردکو کہنا ہےاور بندہ عورت کو کہنا ہے .ظاہری میں دنیامیں خداخداکو کہنا ہے.

نفس

نفس اپنے دعوے میں اپنے آپ کو حق تعالی کا ضدوشریک کہتا ہے کیونکہ اللہ تعالی اپنے بندوں سے اپنی ثنا اور حمد و مدح طلب فر ماتا ہے تو نفس بھی اپنی مدح چاہتا ہے اور حق تعالی فر ماتا ہے میرے اوامر ونواہی کی مخالفت نخ کر واور نفس بھی یہی چاہتا ہے. نفس جو ہے بدی کا بہت ہی زیادہ حکم کر نیوالا ہے

وارد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ تو میرا کب ہوگا، حکم ہوا کہ اسوقت تو اپنے نفس کا نہ ہوگا. موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میرا اپنے لئے نہونا کس مرتبہ میں حاصل ہوگا.حکم ہوا کہ اسوقت جبکہ اپنے آپ کو بالکل نسیت کر دیگا.

جسم انسان میں صداہا عضو ہیں مختلف الافعال واسماء بعض دیکھے جاتے ہین.بعض حس سے معلوم ہوتے ہیں جیسے عقل روح نفس ہر عضو اپنی اپنی خدمت پر معمور ہے نفس ایک خواہش کا نام ہے جومختلف الاحوال عقل وتعلیم بدلتی رہتی ہے.

اگر انسان میں اپنی خواہشوں کی پیروی کر نے کی عادت نہ ہو تی تو وہ اپنی فضیلت عقل کی وجہ سے انسان نہیں بکلہ فر شتہ ہے . اگر اس میں کثافت طبعی نہ ہو تی تو وہ نہایت لطیف ہو تا قرآن مجید میں مختلف مقاموں پر نفس کی تشریح کی گی ہے.

نفس امارہ کا ذکر:- وَ مَا اُبَرِّیُٔ نَفْسِ اِنَ النَّفْسَ ا لْاَ مَّارَۃَ بِالسُّوْءِ

یعنی (زلیخا نے کہا) میں اپنے نفس کی برّیت نہیں کرتی اور اسے گناہ سے بُری نہیں سمجھتی کیوں کہ یہ نفس امارہ ہمیشہ بُرائی کا حکم کر دیتا ہے. جس میں نفس امارہ کا تصرف ہے تو اس میں تکبر کینہ بغض عداوت حسد حرص وہوا وغیرہ ہوں گے.

نفس ملہمہ کا ذکر:- لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃً

یعنی خبر دار قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور نفس لوامہ یعنی گناہ پر ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہو ں نفس لوامہ والے گناہ کر نے کے بعد اُس پر ندامت اور پشیمان ہوتے ہیں. جس میں نفس لوامہ خواص ہوں گے تو اخلاص اخلاق محبت شوق علم حلم تواضع انکساری تعلیم وغیرہ اوصاف کے ساتھ موصوف ہوگا.

نفس ملہمہ کا ذکر:- وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ ذَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا .

یعنی میں قسم کھاتا ہوں نفس ملہمہ یعن ی الہام پانے والئے کی اور اس ذات کی جس نیاس درست کیا اور اس کی اصلاح کر لی پس اس نے الہام کے ذریعہ سے اسے ملہم بنا کر نیکی اور برائی سے آگاہ کیا تحقیق چھٹکارا پا گیا جس نے اس کو پاک کیا اور ہلاک ہوا جس نے آلودہ اور خراب کیا. جس میں نفس ملہمہ کا ظہور ہوگا تو وہ شخص انواع تجلیات و بوارق وشوارق و انوار ذات باری و باہد ہمکلامی بطور الہام و مشاہدہ مکاشفہ منظور ہو گا.

نفس مطمینہ:- یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً، فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ . اے نفس مطمینتہ مائل اور متوجہ ہو جا اپنے رب کی طرف ایسی حالت میں کہ اسے تو راضی اور وہ تجھ سے راضی ہو پس اب تو میرے خاص برگزیدہ بندوں کی

صف میں شامل ہوجااور میری جنت قریب ورضا میں داخل ہوجا. جس میں نفس مطمئنہ کے آثار ہوں گے تو عتاب بے پروائی صبر قرار اطمینان شکر وغیرہ اوصاف حمیدہ سے متصف ہوگا.

نفس ہر ہمیشہ بُرائیوں اور گناہ کی طرف راغب کرتا ہے اس کے اندر کئی خصلتے ہیں غصہ فسق وفجور ظلم و ستم شرک کفر نفاق بداخلاق گمرائی لوٹ مار قتل غارت گری میں مبتلا کرتا ہے.اوراس کے چار لذتیں ہیں

اول:–نفس بڑے ذوق وشوق سے انواع واقسام کی لذیذ غذا کھانا

دوم:–عورت کی مجامعت سے حظ اٹھانا کیونکہ شہوت نفس پر سوار ہوتی ہے.

سوم:–حکومت کی لذت کا حاصل ہونا

چارم:–حلم کے دائمی مطالعہ سے لذت کا حاصل ہونا اور یہ چاروں لذتیں نفس کو جان سے عزیز ہیں دُنیا کی مباح چیزوں سے نفس پرورش پاتا ہے اور دنیا کی خواہش دل میں پیدا ہوتی ہے.نفس سے جنگ کرنے کواسکی مخالفت کرنے کو جنگ اکبر کہا گیا ہے یہاں تک آخر نفس مطع وفرمابردار ہوجائے. اللہ تعالی اپنی رضامندی کو مخالفت نفس میں رکھا ہے . جس چیز سے نفس خوش ہو تا ہے یا پسند کرتا ہے اسکو چھوڑ دے اور جو چیز اس پر غالب ہے اس کے خلاف کرے
جب تک نفس نہیں مرتا دل زندہ نہیں ہوتا.

اورلذتون کی دوسری قسم وہ لذتین ہین جو انسان کی روح اور ضمیر کی گہرِاہیوں سے تعلق رکتی ہین وہ جسم کے کسی خاص حصہ یہ عضو سے متعلق نہین ہین نہ ہی کسی بیرونی مادے سے رابطہ برقرار ہونے کی وجے سے حاصل ہوتی ہے وہ لذت جو انسان کو احسان وخدمت سخاوت احترام اپنی کامیابی پر یا اپنی اور کسی کامیابی سے حاصل ہوتی ہے نہ تو اِس کا کسی خاص عضو سے تعلق ہے اور نہ کسی بیرونی مادی چیز کے براہ راست ماتحت ہین۔روحانی لذتین مادی لذتون سے زیادہ طاقتور بھی ہین اور زیادہ دیرپا بھی حق پرستوں کو خداوند عالم کی عبادت سے اِس قسم کی لذت ملتی ہے عبادت گزار جو حضور قلب خلوص نیت خصوع وخشوع اور استغراق کے عالم مین عبادت کرتے ہین وہ سب سے زیادہ

عبادت سے لطف اندوز ہوتے ہین دین کی زبان مین لذت ایمان یا حلاوت ایمان کے نام سے یادکرتے ہین۔

نفس کے معنی دل-جان-وجود-ہستی-حقیقت اصل شی ء-سانس-دم

اور حقیقت میں رب میں نفس اور نفس میں رب ہے نفس نہیں تو کچھ بھی نہیں.

حکا یت- کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے نفس کا محاسبہ کر رہے تھے اور اس سے کہہ رہے تھے کہ اے نفس تیری عمر ساٹھ برس کی ہوئی اور جب آپ نے تمام دنوں کا حساب کیا اور آپ نے ایک آہ نکالی اور بیہوش ہوگے جب آپ ہوش میں آے تو آپ کے معتقدوں نے پوچھا کہ آپ کسی سبب سے بیہوش ہوے تھے آپ نے فرمایا میں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا تھا کہ میری عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور تجھے بلوغت سے پہلے کی مہلت دی ہے پہر میں نے تمام دنوں کا حساب لگایا اور اس سے پوچھا کہ تو نے ہر روز میں بیس گناہ کئے ہونگے اُس نے کہا نہیں میں نے کہا دس گناہ کئے ہونگے اُس نے کہا ایک گناہ کا اقرار کیا تو میں نے اس سے کہا کہ اے نفس اگر تو ہر گناہ کے بدلے ایک ایک کنکر رکھتا تو پہاڑ ہو جاتا اور ہر گناہ کے بدلے ایک ایک مشت خاک رکھتا تو ایک انبار ہو جا تا.اے نفس تو نے باوجود آخرت کے اتنے گناہ کیوں کئے تیرے باپ حضرت آدم نے ایک گناہ یعنے ایک بار گندم بھولے سے کھا جانے کے سبب سے دنیا کے قید خانے میں بھیجے گئے اور ہم ہر روز اپنی عمر گمراہ میں کتنے بار گندم بھولے سے کھا رہے ہیں اس کا کیا حال اتنے گناہوں سے کس طرح خلاصی پا ئیگا.

پہلے نفس کی اصلاح پھر دوسروں کو نصیحت:-

اول اپنے نفس کو نصیحت کرو اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کرو خاص اپنے نفس کی اصلاح اپنے ذمہ لازل سمجھو اور جب تک اپنے اندر کچھ بھی اصلاح کی ضرورت باقی رہے دوسروں کی طرف مت جھک تجھ پر افسوس ہے کہ خود ڈوب رہاہ ہے پھر دوسرے کو کیونکر بچائیگا تو خود تو اندھا ہے دوسرے کا ہاتھ کس طرح

تھامے گا لوگوں کا ہاتھ وہی پکڑتا ہے جو سوانکھا ہو اور ان کو دریا سے وہی نکال سکتا ہے جو خوب تیرنا جانتا ہے. اللہ تعالی تک لوگوں کو وہی پہنچا سکتا ہے جو اس کی معرفت حاصل کر چکا ہو. جو خود ہی اس سے جاہل ہے وہ کیونکر اس کا راستہ بتا سکتا ہے.

مصیبت پر صبر،نعمت پر شکر:-

اگر تم پر کوئی مصیبت یا بیماری آے تو خیال کرنا کہ معصیت سے پاک کرنے کے لئے ہے اور کسی بہتر غرض کے لئے ہے تو دُعا مانگنا کہ اے پروردگار (اس مصیبت میں تو ہمیں صبر عطا فرما اور اگر کوئی نعمت پہنچے تو اس کا شکر بجالانا اور اس نعمت کی قدر کرنا) نعمت کسی کے حق میں بہتر کسی کے لئے موجب نقصان. مُرید کو چا ئے کہ تمام اُمور میں اپنے شیخ کا واسطہ دے کر دعا کرے اور حق سبحانہٗ تعالےٰ سے دین و دنیا کی خرابی سے نجات کے لئے دعا مانگتا رہے

پردہ داری کرنا:-

طریقت کی اندرونی باتیں ہیں اگر اندر ہیں تو روح اور زندگی ہیں باہر آ گیں تو باعث خسران وخرمان ہیں. اللہ کا رحم ہو تو خود سمجھ میں آ جاتی ہیں (سمجھانے اور بتانے سے سمجھ میں نہیں آتی ہیں) پس طریقت کی جو راز کی باتیں ہیں آنہیں کسی سے بھی ہرگز نہ کہنا چاۓ خواہ وہ پیر بھائی ہو. خواہ کوئی ہو شریعت وطریقت کا پردہ مت چاک کرو شریعت وطریقت میں کوئی ایجاد نہ کرو اور شریعت وطریقت کے خلاف کوئی بات بھی ہرگز نہ کرو بس سلف صالحین کے طریقے پر چلے جاو. اور اہل دل کے سامنے چالا کی مت کرنا. اہل دل کے ساتھ فریب نہ کرنا جو اس راستہ کے آدمی ہیں وہ صرف نام سن کر ہی پہچان لیتے ہیں . کچھ باتیں اگر اللہ کا رحم ہو تو خود سمجھ میں آ جاتی ہیں (سمجھانے اور بتانے سے سمجھ میں نہیں آتی ہین)

اصول اور بنیاد کار تین چیزیں ہیں:-

یہ اُصول مرید کو یا د رکھنا چا ئے کہ راہ سلوک میں کم کھانا ٔ

کم بولنا ، کم سونا ، اور زیادہ مجاہدہ کرنا طریقت کی گاڑی ان پر چلتی ہے. مرید کو چاہئے کہ اپنی حالت کا خود ملاحظہ کرتا رہے، اگر یہ باتین اپنے میں پائے تو سمجھے کہ میری گاڑی طریقت کے راستہ پر ہے . اگر نہ پائے تو سمجھے کہ ابھی اُس نے راستہ نہیں پایا . قلّت طعام سے یہ مطلب ہے کہ اتنا زیادہ کھائے جس سے سستی اور کاہلی پیدا ہو اور نہ اتنا کم کھائے کہ جسم میں ضعف (وناتوانی پیدا ہوجائے) اور مجاہدہ اور ریاضت کثرت کے ساتھ کرے، اور لوگوں سے بس ضروری کلام کرے، لوگوں سے فضول بات چیت کرنے میں وقت کا نہایت نقصان ہوتا ہے. اس لئے کم ملے کم بولے اور کثرت سے ریاضت کرے، اور طرز معاشرت درمیانہ اختیار کرے نہ تو اپنے ہاتھوں کو بالکل گردن میں باندھ لئے نہ بالکل کھول ہی دے ہاتھ کو نہ تو زیادہ تنگ کرے اور نہ حد سے زیادہ فراخ.

ذوق تنہائی:-

مجلس پسندی خراب ہے خود اپنی حالت کو دیکھتے رہنا چاہئے کہ خلوت کا ذوق پیدا ہوا یا نہیں تنہا کھاؤ، تنہا سوو تنہا مرجاو. جلوت (لوگوں سے میل جول) رہے بہ ضرورت جیسے کہ ملازمت یا کسب تجارت و کاروبار کے اوقات ہیں اپنے اپنے پیشے میں رہ کر خدا پرستی کرئے .

تمام جہان کے بزرگوں کا احترام:-

ہمارے سلسلہ کے بزرگ ومشائخ ہوں خواہ غیر کے سلسلہ سے ہوں. تمام جہاں کے بزرگوں کا نہایت ادب واحترام اور ان کی تعظیم تکریم کرنا خواہ کوئی ہو اور کیسا بھی ہو. جن بزرگوں کی جتنی تعظیمات اس کی زندگی میں جائز ہیں اس کے مرنے کے بعد بھی اس طرح جائز رہیں گئے

ذکر

ذکر عربی لفظ ہے لغت میں اس کے معنی ہیں "یاد کرنا" اور صوفیہ اکرام کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں "تمام عالم سے الگ ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا" اور ایک دھیان سے اللہ تعالی کو یاد کرنا. بمصداق آیۃً کریمہ وَاذْكُرِاسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیلًا (سورۃ المزمل) یعنی اپنے

پروردگار کا نام لیتے رہواور سب سے الگ ہوکراسی کے ہور ہو

اللہ تعالی فرماتا ہے یَا آ اَیُّھَا اَلّذِ ینَ اٰمنوُ اذ کرُ اللّٰہ ذِ کرُ اً کثیرَ اً

اے ایمان والواللہ کا ذکر کثیر کرو (اب غور کرو) نماز٬ روزہ اور تمام فرائض کے لئے اللہ جل شانہ نے حدٰ اور وقت کو مقرر فرمایا ہے مگر ذکر کے لئے کسی حد اور وقت کو مقرر نہیں فرمایا. بس ذکر کثیر کا ارشاد ہوا. کثیر کا اطلاق اس وقت ہوگا جب کہ کوئی سانس ذکر اور یادالہی سے خالی نہ جائے . انسان معمولی طور پر ہر گھنٹہ میں ہزار بار سانس لیتا ہے 24 گھنٹے کے سانس 24 ہزار ہوئے٬ پس ذکر کثیر کا مصداق اس وقت صیح ہوگا جب کہ ہر سانس ذکر کے ساتھ جاری ہو (کوئی سانس بھی ذکر سے خالی نہ جائے)

یعنی شب وراز خشکی وتری سفر وحضر٬ غنی وفقر میں بیماری وصحت میں ظاہر یا پوشیدہ حالت میں ذکر کا حکم فرمایا ہے. وَلَذِ کرُ اَللِّٰہ اَ کبَرُ یعنی اللہ کا ذکر ہر شئی سے بڑا ہے

اور فرمایا گیا ہے فَاذْ کُرُ وْنِیّٓ اَذْ کُرُکُمْ یعنی تم میرا ذکر کرو میں تمارا ذکر کرتا ہوں تم مجھے یاد کرو میں تمیں یاد کرتا ہوں

ترمذی نے انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اس کے ہمراہ ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اگر وہ میرا ذکر اپنے جی میں کرتا ہے تو میں بھی اس کو ذکر اپنے جی میں کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجمع میں کرتا ہے تو میں بھی اسکا ذکر مجمع میں کرتا ہوں اور یہ مجمع اس کے مجمع سے بہتر ہوتا ہے .

ایک چیز ایک چیز کو پاک کرتی ہے اور دل کو پاک کرنے والی چیز اللہ کا ذکر ہے. ذکر الٰہی سے دل پاک ہوتا ہے اور جب تک دل پاک نہ ہو کوئی ذکر قرار نہیں پکڑتی.

مراقبہ اور دیگر طریقوں سے جو شغل کیا جاتا ہے یا ذکر کیا جاتا ہے الفاظ میں کچھ نہیں وہ تو روحانی قوت ہے مگر روحانی باتیں الفاظ سے خصوصیت کے ساتھ تعلق ہیں. بعض الفاظ سے روحانی قوتوں کو مدد ملتی ہے اور بہت جلد کامیابی ہوتی ہے. تمام دنیا کے الفاظ میں سب سے زیادہ اثر روحانیت جن الفاظ سے نسبت رکھتا ہے وہ اسم اعظم کے نام سے موسوم ہے اور علاوہ اسکے تمام کلام مجید میں وہ تاثیر ہے جو دیگر الفاظ میں

نہیں البتہ قریب قریب یہی تاثیر درود شریف میں بھی ہے.

ذکر چار اقسام میں منقسم ہے. گھر کے کسی خاص کمرے کو منتخب کر لئے جہاں پر تنہائی ہو اور جگہ پاک وصاف ہو روشنی کم ہو اندھرا ہوتو اچھا ہے تمام اذکار کی بیٹھک نماز کی بیٹھک ہے کہ دونوں گھٹنے زمین پر رکھے ہوں اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنے کو پکڑے رہیں یا چارزانو بیٹھے ذکر کی تعداد کم سے کم پانسو مرتبہ ہے اور زاہد سے زاہد تین ہزار بار جس قدر زاہد کریں اس قدر جلد مقصود تک رسای ہوسکتی ہے اوسط دوجہ ایک ہزار مرتبہ ہے ذکر سے فارغ ہوتو زورزور سے سانس نہ لیا کریں بلکہ سانس کو روک کر تھوڑا تھوڑا چھوڑا کریں تاکہ ذکر کی ساری حرارت یکدم نہ نکل جائے اور جس قدر سانس بھی چھوڑیں تو ناک سے چھوڑے.منہ بالکل نہ کھولیں. وقت فجر کی نماز کے بعد یا عصر کی نماز کے بعد یا عشاء کی نماز کے بعد تہجد کے وقت میں افضل ہے. ذکر کے وقت اپنے پیر کا تصور رکھنا لازم ہے

ذکر زبانی- زبانی ذاکر سیف زُبان ہوتا ہے. زبان کے کیے بہت سے اذکار ہیں لا اِلٰہ اِلاّ اللہِ کو ورد کرے اور ہر سُو مرتبہ کے بعد محمد رسول اللہِ ایک با ضرور کہے کیونکہ لا اِلٰہ اِلاّ اللہ ذکر جلالی ہے اور محمد رسول اللہِ ذکر جمالی ہے وساوس شیطانی اور نفسانی سے قلب کی صفائی کے لئے اس سے بہتر کویی ذکر نہیں. اس کے بعد اِلاّ اللہُ کا ورد کرے اور تصور میں قلب پر ضرب لگائے اس کے بعد اِللہُ کا ورد کرے اور آخر میں حِق ھُو کا ورد کرے. ذکر زبانی کو ذکر جلیؔ ذکر جہری یا لقلقہ بھی کہتے ہیں.

ذکر قلبی- دل میں محبت الٰہی کا ایسا داغ ہو جاتا ہے اور زندگی وموت میں ہرگزنہیں مرتا. پاس انفاس و جبس دم وغیرہ سارے اذکار تصفیہ دل کیلے کیے جاتی ہیں اس کا طریقہ بھی ذکر جہری کی طرح ہے لیکن اس میں زبان تالو سے لگا کر اسے بے حس رکھا جاتا ہے. اللہُ ھو کو مقام قلب سے اوپر کھینچ کر لائیں اور ھوُ کے ساتھ آرام سے چھوڑنا ہوتا ہے یعنی اللہُ کو قلب سے لایں اور اس کو تھوڑا وقف کر کے ھوُ کے ساتھ دیں . بحالت بیدای وخواب بلقصد وبلاقصد وارادہ ذکر میں مشغول رہے تو تصفیہ قلب ہوگا اس ذکر کو وسوسہ بھی کہتے ہیں.

ذکر روحی- ِاللہ کو اوپر کھینچ کر ھوُ کو نیچے عالم میں چھوڑنا ہوتا ہے.

روحی ذاکر ہمیشہ ارواح انبیاءواولیاء کا ہم مجلس رہتا ہے اور اُسے نفسانی مجلس اچھی نہیں لگتی. ہوُ ہوُ یہ ذکر معرفت کہلاتا ہے. جب روح کا یہ ذکر ترقی کرتا ہے اور روح صاف ہوجاتی ہے تو سالک معرفت سے درجہ اسرار میں داخل ہوجاتا ہے. اس ذکر کو مشاہدہ کہتے ہیں.

ذکر سّری- پر ظاہری و باطنی تجلیات کے مشاہدے اس طرح برستے ہین جس طرح باران رحمت کے قطرات برستے ہیں. اور حب یہ چاروں ذکر یکبارگی ہوتے ہیں تو عارف باللہ ہوجاتا ہے. اَنَا ہے ہوُ میں مست رہتا ہے یہی ذکر الاذکار سلطانی کہلاتا ہے.

پاس انفاس:- اسم ذاتی اَللہ کا ورد ہو سانس کے ساتھ اس طرح کیا جائے کہ جب سانس اندر لئے تو اللہ کر تصور ہو اور سانس باہر ہو تو ہُ کا تصور کرئے اور اس کی مشق کرئے تا کہ بلا تکلف کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہوٗ اسے پا انفاس کہتے ہیں اس ذکر سے جسم کا رواں رواں ذکر الٰہی میں مصروف ہوجاتا ہے اور باطن میں اسم ذات کی نورانیت سرایت کرجاتی ہے جس سے قلب منور ہوجاتا ہے. ربااللہ التوفیق.

اسمِ اعظم:- اللہُ اسم اعظم ہے مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے جب کہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ تعالی کے کوئی نہ ہو اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مہم کو اسان کردیتا ہے ہر غم و فکر دور کردیتا ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے اللہ مظہر العجائب ہے.

سروری قادری سلسلہ والوں میں اکثر ھوُ کی ذکر کئی جاتی ہے. سانس لیتے وقت اللہ کو کھنچ کرتا لو میں لئے جاتے ہیں اور پھر اُمالد ماغ میں ھوُ کو ذکر کرتے ہوے آہستہ آہستہ ناک کے ذریعہ چھوڑنا ہے. دونوں آنکھوں کی نظر کو اوپر دونوں اَبرو کے بھیج میں تصور پیر کا خیال کرنا ہے اور چلتے پھرتے یا کوئی کام کرتے وقت بھی ھوُ کی ذکر کا دھیان ہمیشہ رہے. ہر سلسلہ میں ایک الگ ذکر ہوتی ہے اپنے پیر مرشد سے معلوم کرکے ذکر شروع کرسکتے ہیں.

طالب مولٰی کیلیے دس حصول:- رسول اللہ نے فرمایاً ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے معلوم ہونا چاہئے کہ نفس میں رذئل عادتیں ہوتی ہیں ایمان کو کمزور کرنی والی چیزیں ہیں ان کو دل

سے نکا کدینا ایمان کے دشمن کو دور کر دینے کے برابر ہے. ہر ایک ایک کی حقیقت بیان ہے.

توبہ-توکُل-توحید-قناعت-خلوت-صبر- زہد-رضَا-مراقبہ-مشاہدہ

توبہ :- تمام گذرے ہوے گناہوں کو یاد کر کے پشیمان ہو جانا. جمیع نفسانی خواہشات ولذتوں سے باہر ہونا اور جو چیز خدا سے باز رکھے اس سے منہ کو پھیرنا اور آہندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا جس طرح نصوح نے توبہ کیا تھا. ایسی توبہ کہ پھر کبھی گناہ کرنے کا خیال بھی نہ آئے

علاج:-اس کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن و احادیث میں جو سزایں آئی ہیں اُن پر غور کرنا.

توکل:- قولہ تعالی- ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ یعنی جو شخص خدا پر بھروسہ کیا کہ وہ بس ہے تو پس اللہ بس باقی ہوس .اپنے کو عاجز اور بے بس خیال کرے اور خدا کو ہی کارساز سمجھ کر اس پر بھروسہ کرئے

علاج:- توکل اغیار کو چھوڑ کر خدا تعالی سے لو لگانا اور ایک ذات پر بھروسہ کر کے ماسوا اللہ سے بے پرواہ ہو جانا. آدمی سوچھے کہ جب ماں کے پیٹ میں تھا اس وقت صرف خدا کی عنایت اور اس کے فضل شامل حال رہا اور وہ زندہ پیدا ہوا پھر اس کے فضل سے کامیابی حاصل ہوتی رہی آہندہ بھی اسی کے فضل سے سارا کاروبار درست ہوگا. اور منتر اور داغ اور فال پر بھروسہ نہین کرتا. ا

توحید:-اللہ تعالی نے خود بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ الٰھکم الہ' واحد یعنی تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے قل ھو اللہ احد یعنی کہدو کہ اللہ ایک ہے. توحید کا علم تمام علوم میں عظیم تو ہے. توحید کی نو قسمیں ہیں

توحید ذاتی- تمام ذاتوں کو ایک ذات مطلق کا فیض وجود سمجھنا

توحید صفاتی-تمام صفات کو ایک صفت مطلقہ کا پرتو سمجھنا

توحید افعالی- ہر فعل کو ایک فاعل مطلق کا اشارہ سمجھنا

توحید آفاقی- آفاق کو آیات خداوندی سمجھنا

توحید انفسی-نفسوں کو اَمر خداوندی سمجھنا

توحید شہودی- ہر مشہود و منظور کو احاطہ خداوندی میں دیکھنا

توحیدوجودی- ہرموجودکوخدا کے وجودکا فیض سمجھنا

توحیدمحمدی ﷺ -کل عالم کونورمحمدی میں دیکھنااور

توحیدالٰہی- ورائالوراثم ورائالورا کے مرتبہ کوثابت سمجھنا

علاج:- انسان میں وہم ہے یہ وہم بندہ کے لےایک وجوداورخدا کے لئے ایک وجودسمجھتا ہےاور یہ دوئی پیدا کرتا ہے انسان خودکواور کائنات کودیکھتا ہےتوہزروں' لاکھوں اورکروڑوں مخلوقات کوکثرت میں پایا ہے.اس کثرت کومٹانیکے لئے آیا ہےتا کہ توحید کےنورمیں سارا عالم نظرآئے اورخدا کےاحاطہ قدرت میں تمام کودیکھا جائے. توحید کےبغیرتو کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہے.عارف جبتک دودیکھتا ہےتب تک تفرقہ مین پڑارہتا ہے.آدمی ایک کےسوادوسرے کودیکھے ہی نہیں

قناعت:- معنی تھوڑی چیز پرخوش ہونااورخوش رہنا ہے اوراکتفا کرنا اگرچہ کافی نہ ہو

علاج:- توایسی چیز کا طالب کیون ہوجوتیرے لئے مقدرنہیں اورتجھ کوملے گی نہیں روک لے اپنے نفس کواورموجودپرراضی راہ

خلوت:- یعنی تنہائی ہروقت بجزخدا کے دل میں کسی دوسرے کوجگہ نہ ہوگوشہ نشینی بہتر ہےاورلوگوں کےملن وصحبت سےنفرت کرے

علاج:- جب تومخلوق کی طرف ایک قدم چلے گاتوتوحق سے دورہوجاہیگاحق تعالی کودل سے یکتا جانے اوریہ فکرنہ ہوناچاہئے کہ کیا کھائیگا کیاپئے گا کیا پہنے گا کیا جمع کرے گاسب نفس اورطبیعت کافکرچھوڑدے

صبر:- ان اللہ مع الصابرین یعنی اللہ صابروں کےساتھ ہے اللہ تعالی نےقرآن شریف میں ستّر مقامات سےزیادہ صبر کاذکرفرمایا ہے.طبیعت کےخلاف جوامورپیش آتے ہیں اس وقت دل میں ایک بڑی بیقراری پیداہوتی ہے.اس بیقراری کااظہارکبھی روکرآنسووں سےکبھی دوسروں کےپاس بطورشکایت کیاجاتا ہے. ان آنسووں کواورشکایت کرنےکوروک دینااوراُس کوخدا کی طرف سےسمجھ کرخاموش رہناصبرکہاجاتا ہے. صبرکی کئی قسمیں ہیں.

علاج:- قضائےالٰہی پرراضی اورثابت قدم رہے جوکچھ بھی وقوع میں آئے اسے ہمت وجرات کے

ساتھ برداشت کرے اور گبھرا نہ جائے اور خود کو گناہوں سے روک کے رکھنا یہ صبر لللہ ہے

حضور اکرام ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ میں وہ خدا ہوں کہ میرے سوا اور کوئی خدا نہیں. جو کوئی میری بلا پر صبر اور میری نعمت پر شکر نہ کریگا اور میری قضا پر راضی نہ رہے گا اس سے کہد و کہ دوسرا خدا ڈھونڈھ لئے

زہد :- دنیا کی خواہش کو دل سے نکالکر آخرت کی طرف رغبت کرنا زہد ہے

علاج:- دنیا کے فنا ہونے کو آخرت کے منافع اور باقی رہنے کی یاد کرتا رہے

رضا:- رضا کے معنی دوست کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم سمجھنا اور جو کچھ محبوب سے پہنچے اس کو تسلیم کرتا ہے اور اللہ تعالی کے کاموں پر خوش رہے.

علاج:- کبھی بھی خدا کی قضا و قدر پر اعتراض نہ کرے نہ زبان سے نہ دل سے بلکہ اللہ تعالی کے ہر کا کو پسندیدہ نگاہ سے دیکھے. حصرت داود علی السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داود تو اور کچھ چاہتا ہے میں اور کچھ جو میں چاہتا ہوں وہی ہوگا اگر تو میرے ارادے پر راضی رہے گا تو جو تو چاہتا ہے وہ بھی دونگا اور اگر ناراض ہوگا تو تیری خواہش میں تجھے غمگین کرونگا اور پھر وہی ہوگا جو میرا اروداہو

مراقبہ:- عربی لفظ ہے اس کے معنی رقیقب ہونا یعنی توجہ الی اللہ چشم ظاہر و باطن کو بحضور محبوب متوجہ رکھناں. نفس کو ایک لحظہ بھی بغیر نگرانی کے نہیں چھوڑا جا سکتا خطراتی نفسانی شیطانی خیالات پیدا نہ ہو ہر وقت یہ خیال رکھے کہ وہ مجھ سے جدا نہیں ہے اور مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے دیکھتا ہوں اس طرح جب دل متوحہ ہوتا ہے تو تمام اعضاء بھی اس کے طرف متوجہ ہو جاتے ہیں.

اللہ کی ذات. اور اللہ کی ذات کا دیدار اپنے باطن میں مشاہدہ کرنے کے لئے ایک دھیان اور ایک تصور میں دوزانو بیٹھنا مراقبہ کے کہی قسمیں ہیں ہر قسم کا مرقبہ مقام تاریک میں کرے اگر روشن جگہ میں ہو تو چادر میں چھپ کر یا نقاب ڈال کر مراقب ہو آنکھیں بند کر کے چہرہ شیخ کا تصور رہے

علاج:- غیر اللہ کے جتنے خطرات ہیں ان سب کو قلب سے بالکل دور کرنا اس لئے کہ وہ سب فانی ہیں یعنی سب کچھ فنا ہونے الا ہے اور باقی رہے گی اللہ کی ذات.

اذ کارواشغال بہت ہیں تمام شغل کرنے سے کچھ نہیں ہوگا مگراپے پیران طریقت کے فرمان پر عمل کرنا چاہئے ایک ہی ذکروشغل کافی ہے دوایک تو بن پڑتے نہیں ہین بہت سے کرے کے کیا کرین گے پابندی کے ساتھ تھوڑا اساوقت صبح کواور تھوڑا اساوقت شام کو یا سوتے وقت مقرر کرلو اسوقت میں اکیلے بیٹھ کر اوراپنے دل کو جہاں تک ہوسکے خیالوں سے خالی کر کے مراقبہ کرے.

مشاہدہ:-ذات کا مشاہدہ ہونا کہ اس کے سوا کوئی مالک، رازق، معبود، مسبب لاسباب قوت عطا کر نے والانہیں ہے. ہر شئی میں اس کا جلوہ نظر آ نا حق تعالی معرفت مین حاضراور مشاہدہ میں غائب ہے مجاہدہ سے جب نفس مہذب ہوجا تا ہے یومجاہدہ لارُخ مشاہدہ حق کی سمت کام کرنے لگتا ہے. مشاہدہ صوفیا کے پاس س للہ تعالی کودل کی آنکھوں سے دیکھنا ہے مشاہدہ کیا نہیں جاسکتا. مشاہدہ کر یا جا تا ہے. جسکو مشاہدہ حق نصیب ہواس کے لئے سارا عالم حرم نظر آ تا ہے.

علاج:- کبھی وسائل وااسباب پر نظر نہ کرنا. اخلاص کے ساتھ خدا کا فضل مانگتے رہنا کیونکہ مشاہدہ حق مجاہدہ کا اجروثواب نہیں. مجاہدہ میں اعمال بندہ کے ہیں اور مشاہدہ حق عطیہ الٰہی ہے اور عطیۂ الٰہی بندے کے فعل کا مرہون منت نہیں. جو کام اپنے ارادے سے کرتا ہے اولیائ اللہ صوفیا وی کام نسبت الیالحق کت ساتھ حضوری میں تحت الہام کرتے ہیں.

نفس کے دس بداخلاقیاں:-

آئینہ کے مانند دل کو بنانا چاہیں تو دس چیزوں کو سینہ سے دور کیں وہ یہ ہیں ان چیزوں سے آدمی پاک ہوجا نے کی صورت میں اس کی دل میں نجاست کا نام ونشان بھی نہین رہے گا اور قلب سلیم اس کا نام ہے جس کی تعریف قرآن مین آئی ہے

خوف-شکر-حیا-شہوت-حسد -حرص-رجا-تکبر- خودپسندی-ریا

خوف:-اللہ تعالی کے قہروعتاب کو یاد کر کے دل کا دردمند ہوجانا خوف ہے یہ بہترین حالت ہے اس سے انسان گناہوں سے پاک ہوجا تا ہے. عابدین کا خوف عبادت کا ثواب کم ملے یا نہ ملنے کے سبب

سے ہوتا ہے اور عارفین کا خوف عظمت وہیبت الٰہی کے سبب ہوتا ہے یہی اعلے درجہ کا خوف ہے .

علاج: -کسی چیز پر بھروسہ کر کے خدا کے قہر سے بے فکر نہ رہین ہوسکتا ہے کہ ہمارے اُوپر اللہ تعالی غضب میں آ جائے اور ہماری رہی سہی دولت وعزت راحت وسکون ہم سے چھن جائے.

شکر: - شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی وانکساری سے نعمت کا اعتراف کرے

علاج: - ہر نعمت کو اللہ تعالی سے اور حضور ﷺ کے واسطہ سے سمجھنا اس طرح سے ایمان میں تازگی پیدا ہوگی.

حیا: -حیا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے حق میں وہ بات نہ کہے جس کا وہ اہل نہ ہو.اور جانے کہ خدا اس کی ہر بات سے واقف ہے

علاج: - تمام گناہوں کو صرف حیائی کی وجہ سے چھوڑ دے نہ کہ خوف کی وجہ سے اور اس کی عبادت وا اطاعت کرنا اور اسے شرماتا رہے تو حیا پیدا ہوتی ہے

شہوت: - شہوت خواہش کو کہتے ہیں یہاں خواہش سے مراد بُری خواخش ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب ضرورت سے زیادہ کھانے کا ارادہ ہوتا ہے اور بغیر نکاح کے عورت کا خیال ہوتا ہے تو یہ زنا اور بُرے کام کی خواہش ہے اس وقت اس کا نفس نفس امارہ ہو جاتا ہے نفس امارہ انسان کو ہلاک کر دیتا ہے اور اس کے ایمان کو کمزور کر دیتا ہے.

علاج: -جب کبھی بُری خواہش پیدا ہوتی ہے تو خلوت میں بیٹھ کر یہ تصور کرے کہ میری طبیعت میں جو بری خواہش ہے وہ اللہ رسول سے دور کرنے والی ہے. اللہ کا ذکر اور اللہ کی محبت کو دل میں قائم ہونے سے برا خیال اور شہوت کو دور کرنے والی ہے.

حسد: -اس کی حقیقت یہ ہے کہ دوسرے کو نعمت سے سرفراز دیکھ کر اس نعمت کو زائل ہونے کی آرزو اور تمنا دل میں رکھنے دوسروں کی خوشی پر جلنا

علاج: -اللہ تعالی کسی کونعمتوں سے سرفراز کیا ہےتواس پر اعتراض اوراس نعمت کوزائل کرنے کی آرزو کرنا بیکار ہے اس طرح چند دن خیال کرنے سے حسد جاتا رہتا ہے.

حرص: -دل ہمارا مال اور عمر کی زیادتی میں مشغول رہے.

علاج: -اللہ تعالی پر پورا پورا بھروسہ رکھے اور آمدنی سے بڑھ کر خرچ نہ کرئے اور یہ خیال رکھے کہ قسمت میں اللہ نے جولکھ دیا ہے وہ ضرور ملے گا.

رجا: -اس کے معنی ہیں عبادت کرتے ہوئے خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرنے سے دل میں راحت پیدا ہوتی ہے

علاج: -گناہ پر گناہ کرتے ہوئے خدا کی رحمت کا انتظار کرنا ٹھک نہیں اور یہ خدا کی معرفت کی بھی علامت نہیں.

تکبر: - خودکودوسروں سے بڑھ کر سمجھنا. جب انسان اپنے کو بڑا سمجھتا ہےتو دل میں حماقت بھر جاتی ہے. تکبر خدا کے نزدیک مقبول نہیں. شیطان اسی تکبر کی وجہ سے برباد ہوا.

علاج -اپنی ہستی کی نفر کرتا رہے جب اپنی ہستی ہی نہیں تو پھر بڑا بھی نہیں چھوٹا بھی نہیں.

خود پسندی: -اپنے کام پر خوش ہونا اور یہ سمجھنا کہ یہ حالت قائم رہے گی اور کبھی اس پر زوال نہ آئے گا اس طرح کے خیال سے گھمنڈ پیرا ہوگا.

علاج: -ہمیشہ یہ خیال رہے کہ قدرت کا اگر فضل نہ ہوگا تو یہ اچھا کام میرے ہاتھ سے صادر نہ ہوتا اس لئے اس میں میرا کچھ دخل نہیں.

ریا: -اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت اور نیک کام اس لئے کرنا کہ لوگوں کی نظر میں میری قدر ہو جائے لوگ مجھے اچھا سمجھے

علاج: -ہر کام اخلاص کے ساتھ ہو اور یہ خیال رہے کہ خدا تعالی سے اور حضور اکرم ﷺ سے کام ہے لوگوں سے کسی قسم کا کام نہیں اور ہمیشہ ریا کی نفی کرتا رہے.

☆☆☆☆☆☆☆☆

باب سوم

زبور میں لکھا ہے کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے اگر جنت اور دوزخ میں نہ پیدا کرتا تو کیا اطاعت و بندگی کا مستحق نہ تھا

شجرہ شریف قادری سروری

ا ل م ال م

خلیفہ شاہ ثانی

حضرت سلطان چنو علی شاہ حسینی قادری سروری

ال م ال م

اے شجرے قادریا واسطہ رزاقیہ خانوادہ طرطوسیہ گروہ مقیم شاہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ا لٰہی بحرمتِ حضرت تخت ربّ العلمین آپے آپ پروردگار قالوبلیٰ کارازدار

ا لٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سیّد المرسلین رحمتہ العامین شفیع المذنبین امام ابنیاء

ا حمد مجتبےٰ محمد مصطفٰے صلیٰ اللہ علیہ وسلم ال ہاشمی

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سیدنا مولانا حضرت علی ابن ابی طالب ال ہاشمی کرم اللہ وجہہٗ
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت حسنؒ بصری قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت حبیب اعجمی قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت داود طائیؒ قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت خواجہ سرّی سقطی قدس سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت ابابکر شبلی قدس سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت عبدالوحد بن عبدالعزیز تمیمی قدس سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت شاہ ابوالفرح یوسف طرطوسی قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت شاہ ابوالحسن علی القرشی النہکاری قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سُلطان ابوسعید مُبارک المخزومی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت محبوب سُبحانی مَعشوق رحمانی کامل انسانی واجب المکانی مقبول ہردو جہانی شہباز لامکانی میراں محی الدین شیخ سَید عَبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سیدنورالدّین شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سَید تاج الدّین عبدالرزاق قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سیدعلی شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سیدَ باقرشاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سیدَمعصوم شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سیدَنوربھرپورشاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت نورالدّین علی شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سیدَ عبداللہ معافی لعل پلنگ اودی نہانی قادری قدس اللہ سرہٗ العزی

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سید َعلاءالدّین شاہ قادری قدس اللہ سرہ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سیدَ میراں بہاول سرکھلائی خزانہ ننگی شمشیراعلان آوے پیش مارے منافقوں کے گھیر پھیر قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت سیدَنا محمد مقیم محکم الدّین زمانے کے حکیم ترکُ الدُنیا واصلِ دین شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت گگن شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت بھولا شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت عارف شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت واحد شاہ چمڑ پوش قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت زاہد شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت ناد علی شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت اسرار علی شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت اِقرار علی شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت پیر دلقرار علی شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت معصوم سیدَرحیم شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت معصوم من قرار علی شاہ عارف شیر ببر جہاں دیدہ مخزَن معدنِ عرفان ترک الدنیا واصل حق قادری سروری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت پیر گنجِ گوہر علی شاہ عارف جہاں گشت جہاں دیدہ مخزن معدنِ عرفان ترک الدّنیا واصلِ حق قادری سروری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت منوّر علی شاہ رہبر دین ترک الدنیا واصل حق نورًا مِن

نوری قادری سروری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت پیر و مرشد طریقت الخطاب معدنِ عرفان واقف راز پنہاں گلزار علی شاہ گنجِ معرفت اسرار حقیقت شرعِ مُبین چراغِ دین سیدّا لسّا لکین ترک الدّنیا واصلِ حق نورعلیٰ نورحسینیِ قادری سروری قدس للہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ راز ونیاز حضرت پیر و مرشد راز ونیاز تسکین عاشقین تاثیرِ کاملین معدِن عرفان واقف راز پنہاں شیخ المشائخ انوارطریقت طبیب القلب حظرت سلطان چھّورعلی شاہ حسینی قادری سروری قدس اللہ العزیز

خلیفہ شاہ ثانی سلُطان

چھّورعلی شاہ حسینی قادری سروری قدس اللہ سرہٗ العزیز

بروز جمعرات بعد نماز عشاء اسے اجتماعی طور پر پڑھا جاتا ہے لیکن اگر احباب جمع نہ ہوسکیں تو تنہا بھی پڑھ سکتے ہیں. باوضو قبلہ رُخ دوزانو بیٹھیں سامنے شیرینی حلال وطیب کمائی اور صفائی سے تیار کی ہو اور ساتھ میں پانی بھی سامنے رکھیں پہلے درود شریف پڑھے بعد جتیا قرآن شریف کا ایک رکوع جہاں سے یاد ہے پڑھیں پھر چار قُل پڑھے اور اگر وقت ہوتو درود تاج پڑھے بعد میں شجرہ شریف پڑھنے کے بعد فاتحہ اور فاتحہ کے بعد مناجات پڑھے-اس کے بعد دُعا کریں.

شجرہ شریف پڑھنے سے مقصود حضرات پیران کے سلسلہ کے نام پاک کا لینا اور برکت حاصل کرنی ہے شجرہ شریف میں اپنے پیر سے لئے کر حضور اکرام ﷺ تک اپنے سلسلہ کے پیران عظام جو اعلی سے اعلی جلالی اور جمالی بزرگ کے نام اسم گرامی سلسلہ وار درج ہیں.

زیادہ سے زیادہ طور پر جب ہم ان بزرگوں کو ایصال ثواب پہنچا ینگے تو امید ہے ان بزرگوں کی نظر ہم پر ہو اور ہماری دُعایں قبول ہو جائے.

فاتحہ کا درجہ

بروحِ برفتوح مظہر منوّر مقدس صاَحب التاَج وَ المعراج مِنبّر سَاقی ءحوض کوثر شافعِ روز محشر سُلطانِ دین وُدُنیا خُلاصہءموجودات اشرف المخلوخات شہِ انبیاءبُرہانُ الاصفیاء حضرت احمدِ مُجتبیٰ محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم وآلہِ وَاَصحابہِ وَاَزوَاجہِ وَذُرِیّاتہِ وَاہل بَیتہِ رضوانِ اللہ تعالیٰ علیہم اَجمعین.

حضرت امیر المومنین سیدنا ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہٗ وَحضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ وَ حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان جامع القرآان ذی النورالعین رضی اللہ تعالی عنہ وَ حضرت امیر المومنین سیدنا علی اِبن اَبِی طالب رضی اللہ تعالی عنہو کرّم اللہ تعالی وجہٗہ وَ حضرت سیدَ ناسیدّ النّساء فاَطمتہ الزّاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا وَ حضرت خدیجتہُ الکُبریٰ وَحضرت عاَیشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہما وَعلیٰ عَمّیہِ الشّرِ یفیَنِ بیّنَ النّاسِ الحمزۃَ وَالعباسِ رضی اللہ تعالی عنہما وَ حضرت امیر المومین امام حَسن وَحضرت امام حُسین المجتبیٰ وَشہیدانِ دشتِ کربلا دِل دارانِ ہر دو جہان وَ حضرت امام تقی ونقی دشتِ کربلا وَاَرواحِ پنجتن پاک دوزادہ امام چاردہ معصوم چہل تن چمن مین ایک تن ایک من دولہ دل میں جگ میں نمازی چار پیر چودہ خانوادہ والہ ارواحِ پاک خوش نوید تین سو تیرہ مرسل چھ سو سولہ عظیم ارواح مرسلان خوش نوید دادا آدم صفی اللہ ومعبود ارواح پاک خوش نوید ودادی حوّا ارواح پاک خوش نوید قاب قوسین مطلوب ہُو مقصود ہُو موجود ہُو والبراق مرکب ہُو والمعراج سفر ہُو وشجرۃ المنتہیٰ مقام ہُو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گُل ارواح پاک خوش نوید وپیرانِ پیر طریقت قطب ربانی معشوقِ صمدانی کامل رحمانی مقبول ہر دو جہانی حضرت محبوب سُبحانی حضرت پیران پیر دستگیر میراں محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سِرّہٗ اللہ العزیز ارواح پاک خوش نوید !

نیت خیر فاتحہ

خوش نوید(معنی تروتازہ خوشخبری)مُرسل(بھیجنے والا)مُرسلان(بہت سے نبی) سُو(طرف) نقی(پاک)

طریقہ فاتحہ:-

زبان سے ایصال ثواب کرنا کہ خدایا جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں کو پہنچادے بہت بہتر ہے . یا اس طرح اے باری تعالی جو کچھ بھی صیح طور پر قرآن شریف درودوسلام کو تلاوت فرمایا اورجو نعمت ورزق وشیرنی پھل فروٹ حاضر ہے غرضیکہ ائے اللہ جو کلمات طیبات پہلے یا اس محفل میں پڑھے یا سُنے گئے ان میں جو بھول کر یا جان کر غلطیاں' خامیاں پیدا ہوگئی ہوں اُن کو معاف فرما اوراس کی اصلاح کی توفیق عنایت کر اور جو کجھ کھلایا جاتا ہے اسکو تیرے بارگاہ الہی میں نظر کرتا ہوں تو قبول فرما کر ثواب عنایت فرما اور اسکو اپنے فضل وکرام سے ہمارے آقا مولا سرور کائنات سرکاردوجہاں تاجدارمدینہ شفیعالمذنبین رحمۃ اللعالمین حضرت احمد مجتبا محمد مصطفےٰ ﷺ کی مقدس بارگاہ بےکس بے پناہ کے نظر کرتے ہوے اُنکے صدقے طفیل سے روئے زمین کے تمام ابنیاءاکرام کُل صحابہ اکرام تابین وتبہ تابین خلفاءراشیدین کُل ازوجہ اُمھامین مجہتدین وآئمہ کل صُوفیاےعظام کُل اولیاءاللہ مشائیقن و فقرا جمیع ارواح صدّیقین شہداوصالحین اورتمام مسلمین ومسلمات' و مومنین ومومنات کی اروح کو پہنچتے ہوے خصوصن ہمارے والدین کی اروح کو بخشدے (یا اپنے رشتدار یا اپنے دوست یا اپنے پیرومرشد کی اروح) کو بخشدے.جس کو بخشنا مقصود ہو اس کا نام لے کر ان کی خدمت میں ثواب پیش کریں.

فاتحہ کیا چیز ہے:-

یہ فاتحہ اور نیاز بزرگوں اور مشائخ عظام کے افعال واعمال ہیں بزرگان دین کے سامنے کوئی چیز لائی جا تی تو اپنے شیخ اور پیران طریقت یا ولی اللہ کی اَروحِ مقدسہ پر باوضو قرآن پاک کی کوئی آیت یا سورۃ تلاوت یا سورہ اخلاص وغیرہ پڑھنے کے بعد از درودوسلام کے ایصال ثواب اور خیروبرکت کی نیت سے

کرتے ہیں اور پھر وہ چیز خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے اور اس کا کھانا کو بہت اچھا سمجھتے ہیں ہمارے نیک کام کا ثواب اپنے کسی بزرگ یا رشتہ دار یا اپنے والدین یا پیر طریقت کو ثواب پہنچانے کیلئے اللہ تعالی سے دعا کرنیکے طریقہ کو فاتحہ کا درجہ کہتے ہیں جس میں روح اور نور کی تعریف ہے. ہر کوئی مرد ہو یا عورت اپنے اچھے کام جیسے تلاوت قرآن شریف درود وسلام نفل نماز نفل روزہ کھانا کھلانا کپڑا اناج خیرات وصدقات مسافر خانہ تعمیر کرنا باولی کھدونا مسجد تعیر کرنا غریبوں بیواوں اور یتموں کی شادیاں کرانا وغیرہ کاموں کا ثواب پہنچانے سے قبر میں عذاب کم ہوتا ہے انکو راحت ملتی ہے اور درجے بلند ہوتے ہیں اَروح خوش ہوکر ہمارے لئے دُعا کرتے ہین .

تلاوت قرآن بدنی اور کھانا وغیرہ مالی عبادات کا ثواب دوسرے مسلمان کو بخشنا جائز ہے اور پہنچتا ہے.

ثواب ہر عبادت کا ضرور پہنچتا ہے

کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کراکے پھر فقرا کو کھلانا یا اولا کھانا فقرا کو کھلا دینا پھر ایصال ثواب کرنا دونوں جائز ہیں. کھانا کا سامنے ہونا کوئی شرط نہیں ہے

اگر ولی اللہ کی مزار یا آستانہ پر حاضر ہونا ہوتو بہتر ہے جمعرات یا جمعہ کے دن غسل فرما کر پاک زبان سے پھول خوشبو وغیرہ کے ساتھ حاضر ہوں پہلے اہل قبور کو آداب وسلام تعظیم مسنون طریقہ سے کریں (قبور کو سجدہ کرنا جایز نہیں) اور خوشبو پھول وچادر باادب قبر پر چڑھائیں اور درودوسلام سورۃ فاتحہ سورہ اخلاص یا جتنا قرآن یاد ہے پڑھ کر صاحب مزار پر ثواب بخشے اور کھانا یا شیرینی غریب مساکین کو صدقہ خیرات اور نیاز دے کر اس کا ثواب بھی اہل مزار پر بخشد ے. اس سے صاحب مزار کی روح خوش ومسرور ہوتی ہے اور اسکے عوض صاحب مزار زیارت کرنے والے اور ثواب بخشنے والے کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور اپنی وسعت استعداد اور توفیق کے مطابق فاہدہ پہنچانے کی کوشش کرنے ہیں . آپ کے وسیلے سے بار گاہ خداوندی میں اپنی مراد کے لئے دعا کریں.

عام مومینن کی قبروں پر فاتحہ پڑھے تو قبلے کو پُشت اور قبر کی طرف منھ کر کے کھڑا ہونا سنّت ہے

زندہ کو ایصال ثواب:-

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایصال ثواب صرف مردوں کو ہوسکتا ہے جو دنیا سے جا چکے ہیں اور زندہ کو نہیں ہوسکتا. یہ خیال غلط ہے بلکہ ایصال ثواب تو زندہ آدمی کو بھی کیا جا سکتا ہے لہذا عبادت کر کے تلاوت کر کے اس کا ثواب ایسے لوگوں کو پہنچادو جن کو آپ کی ذات سے کبھی کوئی تکلیف پہنچی ہو اس کے نتیجے میں تم نے اس کے ساتھ جو زیادتی کی ہے انشاء اللہ اس کی تلافی ہو جا ئیگی.

مزارات پر پھول ڈالنا:-

ہر مومن کی قبر پر پھول کا ڈالنا جائز ہے خواہ وہ گنہگار ہو چادریں ڈالنا اولیاء علماء صلحاء کی قبر پر جائز ہے اور عوام مسلمین کی قبر پر نا جائز ہے . عام مسلمانوں کی قبر بلاضرورت چراغ کا جلانا نا جائز ہے اور اولیاء اللہ کی قبور پر صاحب مزار کی عظمت شان کے اظہار کے لئے جا ئز ہے.

بعض جہلا کسی درخت یا کسی جگہ کی یہ سمجھ کر زیارت کرتے ہیں اور وہاں چراغاں کرتے ہیں کہ وہاں فلاں بزرگ کا چلّہ ہے یعنی وہاں وہ آیا کر تے ہیں یہ محض با طل ہے .

عُرس اولیاء اللہ:-

عرس کے لغعی معنی ہیں شادی- اس لے دُولھا اور دُولھن کو عروس کہتے ہیں بزرگوں ن دین کی تاریخ وفات کو اس لے عرس کہتے ہیں کہ مشکٰوۃ باب اثبات عذاب القبر میں ہے کہ جب نکیرین مّیت کا امتحان لیتے ہیں اور وہ کامیاب ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں ً تو اُس دولھن کی طرح سو جا جس کو سوائے اس کے پیارے کے کوئی نہیں اُٹھا سکتا تو چونکہ اُس دن بکیرین نے اُن کو عروس کہا اس لئے وہ دن روز عرس کہلایا اس لئے کہ وہ جمال مصطفٰے علیہ السلام کے دیکھنے کا دن ہے کہ نکیرین دکھا کر پوچھتے ہیں کہ تو اُن کو کیا کہتا تھا اور وہ تو خلقت کے دولھا ہیں .

وصال محبوب کا دن عرس کا دن ہے لہذا یہ دن عرس کہلایا عرس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ ہر سال تاریخ وفات پر قبر کی زیارت کر نا اور قرآن خوانی وصدقات کا ثواب پہنچا نا ہے.

عرس زیارت قبور اور صدقات خیرات کا مجموعہ ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے کہ آپ ہر سال شہداء کی قبروں پر تشریف لے جا تے

اور اُن کو سلام فرماتے تھے اور چاروں خلفاء بھی ایسا ہی کر تے تھے. معلوم ہو کہ جس دن جس تاریخ میں کسی اللہ والے پر اللہ کی را حمت آئی ہو وہ دن وہ تا ریخ تا قیامت رحمت کا دن بن جا تا ہے .

عادت اور عبادت میں فرق نیت اخلاص سے ہے یعنی جو کام بھی اخلاص سے کیا جاوے وہ عبادت ہے اور جو کام بغیر اخلاص کے ہو وہ عادت ہے

عظمت وعقیدت :-

کی اہمیت آپ کہیں چلے جائے زیارت کے لئے مسجد میں داخل ہو جائے کسی بزرگکی خدم میں حاضر دے لیجے. لیکن جب تک عقیدت وعظمت نہ ہوگی ہرگز ہرگز کچھ حاصل نہ ہوگا کامیابی کا مدار اخلاقی وسچائی پر ہے بغیر اس کے کہی سالہاسال آئے جائے کچھ نفع نہیں ہوگا. اب ایسا آنا جانا بہت ہے کہ آمدورفت بھی رکھتے ہیں مگر دل میں بداعتقادی چھپائے رکھتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ کوئی تعلق وعقیدت طاہر کرے.

کھاتے وقت کیا خیال کرے :-

اَ نَا مِن نُو رِاللہِ کلِ شَیٍ مِن نور اللہ نور السموا تِ وَالارضِ - میں بھی نور روٹی بھی نور نور کو کھا رہا ہے. ایک نور کھانے والے کی صورت میں ظاہر ہے اور دوسرا نور دال روٹی کی شکل وصور تیمں ہے دونوں طرف حق ہے بلکہ رزاق یعنی رزق دینے والا رزق اور ہر رزق یعنی رزق دیا گیا. یعنی بندہ تینوں حق ہیں. اس تصوّر سے رزق پیٹ میں نور بن جا تا ہے اور خدا کی طلب اور عشق بتھتا ہے اگ بے تصوّر کھایا تو نار بنکر نفس بُرے کام کروا تا ہے.

قرآن مجید کیسا پڑھے :-

قاری پڑھتے وقت یہ یقین رکھنے کہ حق ہوں یہ کلام حق کا ہے اور میں اپنے کو آپ خطاب کرر ہا ہوں. کہیں پیغمبروں کی شان میں آ کر. کہیں شیطان کی شان میں کہیں مومنوں کی شان میں. کہیں کافروں کی شان میں آ کر اپنا مقصد آپ آپ ہی بیان کرر اہوں. اپنے کو آپ نصیحت کرر ہا ہوں دوزق کے عذاب سے آپنے کو ڈراتا ہوں اور جنت کی بشارت سے اپنے آپ کو خوش کرتا ہوں اللہ کی شان میں سنا تا ہوں

اور بندے کی شان میں سنتا ہوں عینیت ہے ایک ذات وحدہ لا شریک ل ۂ ہے.

تعلیم:-

دماغی قوتوں کو اُجا گر کرنے کا نام تعلیم ہے تعلیم سے آدمی کے ذہن کو پو ری پوری پرورش ہوتی ہے. اگرکوئی شخص دوسروں کی مذہبی زندگی کا حال عمر بھر پڑھتا رہایا سنتا رہے تو کچھ فایدہ نہ ہوگا جب تک کہ اس کے ذہن میں اس تذکرے سے مذہب کی سچی کیفیت بیدار نہ ہوغرض ذہن کی بیداری کو تعلیم سے تعبیر کرتے ہیں. شمع خود جلتی ہے لیکن دوسروں کو روشنی بخشتی ہے.درخت لکڑ ہار کو بھی اپنے سائے سے محروم نہیں رکھتا .وکاندار دوکانداری اپنے نفع کے لیے کرتا ہے لیکن اُس کی وجہ سے لوگوں کی ضرورت پوری ہوتی ہیں• ہر اِنسان اپنی غرض کے لیے کام کرتا ہے پھر بھی اُس سے نظام عالم قایم ہے لیکن انسان ایسا نہیں کرتا بلکہ ایک انسان دوسرے انسان کا شکاری بن جا تا ہے. یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدا کا -کہ مخلوق ساری ہے کمبہ خدا کا - یہی ہے عبادت یہی دین وایمان -کہ کام آے دنیا میں انسان کے انسان.

اَنخضور ﷺ نے اِس لیے فرمایا ہے کہ دو لالچی ایسے ہیں کہ کبھی اُن کا پیٹ نہیں بھرتا ہے ایک علم کا طالب اور دوسرا دُنیا کا طالب. علم سے مُراد دین اورآخرت کا علم ہے وہ علم دُنیا میں مُصرف نہ ہونے دیگا اورآخرت کا رہبر ہوگا•

افلاتون کا کہنا ہے کہ تعلیم وہ روشنی ہے جس سے انسانوں کے دل و دماغ منور ہو جاتے ہین صرف روشنی کی موجودگی علم ہے مگر جب تک دل و دماغ کی تاریکی دور نہیں ہوتی.انسان تعلیم یافتہ نہیں کہلا جا سکتا تعلیم مقصد حیات ہے تعلیم وتربیت کا اصل مقصد اخلاقی شخصیت کی تعمیر ہے سیرت کی تعمیر کے لئے ارادے کی قوت چاپئے.

آدمی کے دل میں ایک قوت پیدا کی ہے جس کا نام عقل ونور ہے دل کو علم معرفت میں راحت اور خوشی ہے علم حق تعالی ک صفت ہے. حق تعالی نے آدمی میں بہت سی قوتیں پیدا کی ہیں اور ہر قوت کو ایک ایک کام کے واسطے بنایا ہے

واسطی رحمت اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ معرفت اسکا نام ہے کہ اپنے حس سے مشاہدہ ہو جاے اور علم

اُسکا نام ہے کہ خبر سے حاصل ہو مشائخ ءاکرام نے فرمایا ہے کہ جس کو معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوی اسکو واجب ہے کہ چُپ رہے ااور حس کو معررفت حاصل ہوگی اِسپر خود بخود سکوت لازم آجاتا ہے. جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اُسکی زبان گنگ ہوگی. معرفت کا مقصود کیا ہے تو مشائخ ءاکرام نے فرمایا کہ خداتعالہ کیساتھ ہونا.

کتابوں سے ظن حاصل ہوتا ہے علم یقین حاصل نہیں ہوتا یقین رحمت حق اور صحبت پیر کامل کے بغیر ہر گز حاصل نہیں ہوسکتا.

جس نے معرفت کیطرف توجہ نہ کی گویا اُسنے مشیت خدا سے اعراف کیا اور جو خدا کا منشا تھا اُسے ردگرانی کی خدا نے اُسکو اپنی معرفت ہی کیلیے پیدا کیا معرفت بِلا عبادت کے حاصل نہیں ہوسکتی.

اولیاءاللہ کو مرُدہ مت کہو:-

اللہ کے نیک بندے اوراس کے محبوب یعنی اولیاءاللہ کی روحیں مرنے کے بعد فنا نہیں ہوتی بلکہ ان کے افعال اورادراک جیسے دیکھنا بولنا' سننا' آنا' جانا' چلنا پھرنا سب مرنے کے بعد بھی بدستور رہتے ہین اوران کی قوتین بعدازمرگ اورزیادہ متحرک ہوجاتی ہین اوران کی تصرفات مین بھی اضافہ ہوجاتا ہے. کیونکہ ان کی روحین جسم کی قید سے نجات حاصل کرکے آزاد ہوجاتی ہین. زندگی مین جو کام اپنے اعضاء منھ' ناک' ہاتھ پاوں زبان سے لیتے تھے دوسرے عالم میں ان ماورائی کان' آنکھ' وغیرہ سے کام کرتے ہین اس کے ثبوت مین ہزاہا احادیث واثار ہین جن مین بتایا گیا ہے مرنے کے بعد عقل وہوش بدستور قائم رہتا ہے مثلاً روح کا بعدازمرگ آسمانوں پر جانا اپنے رب کے حضور سجدے کرنا فرشتون کو دیکھنا. ان کی باتین سننا ملائکہ کا ان کے پاس تحالف لانا. ان کی مزاج پرسی کرنا. ان کے صدقات کا منتظر رہنا. قبر کا ان سے بزبان فصیح باتین کرنا ان کے کے منتہائے نظر تک وسیع ہونا. زندوں کے اعمال انہیں سنائے جانا نیکیوں پر خوش ہونا اور برائیوں پرغم کرنا پسماندگان کے لئے دُعا کرنا اوران سے ملنے کا مشتاق رہنا. روحوں کا بائم ملنا جلنا. ہرگونہ کلا مکے دفتر کھلنا منزلوں کی فضل سے آپس میں ملاقات کو جانا. مرنے والئے عزیز وقرباء کے استقبال کے لئے آنا. اوران مرنے والوں کا اپنے گزرے ہوے قریبوں کو دیکھ کر پہچاننا اوران سے مل کر خوش ہونا. ان سے عزیزوں اوردوستوں کے حال پوچھنا. آپس مین کفن کی خوبی سے فخر کرنا. اپنے

نیک اعمال کودیکھناان کی صحبت سے انس وفرحت یامعاذ اللہ خوف وحشت محسوس کرنا.نیک بندوں کا خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم' عباداللہ-صالحین مین حاضر ہونا. اپنی قبور مین نمازیں ادا کرنا' حج کرنا' لبیک کہنا' تلاوت قرآ مجید مین مشغول رہنا.ملائکہ کا انہیں تمام وکمال قران عظیم حفظ کرانا. مسلمانوں کا سبز یا سفید پرندوں کے روپ میں جہاں چائیں اُڑتے پھرنا.جنت کے پھل کھاناان کےعلاوہ احادیث میں بہت سے اُمور وارد ہوئے ہیں.

قبر مین جسم کومٹی حائل وحجاب کی وجہ سے سنناوسمع وغیرہ کی طاقت نہیں رہتی اصل مین روح بعدموت اپنی صفات وافعال پر باقی رہتی ہے اور بعدفراق بدن ان کاعلم اورادراک وسمع وبصراور بڑھ جاتا ہے. جب روح بدن سے جداہوتی ہےسمع وبصرعلم وخبر کے اُوصاف میں اس کے جداہوتے ہیں تقریباً ساٹھ ہزار گنا تیزی آ جاتی ہےاورروحین جہاں چاہیں پرواز کرتی ہیں. روح جہاں پران کی جسم کودفن کئے ہیں وہاں سےایک خاص تعلق اورکشش واسطہ رکھتی ہے جہاں پراکثر آیا اور جایا کرتی ہے.

سرکا دوعالم ﷺ فرماتے ہیں کہ قبر میں مردے کا جی خوش ہونے کا وقت وہ ہے جب اس کا کوئی پیارا زیارت کوآ تا ہے. اورایک موقع پرارشادفرماتے ہیں جوشخص اپنےمسلمان بھائی کی زیارت قبرکوجاتا ہے اوروہاں بیٹھتا ہےمیت کادل اس سے بہلتا ہےاور جب تک وہاں سےاُٹھےمردہ اس کا جواب دیتا ہے.

صیح حدیثوں میں مردے کا کلام کرناوارد ہےصدہابندگان خدانے مرنے والوں کا کلام سنا ہے.

جولوگ زیارت اولیاءاللہ کوآئے اوران پرسلام کہے گا یہ جواب دین گئے

اولیاءاللہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا:-

اللہ تعالی جل شانہ ہرجگہ ہےاُس کی رحمت ہرجگہ ہے دینے والا رب ہے. تو پھرکس چیزکوڈھونڈنے یا پانے کے لے اُولیاءاللہ کےمزاروں پرسفرکرکے کیوں جایئے..

اُولیاءاللہ رحمت رب کےدروازے ہیں.رحمت دروازے سے ہی ملتی ہے ریل گاڑی اپنی پوری لاین سےگزرتی ہےمگراسکوحاصل کرنے کے لئے اِسٹیشن پرجانا ہوتا ہے.اگراورجگہ لاین پرکھڑے ہوگےتوریل گزرے گی مگرہم کونہ ملیے گی. آج دنیائی مقاصد یعنی نوکری-تجارت-شادی وغیرہ کے لےسفرکیوں کرتے ہو خدارازق ہے وہ ہرجگہ دے گا طبیب کے پاس بیمارسفرکرکے کیوں آتے ہیں

خدا شافی الامرض ہے اوروہ تو ہرجگہ ہے. آب وہوابد لنے کے لے کیوں پہاڑاور دوسری جگہوں پر جاتے ہیں آب وہوا تو تندرستی کومفید ہےلیکن اولیاءاللہ کےمقامات کی آب وہواایمان کومفید نہ ہو. رب نے موسیٰ علیہ اسلام کوحضرت خضرعلیہ السلام کے پاس کیوں بھیجاوہ سب کچھ انکو یہاں ہی دے سکتا تھا. قرآن کریم میں ہے ھُنَاَ لِکَ دُعَاذَ کَرِیَارَبَّہٗ معلوم ہوا کہ ذکریہ علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس کھڑے ہوکر بچے کے لئے دُعا کی یعنی نبی نے وَلیہ کے پاس دعا کرنا باعث قبول جانا.معلوم ہوا کہ قبوراولیاء کے پاس دعازیادہ قبول ہوتی ہے.جب خداہرجگہ ہےتو کعبہ کوجانے کی کیاضرورت ہےاور پھرمعراج میں حضورعلیہ السلام کےعرش پرجانے کا کیافاہدہ تھا.

امام شافعیؒ فرماتے ہیں اگرکوئی حاجت درپیش ہوتی تومیں امام ابوحنیفہؒ کی قبرپرآتاہوں اوردو رکعتیں نماز پڑھتاہون اورقبرکے پاس جاکراللہ سے دعاکرتاہوں تو جلدی حاجت پوری ہوتی ہے.
زیارت قبور کے لےامام شافعیؒ سفرکرکے اپنےوطن فلسطین سے بغدادآتے تھے

استمداد اولیاءاللہ:-

بزرگان دین کودیکھا گیاہے کہ بڑھاپے میں چل پھرنہیں سکتے بیماری آجاتی ہےاور بعدوفات بالکل بے دست ہوتے ہیں.پھرایسے کمزروں سے مدد لینابتوں سے مدد لینے کی طرح ہے اللہ تعالی فرماتاہےاِنْ یَسْلُبْھُمُ الذَّبَاُبُ شَیئاً لَایَسْتَنْقِذُوْہُ یعنی یہ اُولیاء اپنی قبروں سےمکھی بھی دفع نہیں کرسکتے توہماری کیا مدد کریں گے. یہ تمام کمزوریاں اس جسم خاکی پراس لےطاری ہوتی ہیں کہ اس کاتعلق روح سے کمزورہوگیا.روح میں کوئی کمزوری نہیں.بلکہ بعدموت اورزیادہ قوی ہوجاتی ہے کہ قبرکےاندرسے باہر والوں کودیکھتی اورقدموں کی آوازسنتی ہے. خصوصاًاَروح اَنبیاء.رب تعالی فرماتاہے وَلْاٰ اٰخِرِہٗ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَلاُولیٰ ہرپچھلی گھڑی سےآپ کے لےبہتر ہے.اوراستمداد وَلی کی روح سے ہے نہ کہ جسم عنصری سے کفارجن سے مدد مانگتے ہیں وہ روحانی طاقت سے خالی ہیں پھروہ پتھروں کواپنامددگارجانتے ہیں جن میں یہ روح بالکل نہیں.

ایک بت پرست پتھرکی طرف سجدہ کرتاہے مشرک ہےاس کافعل اپنی ایجادسے ہےاورمسلمان کعبہ کی طرف سجدہ کرتاہےوہاں بھی پتھرہی کی عمارت ہے.مگرمشرک نہیں کیونکہ اس کاسجدہ حقیقت میں خداکوہے

نہ کہ کعبہ کواور حکم الٰہی سے ہے. مشرک کا سجدہ خلاف حکم الٰہی پتھر کو ہے بتوں میں خدائی اثر مان کر مدد مانگتے ہیں الوہیت کا حصہ دار مانتے ہیں.. اولیاء کو قبر کی مکھی تو کیا عالم کو پلٹ دینے کی طاقت ہے مگر اس جانب توجہ نہیں. خانہ کعبہ میں تین سو برس بت رکھے تھے رب نے دور نہ کیے تو کیا خدا کمزور ہے. اپنے گھر سے نجات دور نہ کر سکا. جسم پر عمر کے ساتھ بڑھاپہ آ جاتا ہے جسم فانی ہےاور روح باقی رہتی ہے. مگر وہ اجسام جو نورانی ہین اور روحانی بھی ہیں بلکہ تمام تر روح ہی روح ہیں ان کو فنا سے کوئی تعلق نہیں اصل میں وہ اپنی ذات سے مل کر قائم ہیں.

قبر میں شجرہ رکھنا:- بزرگان دین کا معمول ہے کہ مردے کے سینہ پر کفن کے اوپر یا نیچے شجرہ یا عہد نامہ رکھیں یا شجرہ کو مردے کے سر کی طرف طاقچہ بنا کر شجرہ رکھیں. صالحین کے لباس اور ان کے تبرکات سے بعد موت قبر میں بر کت لینا مستحب ہے

شفا اللہ دیتا ہے:-

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ بیماری کس سبب سے ہےاور شفا کسکے سبب سے ہے. ارشاد ہو کہ دونوں میرے حکم سے ہیں عرض کیا کہ طبیب کس کام آ تا ہے ارشاد ہوا کہ طبیب اسواسطے ہے کہ علاج کے ذریعہ سے روزی کھائیں اور میرے بندون کو خوشدل رکھیں

آدمی دوا پیدا کرنے والے پر بھروسہ رکھے دوا پرنہیں کیونکہ بہت سوں نے دوا کھائی اور مر گئے.

خلیفہ کس کو کہتے ہیں:-

آدم علیہ السلام پہلے خلیفہ ہیں اور خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو اصل کی غیر موجودگی میں اس کی جگہ کام کرے

صوفی کسے کہتے ہین:-

علم تصوّف اور عمل تصوف دو الگ دھارے ہیں حب علم اور عمل دونوں کا اجتماع ہوتا ہے تب صوفی کامل ہوتا ہے علم کے بغیر عمل زندقہ وگمراہی ہےاور عمل کے بغیر علم صرف خالی مٹکے کے مشابہ جس مین کچھ بھی نہیں ایسے لوگون کو صوفی نہیں بلکہ متصوف کہا جاتا ہے.

لفظ صوفی کا معنی ہیں پاکی یعنی اللہ کا پاک کیا ہوا

موجود حقیقی ایک اللہ تعالی جل شانہ سے زیادہ نہیں ہے اور اس کے علاوہ جو عالم ہے معدم ہے موجود نما یعنی موجود ہیں نیند میں. ہم اس کو بیدار سمجھتے ہیں

الہ کہتے ہین معبود کو اور معبود کہتے ہین اس کو جس کی کوئی عبادت کرے اور عبادت کہتے ہین تابعداری کرنے کو اس واسطے جو کوئی کسی کا تابع دار ہوتا ہے تو اس کو اس کا عبد اور بندہ کہتے ہین

اور یاد رکھ جب تک تو اپنے اسباب پر نگراں ہے تو خود پرست ہے اللہ حیّ قیّوم بے بیمثل اور بے مثال ہے اور وہ خیالی صورتیں جو اسباب کی تیری نظر میں آ رہی ہیں اور تیرے لئے اپنی حقیقی معبود محبوب میں حجاب ہو کر تیرا معبود بن کر تیری کمی معرفت کا باعث ہو رہی ہیں وہ غیر خدا ہیں. کیونکہ خداوند کریم غیر مخلوق ہے اور خالق اسباب ہے

عبادت اپنی شناخت کا آلہ ہے کیونکہ جب تک آہینہ دل کو معقلہ عبادت سے صاف نکرو گے معرفت نفس محال ہے اور نفس کی شناخت خدا کی شناخت ہے جس طرح آہینہ صیقل کرنے سے ہر ایک چیز اُسکے اندر نظر آتی ہے اور اسطرح عبادت ومجاہدہ سے انسان کو اپنے اوصاف وکمالات ظاہر ہو جاتے ہیں•

مخلوق کی آرزو میں عبادت کرنا:-

زبور میں لکھا ہے کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے اگر جنت اور دوزخ میں نہ پیدا کرتا تو کیا اطاعت و بندگی کا مستحق نہ تھا

دیدار کسے کہتے ہیں:-

دیدار کو دیدار اسواسطے کہتے ہیں کہ وہ کمال خیال کے سبب سے ہوتا ہے اس سبب سے نہیں کہتے کہ وہ آنکھ میں ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر حق تعالی دیدار کو ماتھے مین پیدا فرماتا تو بھی دیدار ہوتا. ظاہری دیدار آنکھ سے ہوتا ہے کہ دیدار آخرت مین آنکھ کو دخل نہیں.

مَن کَانَ فِیۡ ھٰذِہٖ اَلۡاَعۡمٰی فَھُوَ فِی آخِرَۃِ اَلۡاَعۡمٰی- جو یہاں کلا اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے یعنی آنکھ رکھ کر بھی یہاں نہ خدا کو دیکھا پھر وہاں کیا دیکھے گا. اللہ جل شانہ کو یہاں دیکھنا ضروری ہے.

مرید ہو کر طریقت مین آنے کا مقصد اور نیت یہ ہونی چائے کہ خدا کو یہیں پر ہی دیکھے.

اللہ تعالیٰ کی کوئی صورت جب نہیں تو اُس کو کس طرح دیکھنا. حضور ﷺ نے فرمایا مین نے میرے رب کو رب سے دیکھا اور جس شخص نے مجھے دیکھا بیشک اُس نے خدا کو دیکھا. پس معلوم ہوا دیکھنے والے کو دیکھنا گوایا خدا کو دیکھنا ہوا.

ہماری صورت اگر دیکھنا چاہے تو آہینہ کی ضرورت پڑھتی ہے بغیر آہینہ کے اپنی صورت ہم دیکھ نہیں سکتے لیکن ہمارے سامنے ہمارا پیر یا راہبر ہی جو خدا کا دیدار کیے ہوے ہیں پس ان کو دیکھنا گوایا خدا کو دیکھنا ہے ہر ایک شئے میں اس کی صورت ہے اس کی شان میں دلیل یہ ہے اِنَّ اللّٰہ تعالیٰ خلق الاٰ دمَ علی صورتی اللہ تعالیٰ- آدم کی صورت سے حدیث نبویؐ اَل اِنسان ِ سرو، انا سرِو، . صورت انسان میں مین ہوں اور میرے میں انسان ہے• صورت انسانکی بنیاد رب ہے قوَالہٗ تعالےوَ ھوُ اِنما اَنا بشرٌ مِثلکُم . خدا کہا ہے تو میرے میں ہے اور میں تیرے میں ہوں •

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو کہا کہ میں شہءرگ کےقریب ہوں وہ شہء رگ کونسی ہے• دلیل نحن اِقرب اِاللہ من حبل الورید . یعنے خدا کہا میں تمارے شہءرگ سے قریب ہوں وہ شہء رگ کونسی ہے• نِگہ کو بولتے ہیں جو کاٹے تو کٹتی نہیں پکڑے تو ٹہرتی نہیں•

عید کا دن :-

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے کچھ لوگوں کو آراستہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے اور لوگوں نے کہا کہ آج ان کی عید کا دن ہے فرمایا کہ جسدن ہم گناہ نہ کرین وہی ہماری عید کا دن ہے

آسمانوں اور زمیں کی پیدایش :-

آسمان کو زمین سے پہلے کیوں بنایا گیا پانی کی سطح پر پہلے زمین کو مختصر سا وجود دیا پھر آسمان کو پھر ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا گیا پھر آسمان کو بڑھایا پھر زمین کو پھیلایا. کہا گیا ہے کہ آسمان کو زمین سے پہلے اس لئے بنایا تا کہ معلوم ہو کہ اس کا کام مخلوق کے کام کے الٹ ہے کیونکہ اس نے پہلے چھت آسمان بنائی پھر زمین اور اسمان کا بغیر ستون کے اٹھانا اس کے کمال قدرت پر دلالت کرتا ہے

کعبہ کا سیاہ غلاف کیوں ہے ؟

کہا گیا ہے کہ اس کی زبان حال یہ کہہ رہی ہے کہ حضرات انبیاء اکرام میرے اردگرد طواف کیا کرتے تھے اب وہ مجھے نظر نہیں آتے میں نے ان کے غم میں سیاہ کپرا پہن رکھا ہے .ایک طویل عرصہ تک کعبہ کو سفید غلاف میں ملبوس کیا جاتا تھا بعد میں چونکہ زائرین کی کثرت بڑھ گئی تھی اور لوگوں کے چھونے سے سفید کپڑا جلدی میل پکڑ لیتا تھا اس لئے سیاہ غلاف چڑھا دیا گیا تا کہ زائرین اور طالفین کو میل کچیل نظر نہ آئے اور بیت اللہ شریف کی عظمت قائم رہے اور ہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کعبہ کا باہر والا غلاف کا حصہ سیاہ ہے اور اندر کا حصہ سفید ہے اور دونوں رنگوں کا اپنا ہی حسن ہے (واللہ اعلم)

نبی کریم کی تعظیم :-

اللہ تعالی فرماتا ہے وَتُعَزِرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ اے مسلمانوں ہمارے نبی کی مدد کرو اور ان کی تعظیم کرو تعظیم مین کوئی پابندی نہیں بلکہ جس زمانہ میں جس ملک وجگہ میں جو طریقہ بھی تعظیم کا ہو اس طرح کرنا وہ جایز ہے بشرطیکہ شریعت نے اس کو حرام نہ کیا ہو اور جذبہ دل جس طرف راہبری کرے وہ عبادت ہے جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے مسلمان جس کام کو مستحب جانیں وہ شریعت میں مستحب ہے

انسنان کی عقل :-

دُنیا میں کوئی ایسا ہے جو اپنی عقل کو سب سے بڑھ کر نہیں سمجھتا اور اِس لیے وہ بحث مُباحثہ میں وقت خراب کر دیتا ہے عقل اور دانائی سے خُدا کو نہیں سمجھ سکتے صرف کہہ دیتا کہ خُدا ہے کُچھ معنے نہین رکھتا وہ لوگ اپنی کرتوتوں سے یہ ثابت کونا چاہتے ہیں• انسان اپنی طرف سے عقل سے سب کام بڑھے صیح طریقہ سیکرتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ میں ٹھیک کر رہا ہوں پھر بھی سو میں سے چالیس ٹھیک باقی غلط• من ہر وقت (خیال) پاگالوں کی طرح بھٹکتا رہتا ہے انسان کو یہ معلوم نہیں کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے کونسا کام کونے کے لیے آیا ہے اپنے سامنے موت دیکھتا ہے لوگوں کو مرتے ہوے دیکھتا ہے لیکن پھر بھی

اپنی موت کو بھوُ لے بیٹھا ہے۔ اب اگر کوئی پوُ چھے کہ من اور مایا عذاب اور ثواب اچھا اور برُا کیوں بنائے ہیں تو اُس سے پوُ چھو جس نے اپنی قدرت سے بنایا ہے۔ جب تک مدُ عا علیہ سامنے نہین دعوے کس پر کر سکتے ہیں جب وہ سامنے آیے گا اُس سے سوال کر لینا.....

اللہ تعالہ کے بعض بندے ایسے بھی ہین جن کے وجود دُنیا مین ایسے مینہ بارش کی طرع ہین جب جنگل مین برستا ہے تو اس سے نباتات اُگتے ہین اور جب سمندر مین برستا ہے تو اِس سے موتی نکلتے ہین۔ یہ ایک نا قابل تر دید حقیقت ہے کائنات مین پائی جانے والی تمام مخلوق مین انسان کا جو مقام ہے وہ کسی اور مخلوق کو حاصل نہین ہے کوئی جاندار یہ بے جان مخلوق انسان کے مرتبہ اور مقام تک نہین پہنچ سکتی، انسان دیگر مخلوقات کو کائینات مین پائی جانے والی اشیاء کو اور کارفرما قوتوں اور توانیوں کو اپنے لیے استعمال کرتا ہے اور کرتا رہے گا اِن پر اِس کا تصرف بڑھتا جا رہا ہے اور بڑھتا جایگا لیکن انسان کو اِس کی تخلیق سے آج تک نہ کسی دوسری مخلوق یہ شیء نے اپنے لیے استعمال کیا ہے اور نہ کبھی استعمال کر سکیگی انسان کی فضیلت اِس لیے ملی کہ وہ خالق کاہنات کی طرف سے علم سے نوازا گیا ہے وعلمہ آدم الاسماء کانھا، ۔ علم کی نوازش کے ساتھ خالق کائنات نے انسان کو وہ حسِ عطا کی جسِ کے ذریعہ سے وہ ربوبہیت الٰہی کا ہر شیء اور ہر قانون قدرت مین مشاہدہ کر سکتا ہے۔ علم صیح معنے مین وہ ہے جو اقرار ربوبہت کی ازلی حسِ کو قوی کرتا جاے اور اِس سے کام لیے کر قدرت اِس کے مظاہر اور قوانین مین اہم آینگی کا پتہ چلاے اور اِس توازن و ترازو کو محسوس کر کے جسِ پر یہ ہم آینگی قایم ہے۔

خواہش نفس:- خواہش نفس کو پورا کرنا راہ طریقت مین بت پرستی ہے. اگر انسان کی بڑائی کی بنیاد پر اسرار معرفت حاصل ہوا کرتے تو رسولوں کی بعثت بیکار ہوتی. معرفت حاصل کرنے کا راستہ نبی اور ولی کی ذات ہے اور اگر اولیاء کی صحبت دیانتداری سے اختیار کرو گے تو پردہ ہٹ جائیگا جو غیبی چیزین دیکھنے سے مانع ہوگا

حضرت محبوب سُبحانی سَّیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے گیارہ نام مبارک

بہجہ الاسرا میں شیخ ابوالقاسم عمر بزازؒ سے منقول ہے کہ حضور غوث اعظمؒ نے فرمایا جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے اس کی مصیبت دور ہوگی. جو شخص کسی حاجت میں اللہ تعالی کی طرف میرا وسیلہ پکڑے تو اس کی حاجت پوری ہوگی. جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت طلب کرے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی. عراق کی جانب جب گیارہ قدم چلے تو ہر قدم پر آپ کا ایک نام لے اور دل میں فریاد رسی کا طالب ہو انشاءاللہ مراد ضرور پوری ہوگی.

اللھم صلی علی محمدنِ النبی الاُمیّ والہ وبارک واسلم

سید محی الدین امراللہ	شیخ محی الدین فضل اللہ
اولیاء محی الدین امان اللہ	بابا محی الدین نوراللہ
غوث محی الدین قطب اللہ	سلطان محی الدین سیف اللہ
خواجہ محی الدین فرمان اللہ	مخدوم محی الدین برہان اللہ
بادشاہ محی الدین عرش اللہ	درویش محی الدین عنایت
فقیر محی الدین مشاہد اللہ	شیخ عبدالقادر شیٍ ءِ لِلہِ

بحق لَا اِلٰہَ اِلاّ اللہ

محی الدین -دین کے زندہ کرنے والئے. غوث- فریادرس. مخدوم- ہمارے آقا. درویش- دروازہ خداوندی . خواجہ- بزرگ دیندار. سلطان- شہنشاہ. قطب- سردار . اَمر-کام کا ہونا شَیٔ لِلہِ- قدرت رکھنا ہر شیء پر

اعوُ ذُ بِااللہ من الشیطن الرجیم

پڑھنا اعوذ بااللہ اے نیک نام پہلے　　یہ کیا غرض ہے جانو حکم سلام پہلے
شیطان کون جانو اللہ کو پھر پہچانو　　ان دو کے فرق کا تم کرنا نظام پہلے
شیطان کون ہے وہ لقب رجیم پایا　　یہ جاننا فرض ہے ہر خاص و عام پہلے
کفر قدئیم اسمیں پنہاں ہے اے مسلمان　　مسلم کی شان ہے یہ کرنا فہام پہلے
اس راز کا ولیؔ تو کرنے حصول مطلب
سب چھوڑ زہدو تقویٰ کرِ انتظام پہلے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من عرف قول علی عنوان بسم اللہ ہے　　قد عرف سِرِّ خفی عرفان بسم اللہ ہے
اسم اللہ ہے یقیناً اسم اعظم بے نظیر　　جاننا جسکا یقین ایمان بسم اللہ ہے
اسم اللہ ذات ہے تو شان رحمٰن اُ ہے صفت　　جسکی صورت صورتِ انسان بسم اللہ ہے
اسم اللہ ساتھ جو صفت رحیمی شان ہے　　خاصکر یہ سِہ تعیّن شان بسم اللہ ہے
مظہر تاج سر قرآن ہے یہ سن ولیؔ　　جسکا مظہر تر جگت کی جان بسم اللہ ہے

حمدِ خدا

تیری ذات میں وصفات ہے تیری شان جل جلاہ‘
کچھ سمجھنے کی یہ نکات ہے تیری شان جل جلاہ‘
کہیں احد ہوا کہیں احمدا کہیں محمودا کہیں محمدا
کُن فیکون کی یہ بات ہے تیری شان جل جلاہ‘
کہیں ساجدہ کہیں مسجودہ کہیں معبودہ کہیں محبوبہ
یہ سب کچھ تیرے ہاتھ ہے تیری شان جل جلاہ‘
کہیں جلالی ہے کہیں جمالی تو ہر رنگ رو کمالی تو !
یہ سب تیرے ادراک ہیں تیری شان جل جلاہ‘
تجھے کیا کہوں میں اے خدا کہیں مصطفےٰ کہیں مجتبےٰ
یہ سب تیرے درجات ہیں تیری شان جل جلاہ‘
کہیں گل بنا گلزار بنا کہیں نور بنا کہیں نار بنا
یہ فنا بقا حرکات ہین تیری شان جل جلا ہ‘
کہیں ذرّہ میں کہیں قطرے میں کہیں دریا میں کہیں مین میں تو
کّل شیئً کائنات ہے تیری شان جل جلاہ‘
کہیں منوّرا کہیں شرّرا روحی مِن روحی تو گوھرا
یہ سب تیرے کمالات ہیں تیری شان جل جلاہ‘
کیا وصف تیری کر سکے ادنیٰ خاکی ہے چھّوٗرا
تیری ذات میں بھی نعت ہے تیری شان جل جلاہ‘

نعتِ احمد ﷺ

ہے کفر ٹوٹا ٹوٹی محبت قدم اپنے آنے سے اے کملی رالے
گرے بُت اوندھے گئی دُور ظلمت قدم اپنے آنے سے اے کملی والے

بجا ڈنکا توحید بلند ہوے نعرے ہر سوئے جہاں مین اے کملی والے

ہوا تم پہ نازل معجزہ قرآن خود آپ سراپا تھے نور ایمان
یہ معراج قدرت درود محمدؐ قدم اپنے آنے سے اے کملی والے

یہ دستِ یَد اللہ شان کریمی نہ کھلی اور کس پر یہ دُور بینی
یہ انّا فتحنا کی شان شوکت قدم اپنے آنے سے اے کملی والے

ہوا چاند ٹکڑے اشارے سے اپنے یہ دیکھ پڑھے کلمہ کافر سب نے
یہ شان جلالی یا کہ جمالی قدم اپنے آنے سے اے کملی والے

ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ یہ چاروں صحابہ تھے نور اختر
یہ چاند ستارے ہوے سب سے بہتر قدم اپنے آنے سے اے کملی والے

صداقت شجاعت عدالت سخاوت یہ دین واسلام محبت
کُھلا اِن سے مژدہ اُمت پہ اپنے قدم اپنے آنے سے اے کملی والے

یہ صدقہ تمہارا یہ تحفہ تمہارا ملا چتّورَ کو اپنا سہارا
ہوئی چشمِ بینا خادم چتّورَ کی قدم اپنے آنے سے اے کملی والے

مُوتُوقَبل اَنتَ موتُ

نماز میں تو فنا نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی
نظر کے آگے خدا نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی

یوں موتو قبل انتَ موتو مرنے کے پہلے مرجا تو زاہد
ہستی سے تیری جدا نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی

تو میں کے جھگڑے یہ دل کے وساوس نماز میں تو خیال کرتا
جب دل سے دل جما نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی

یوں لنترانی کہے تھے موسیٰ کلیم اللہ صدا تو آتی
خدا کا جلوہ دیکھا نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی

صفات اندر ذات خدا اللہ سے مل کر مصطفےٰ ہے
ان جب تک پتہ نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی

گر دیکھنا ہے نماز کیا ہے یہ کیسا پڑھنا اور بیٹھنا اُٹھنا
کامل سے جب تک سکھا نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی

قیام وقعدہ رکوع سجود نماز وصل میں کچھ نہیں ہے
معراج مومن کیا نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی

خدا کو گر تو دیکھنا چاہئے مرشد کامل ڈھونڈ جا تو
سر اُن کے قدم پر جھکا نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی

چنور نے پایا نماز اندر ہستی کو اپنے اے میرے شررَ
شررَ سے جبتک ملا نہ ہوگا نماز تیری ادا نہ ہوگی

مُناجات

یا رسولِ خدا بلا لینا — دیدار اپنی مجھے دکھا دینا
حال ابتر ہوا ہے اب میرا — اپنی کملی میں تم چھپا لینا
تشنہء دید ہوں میں یا احمد — شربت وصل کچھ پلا دینا
اُمّتی ہوں تمہارا یا شاہا — باغ ثیبہ میں تم جگہ دینا
قبر کے خوف ساتھ محشر میں — دونوں عملوں سے تم بچا لینا
گرمئی حشر میں میرے آقا — اپنے دامن میں تم چھپا لینا
میرے اعمال جب تولے میزان — پلہ نیکی کا تم جھکا دینا
نزع کے وقت یا رسول اللہ — رخ تمہارا ذرا دکھا دینا
پاوے رخ سے نجات یا مولیٰ — مشکلیں حل میری کرا دینا
اسم اعظم تمہارا یا احمد — سکّہ دل پر میرے کھدا دینا
ہے خادم تمہارا دیوانہ — پار بیڑا میرا کرا دینا

مناجات

تمہارا نور جب آدم میں آیا یارسول اللہ
فرشتوں نے ہے تب سر کو جھکایا یارسول اللہ

عجب مولود حیرت ہے بت کعبہ بنے ساجد
کنگورے محل کسریٰ نے ہے ڈھایا یارسول اللہ

جلا کر طور کو بے ہوش موسیٰ کو بنا ڈالا
جلالی شان جب تم نے دکھایا یارسول اللہ

نبوت پر گواہی تیرے ہے سنگ و شجر نے دی
نبوت کیا خدائی کر دکھایا یارسول اللہ

کیا جو چاند کو ٹکڑے سما پر اک اشارے سے
عجب یہ معجزہ تم نے دکھایا یارسول اللہ

خودی حق میں فنا کر کے انا الحق بولے منصور
تیری دیدار کو سولی پہ پایا یارسول اللہ

مدینہ جلد بلوا لو نہیں ہے صبر کو یارا
وؔلی اب ہند سے ہے باز آیا یارسوال اللہ

مناجات

بارہ امام چاردہ معصوم پنجتن

پھر عشرہ مبشرا اور چار یار بھی

ان سب میں جو شریک ہے وہ ہے علی فقط

سب سے جدا ہے اور ہے سب میں شمار بھی

ہجرت کی شب میں وہ بستر احمد پہ سویا تھا

ایک شب میں جانشین بھی بنا اور جان نثار بھی

داماد ہے نبی کا وہ نفس نبی بھی ہے

یہ مسئلہ ہے سہل بھی اور پیچدار بھی

مشکل کشُا ہیں خلق میں اور فاقہ کش ہیں وہ

بے اختیار بھی ہیں اور با اختیار بھی

یکتا وہ زہد میں ہے شجاعت میں فرد ہے

تسبیح بھی ہے ہاتھ میں اور ذرالفقار بھی

اللہ اکبر اس میرے مولیٰ کی شانِ پاک

مزدور بھی ہے اور شئہ دلدل سوار بھی

شانِ علی سمجھ میں نہیں آتی ہے دوستو

بے کس بھی ہے اور اسدِ کردگار بھی

حُب علی سے دل ہے غنی فقر و عسر میں

ہے کوثری غریب بھی اور مالدار بھی

مناجات

مرشد تمہارا خادم رنجوں میں مبتلا ہے
ہووے نظر رحم کی غم میں ڈوبا ہوا ہے

میں ہو کے اپنا خادم کس سے کہوں میں غم میں
میرا ہی نفس مجھ کو ہر دم رُولا رہا ہے

ہے نفس میرا دشمن سنتا نہیں ہے میر
دنیا کے اُلفتوں میں مجھ کو پھنسا رہا ہے

ہر ہر طرح سے اُس کو سمجھا رہا ہوں ہر دم
امّارا نفس میرا مجھ کر ٹھگا رہا ہے

دنیا کے لذّتوں میں ہے نفس میرا غلطاں
کر دو قتل جلد اُس کو شیطاں کا دغا ہے

دل کا چراغ میرا سلگائے دل سے اپنے
کر دو زیادہ روشن دل لے کے آ کھڑا ہے

ہر دم ہو دید اپنی دونوں جہاں مین مرشد
بن دیکھے کیوں رہوں میں مشتاق ہو رہا ہے

کون و مکاں میں میرا کوئی نہیں ہے حامی
دامن پکڑ کے اپنا ہر دم ہی رو رہا ہے

غفلت سے میرے مرشد تقصیر مند ہوا ہوں
شرمندہ ہو کے اپنا معافی یہ چاہ رہا ہے

ہر ایک مرید کو اب ہوئے ہدایت اپنی
دل کر دو سب کا روشن ہر دم میری دُعا ہے

دونوں جہاں میں مرشد راحت ہو دل کو میرے
شر ئر تمہارا سایہ خادم لئے کھڑا ہے

مناجات

میری قادر میری بگڑی کے بنانے والے
میرے مُرشد میرے مقصد کے دلانے والے

کیا کروں کس سے کہوں تیرے سوااۓ قادر
میرے حامی مجھے آفت سے بچانے والے

میں ہوں خادم تو ہے مرشد کر مدد مجھ پہ سدا
میرے سردار مجھے رنجوں سے بچانے والے

فانی دنیا کی محبت میں پھنسا ہوں میں سدا
میرے شاہا مجھے تم غم سے چھڑانے والے

دم بدم خطروں سے دل ہو گیا بیمار و تباہ
میرے مولہٰ میرے خطروں کو مٹانے والے

میں ہوں عاصی میں مجرم تو رحیم اور کریم
میرے رہبر تم گناہوں سے بچانے والے

مجھ کو ہے ذکر تیرا نام شب و روز اے قادر
میرے محبوب میری ہمّت کو بڑھانے والے

کون ہے آپ سوا دونوں جہاں میں اپنا
میرے شافی تم شفاعت کے کرانے والے

منوّر پاک کی یہ ہے جو تصنیف شریٔ
میرے دادا میرے ہادی کو بچانے والے

دل کو راحت دو سدا اور صبر دو تم مدام
اپنے خادم کو خود اپنے میں سمانے والے

فہرست مضامین

مناجات

تو سارے حسینوں میں یکتا نظر آ تا ہے

جو دونوں جہاں تیرا شیدا نظر آ تا ہے

کعبہ ہو یا بتخانہ آبادی یا ویرانا

ہر اک تیرے شیدا کو قبلہ نظر آ تا ہے

یہ دیر و حرم تیری وحدت کو نہین سمجھے

ان دونوں میں کثرت کا جھگڑا نظر آ تا ہے

ڈھونڈ اپنی خودی کو تو اے عارفِ فرزانا

لئے تیری خودی ہی میں مولا نظر آ تا ہے

ہے بیخودی اک پردہ اس فاطر فطرت پر

تو اپنی خودی پا لے اللہ نظر آ تا ہے

جو کلمہ طیب شیدا ہوا طیبائی

ہر تارِ نظر اسکا طیبہ نظر آ تا ہے

اللہ کا پردہ خود ہے خوفِ مجبودیت

لاخوف ولی ہو جا اللہ نظر آ تا ہے

قالو بلیٰ

تم نے قالو بلیٰ سے جو وعدہ کیا — اب وہ وعدہ نبھانے کا وعدہ کرو
سن کر ایمان لاتے ہیں یون تو سبھی — دیکھکر ایمان لانے کا وعدہ کرو
اِبتدا اِنتھا کیا ہے کچھ بھی نہیں — کیا فنا کیا بقا کیا ہے کچھ بھی نہیں
خود کو تم جان کر اُس کو پہچان کر — سب کو تم بھول جانے کا وعدہ کرو
عرش کُرسی ولوح قلم کیا زمین آسمان — دیکھ لئے ہیں تجھی میں یہ دونوں جہاں
بے خودی میں تم خود کو ٹٹولو ذرا — راز کو تم یہ پانے کا وعدہ کرو
میرے ساقی کی دیکھو یہ دریا دلی — کو پیا ہے نظر سے وہ بن ہے ولی
پینے والو پیو جتنی چاہو پیو — ہوش میں پھر نہ آنے کا وعدہ کرو
تم اَزل سے آتے سماتے رہے — ٹوکریں دربدر کی کھاتے رہے
اب کے ایسا کرو جانے والو سنو — جا کے واپس نہ آنے کا وعدہ کرو
وہ کلیسا ہو گر جا یا دیر وحرم — میرا جلوہ تو ہر دم نظر آئیگا
جہاں پاون تم کو چنو رو ہاں — سر کو اپنے جھکانے کا وعدہ کرو

مناجات

یہ گھر آباد ہو جائے ہمیشہ یارسول اللہ
خوشی خرایک کومل جائے ہمیشہ یارسول اللہ
خدا سے کم نہیں ہے سب سے بڑھکر آپکا درجہ
نگاہٗ لطف ہو جائے ہمیشہ یارسول اللہ
خدا کی ہم پہ ہو رحمت شفاعت اور برکت
ہمارے رب کا سایہ ہو جائے ہمیشہ یارسول اللہ
جو اس محفل میں حاضر ہیں جو اُنکے دوست ہیں پیارے
ہدایت سبکو مل جائے ہمیشہ یارسول اللہ
دُعا کیجیے کبریا سے مرادیں سبکھ ہو حاصل
یہ گھر پھر شاد ہو جائےء ہمیشہ یارسول اللہ

سلام

اے کالی کملی والے لئے لوسلام ہمارا

رحمت لٹانے والے لئے لوسلام ہمارا

آقا مدینہ والے لئے لوسلام ہمارا

معراج جانے والے لئے لوسلام ہمارا

آقاوں کے آقا شاہوں کے شہنشاہ

اُمت کو تیری آقا تیرا ہی ہے سہارا

ظاہر میں تم نبی ہوں باطن میں تم خدا ہو

بگڑی بنانے والے لئے لوسلام ہمارا

اے شاہ بخت وَللہ کیا بات ہے تمہاری

آنسوں بہانے والے لئے لوسلام ہمارا

اللہ کے پیارے دلبر کیا شان ہے تمہاری

بخشش کرانے والے لئے لوسلام ہمار

اے بے کسوں کے والے لئے لوسلام ہمارا

اے کالی کملی والے لئے لوسلام ہمارا

سلام

سلام آپ پرتاجدارئے مدینہ — درود آپ پرشہریارمدینہ
کرم ہوکرم دونوں عالم کے والی — بُلا لیجئے چوکھٹ پہ سرکارعالی
غریبوں کی فریاد نہ جائے نہ خالی — ہم آنکھوں سے دیکھے بہار مدینہ
آمینہ بی بی کے آنکھوں کے تارئے — حلیمہ کی تنہائیوں کے سہارے
نبی آپ ہیں سارے نبیوں سے پیارے — فدا آپ پر ہے دیارے مدینہ
غریبوں تیموں کے غمغار آقا — ہراُمتی کے مددگار آقا
اک عالم نہیں ہے مخر دوعالم — شہنشاہ نقش نگار مدینہ
ابوبکرصدیق اکبرکاصدقہ — عمر و عثمان د لبرکاصدقہ
علی مرتض یعنی چنور کاصدقہ — دکھا دیجیے دبارمدینہ

درود آپ پرشہریارمدینہ

دُعا

دعا خدا کے سامنے حاجزی وادب واحترام کے ساتھ مانگنے کا حکم ہے . اول وآخر درود پڑھنے کے بعد دعا کیجیے. اپنی تمام حاجتیں چھوٹی ہوں یا بڑی کتنی ہی معمول کیوں نہ ہوں اللہ سے مانگے. دعا مانگنے والا اور سننے والا دونوں آمین کہیں. اور بالقصد نغمہ سرائی اور تکلف خوش الحانی اختیار کرنا مکروہ ہے. اور دعا پڑھنے کا نام نہیں ہے. بلکہ دعا کرنا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبرَاھِیمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبرَا ھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِید اَللّٰھُمَ بَا رِك عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَا رَکْتَ عَلٰی اِبرَاھِیمَ وَّ عَلٰی اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِید مَّجِید

امیر دو جہاں دو چشم دل تو — یہ چو رنگ چمن کا ہے ایک گل تو
گلستان بہار باغبان ہے — تو ہی مہان اور تو ہی میزبان ہے
تیری توصیف کب ہم سے رقم ہو — تو ہی ہم عاصیوں کا پیشوا ہے
تو قادر ہے تجھے قدرت سزاوار — تیرے در کے ہم عاجز ہین گنہگار
تو قادر ہے ہمارا راز داں ہے — تیر در کے ہم سب مہاں ہیں
نہیں تجھ بن سہارا اس جہاں میں — تو جو چاہے کرے اپنے مکاں میں
بجز کس سے کریں ہم جا کے فریاد — تو ہی مالک ہے قادر دے ہمیں داد
تو ہی رُتبہ دیا ہے مُشتِ گل کو — کہ خاک و باد وآتش آب و گل کو
تیرے دست میں سب قادر ہے شاہی — تو پل میں شاہا کو کرتا ہے سپاہی
خطا آدم کی بخشا ہے تو ایک بار — تو کلمے سے محمد کے اے غفّار
صبر ایوب کو تو نے دیا تھا — اس طرح صبر دے اے میرے مولٰی
بھکاری ہیں تیرے در کے غلاماں — بنے بیٹھے ہیں تیرے در کے درباں
رہا کوئی نہ اِس جا جُز تیرے ذات — کہا تو کُلُ مِنْ علیہ سماوات

ہزاروں رنگ کے خالی مکاں ہیں	نہ والی ہے نہ مالی سب فنا ہیں
نہیں قائم ہے دو دن کا ٹھکانہ	بہ وقت موت پر ایمان بچانا
نہیں ہے آسرا کوئی اس جہاں میں	تیری ایک ذات باقی ہے جہاں میں
گناہ بے حد ہیں میرے ہوں گنہگار	میری حالت سے واقف ہے تو غفار
نہ کرنے کے کیا ہوں میں یہاں کام	تو ہی بخشش کو ہو میرے مددگار
میرے اعمال سے اب ڈر ہے مجھ کو	تیری رحمت کی بس اُمید ہے مجھ کو
سیاہ اعمال گر ہو جاوے میرے	سفیدی تیری رحمت سے کرا دے
حشر میں اور نشر میں میرے ہمراہ	رہے مرشد میرے ہمراہ ُ خدایا
نہ دکھلا وقت نزع صورت ابلیس	خدایا پیر ہووے میرے نزدیک
تو مالک ہے میرے روز جزا کا	قیامت مین نہیں ہے کوئی دوسرا
جو بگڑا ہے مقدر وہ سنور جائے	نوشتہ لاکھ لکھا ہو بدل جائے
نہ کر تو مجھ کو غیر کے حوالے	پیرے دامن میں ہم سب کو چھپا لئے
شفاعت کے لئے مجھ کو وہاں پر	محبت سے بچالو میرے چنوّر
میری ایک جان ہے دشمن ہزاراں	نہیں ڈرتا ہے قادر تیرے در کا درباں
حقیقی نور سے بھر دے سب کے سینے	تو کر دے دُور قادر سب کے کینے
تو ہر بیمار کو جلدی شفا دے	تو ہر قید مصیبت سے رِہا دے
قرض خواہ کو چھوڑا دے تو قرض سے	بچا تو جلد قادر اس مرض سے
تمنّا پوری کر دے ہر دلوں کی	قیامت کے بھی دن کا تو ہے قاضی
ہر ایک اندھوں کے آنکھیں کر دے روشن	کہ ہیں مشتاق تیرے دید کے مَن
نہ کر محتاج تو ہر در کا قادر	تیرے در کے سوا جاوں کسی دَ
الٰہی فضل سے کر شاد و خرّم	تیری رحمت رہے سب ہم پہ دائم
تو ہر وسواس دل کا دور کر دے	حقیقی نور تیرا دل میں بھر دے

چھوڑا دے دین اور دنیا کے غم سے　　بچا لئے اَبر رحمت اور کرم سے
تو رکھ ہر قدم پر اسلام قایئم　　بڑھا دے دین کو اور رکھ تو دائیم
الٰہی ہیں سبھی محتاج تیرے　　تو قادر بخش دے ماں باپ میرے
میری نیکی کے پلّے کو جُھکا دے　　گناہاں تیری رحمت سے مٹا دے
الٰہی کر ہر ایک مشکل کو آساں　　کہ ہر ایک دل میں بھر دے نور ایماں
الٰہی پوری کر ہر ایک دل کی ارماں　　تو ہی ہر ایک کا ہے قادر مہرباں
الٰہی علم باطن کر ہدایت　　بچا غفلت سے ہر ایک کو اس وقت
الٰہی حشر کے میداں میں رکھ ساتھ　　نہ تیرے در سے کر تو غیر کے ہاتھ
الٰہی رکھ میرے سر اس کا سایہ　　میرے چنّو روہی مرشد خدایا
انہیں کا ہے گدا کمتر یہ سرور　　تو رکھ سایہ اسی کا اس کے سر پر
دعا ہم سب کی قبول تو کر دے قادر　　تو ہی ہے مہرباں ہر ایک کا داور

اے بخشش فرمانے والے اے کرم کرنے والے اے فضل کرنے والے اے عطا کرنے والے تمام معملات میں ہمارا انجام بخیر فرما تیرے سامنے عاجزی کا اظہار کر رہا ہوں اور تیری رحمت کا طلب گار ہوں .سب کچھ ہم مانگتے ہیں تیرے رحمت کے وسیلہ سے اے بڑی عزت والے اے بڑی مغفرت والے تجھ سے مانگتے ہیں لامل ایمان اور سچا یقین اور کشادہ رزق اور عاجزی کرنے والا دل ذکر کرنے والی زبان حلال اور پاک روزی اور سچھے دل کی توبہ اور فرمابرداری کی توفیق عطا فرما.اے پروردگار تونے جو رزق دیا ہے اس پر قناعت بھی عطا کر اور جو نعمتیں عطا فرمائی ہے ان مین برکت بھی دے.ہم جدھر رغ کرے خیر کو متوجہ فرما. اے قادر تیری نعمت کے چھٹ جانے سے اور تیری عافیت کے پلٹ جانے سے اور سزا کے اچانک وارد ہوجانے سے تیری ناراضی سے تیری پناہ مانگتا ہون.سب حمد وثنا تجھی کو ہی سزاور ہے ہماری دعاہوں کو اپنے فضل سے کرم سے قبول فرما

آمین　　امین

اللہ تعالیٰ کے اَسْمَاءِ حُسْنٰی کا بیان :-

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:-

اللہ تعالی کے اسماء حُسنیٰ جن کے ساتھ دعا مانگنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے .ننانوے نام ہیں جو شخص ان کا احاطہ کرے گا (یعنی یاد کرلے گا اور پڑھتا رہے گا) وہ جنت میں داخل ہوگا اس حدیث میں جن ننانو ناموں کا ذکر آیا ہے ان میں سے اکثر و بیشتر نام قرآن کریم میں مذکور ہی چند نام ایسے ہیں جو بعینہ قرآن میں مذکور نہیں ہیں . اللہ جل شانہ کے اسماء حسنیٰ جن کا ذکر آیت کریمہ وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَاَ. اور اللہ کے سب ہی نام اچھے ہیں ان ناموں سے اسکو پکارو.

اسماء حسنیٰ کے ذریعہ اپنی ضرورت کو اللہ تعالےٰ کے دربار میں عرض کرنا سب طریقوں میں بہترین طریقہ ہوگا اور اس میں ناکامی کا منہُ دیکھنا نہ ہوگا

اسماء حسنی کی تلاوت کرنا چاہیں تو اس طرح شروع کریں ھُوَاللّٰہُ الَّذِی لا الہ الا ھُو الرحمٰن الرحیمُ آخر تک مسلسل پڑھتے چلے جاہیں ہر اسم کے آخری اسم پر پیش پڑھیں اور دوسرے اسم سے ملادیں .جس نام پر سانس لینے کے لئے رکھیں اس کو نہ ملایں .اور دوسرا نام ' اَل ' سے شروع کریں. اگر کسی نام کا وظیفہ پڑھے تو شروع میں اَللّٰھم اور اس نام کے بعد جَلَّ جَلالہُ کہیں پھر اس جام کو دن اور رات میں وقت مقررہ میں حاجت براری تک پڑھتے رہیں پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر پھر اَللّٰھمہ یا وَدُوْدُ جل جلالہُ یا اَللّٰھمہ یارَحمَانُ جَلَّ جَلَالُہُ پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں. دوسرا طریقہ پڑھنا ہوتو مثلا الرحمٰن کا وظیفہ پڑھنا ہوتو یا رحمٰن پڑھیں اس طرح تمام اسماء کو سمجھ لیجے. اس طریقہ سے اسماء حسنیٰ کے ذریعہ بہت جلد دینی اور دنیوی مقاصد حاصل ہوں گے.

یا- اے ' جَلَّ جَلاَ لُہ' - جس کی شان عظیم المرتبہ ہو.

نمبر شمار	اسماءحسنیٰ	معنی	خواص اور فوائد
ا	یااللہُ جل جلا له	اےسب کےمعبود	تسخیر کے لے 66 مرتبہ
2	یارحمانُ جل جلا له	اے بڑامہربان	آفات دور کرنیکے لئے 29 مرتبہ
3	یارحیمُ جل جلا له	اےخاص رحم والا	دولت ملے کے لئے 90 مرتبہ
4	یامَلِکُ جل جلا له	اےسب کابادشاہ	عزت کے لئے 90 مرتبہ
5	یاقُدُّوسُ جل جلا له	اے پاک ذات	بے پرواہ ہونیکے لئے 170 مرتبہ
6	یاسَلامُ جل جلا له	اےسلامت رکھنے والے	تندرستی کے لئے 131 مرتبہ
7	یامُؤمنُ جل جلا له	اےامن دینے والئے	ظلموں سے بچانیکے لئے167مرتبہ
8	یامُھیمنُ جل جلا له	اےنگہبان والئے	حاکم مہربان ہونیکے لئے45مرتبہ
9	یاعَزِیزُ جل جلا له	اےغالب والئے	کامیابی کے لئے 125 مرتبہ
10	یاجَبّارُ جل جلا له	اے بڑازبردست	غلبہ پانیکے لئے 731 مرتبہ
11	یامُتکبِرُ جل جلا له	اے بزرگی والا	دشمن سے بچنے کیلے 662 مرتبہ
12	یاخَالِقُ جل جلا له	اے پیداکرنیوالے	بچے ہونیکے لئے 731 مرتبہ
13	یابَارِئُ جل جلا له	اےعالم کوبنانیوالے	مونس کے لئے 213 مرتبہ
14	یامُصوِّرُ جل جلا لهُ	اےصورت بنانے والئے	بانجھ پن دور ہونے 367 مرتبہ
15	یاغفارُ جل جلا لهُ	اےبخشنے والئے	غصہ سے بچنے کیلے 1312 مرتبہ
16	یاقہّارُ جل جلا لهُ	اے برےغلبہ والئے	دشمن پرگالب ہونے 237 مرتبہ
17	یاوَھّابُ جل جلا لهُ	اےبہت دینے والے	مالدار ہونے 45 مرتبہ
18	یارَزاقُ جل جلا لهُ	اےروزی دینے والے	افلاس کودورکرنے 239 مرتبہ
19	یافَتاحُ جل جلا لهُ	اےکھولنےوالے	روزی غیب سے پانے520 مرتبہ

20	یاعَلیمُ جل جلا له	اے جاننے والے	علم حاصل کرنے	181	مرتبہ
21	یاقَا بِضُ جل جلا له	اے تنگ کرنے والے	بدی کو دور کرنے	934	مرتبہ
22	یاباسِطُ جل جلا له	اے کشادہ کرنے والے	غم کو دور کرنے	103	مرتبہ
23	یا خاَفِض جل جلا له	اے پست کرن ے والے	مشکل کو حل کرنے	1512	مرتبہ
24	یارَافِعُ جل جلا له	ات بلند کرنے والے	منصب ملنے	382	مرتبہ
25	یامُعِزُّ جل جلا له	ات عزت دینے والے	عزتحاصل کرنے	148	مرتبہ
26	یامُذِلُّ جل جلا له	اے ذلت دینے والے	دشمن کو ذلیل کرنے	801	مرتبہ
27	یاسَمیعُ جل جلا له	ات سننے والے	دعا قبول ہونے	211	مرتبہ
28	یابَصیر ُ جل جلا له	اے دیکھنے والے	نظر بد سے بچنے	333	مرتبہ
29	یاحَکَمُ جل جلا له	اے فیصلہ کرنے والے	حق ثابت کرنے	99	مرتبہ
30	یا عَدل ُ جل جلا له	اے داد دینے والے	انصاف کیلے	135	مرتبہ
31	یالَطیفُ جل جلا له	اے باریک بین	فاقہ نہ ہونے	160	مرتبہ
32	یاخَبیرُ جل جلا له	اے خبر رکھنے والے	ذہن تیز ہونے	843	مرتبہ
33	یاحَلیمُ جل جلا له	اے بڑا بردبار	سکون قلب کیلے	119	مرتبہ
34	یاعَظیمُ جل جلا له	اے بزرگی والے	بڑا بننے کے لے	1051	مرتبہ
35	یاغَفورُ جل جلا له	اے بخشنے والے	بیماری سے شفا پانے	317	مرتبہ
36	یاسَکورُ جل جلا له	اے قدر کرنے والے	آنکھوں کی روشنی کیلے	26	مرتبہ
37	یاعَلیُّ جل جلا له	اے بلند مرتبے والے	عہدہ بڑھنے	141	مرتبہ
38	یاکَبیرُ جل جلا له	اے بہت برا	نام پیدا کرنے	163	مرتبہ
39	یاحسفیظُ جل جلا له	اے محافظ	سفر میں حفاظت کیلے	1029	مرتبہ
40	یامُقیتُ جل جلا له	اے قوت دینے والے	دل کی طاقت کیلے	581	مرتبہ
41	یاحَسیبُ جل جلا له	اے کفایت کرنے والے	مشکل دور ہونے	111	مرتبہ

42	یاجَلیلُ **جل جلا له**	اے بڑی شان مرتبہ والا	عزت پیدا کرنے	104	مرتبہ
43	یاکَریمُ **جل جلا له**	اے بہت کرم کرنے والا	نوکری ملنے	270	مرتبہ
44	یارَقیبُ جل جلالہ	اے برے نہگبان	اولاد زندہ رہنے	343	مرتبہ
45	یامُجیبُ جل جلالہ	دعا قبول کرنے والے	آرزو پوری ہونے	86	مرتبہ
46	یاوَاسعُ جل جلالہ	اے فراخی والے	غیب سے روزی ملنے	168	مرتبہ
47	یاحَکیمُ جل جلالہ	اے حکمتوں والے	کام کا پورا ہونے	78	مرتبہ
48	یاوَدودُ جل جلالہ	اے محبت والے	آپس میں محبت ہونے	51	مرتبہ
49	یامُجیدُ جل جلالہ	اے بزرگ ذات والے	جزام برص سے شفا ہونے	88	رتبہ
50	یابَاعثُ جل جلالہ	مردوں کو زندہ کرنے والا	نصیب ہونے	604	مرتبہ
51	یاشَھیدُ جل جلالہ	اے حاضرو ناظر	اولاد فرمادار ہونے	350	مرتبہ
52	یاحَقُ جل جالہ	اے برحق وثابت والے	گمشدہ چیز ملنے	139	مرتبہ
53	یاوَکیلُ جل جلالہ	اے بڑا کارساز و ذمہ	مال میں برکت ہونے	66	مرتبہ
54	یاقَوِیُّ جل جلالہ	بڑی طاقت وقوت والے	فتح پانے کیلئے	147	مرتبہ
55	یامَتینُ جل جلالہ	اے مصبوط قوت والے	غریب نہ ہونے	531	مرتبہ
56	یاوَلیُّ جل جلالہ	اے مددگار دوست	رتبہ بلند ہونے	77	مرتبہ
57	یاحَمیدُ جل جلالہ	اے تعریف والے	تجارت زیادہ ہونے	93	مرتبہ
58	یامُحصِیُ جل جلالہ	اے گھیرنے والے	دھوکا نہ کھانے	179	مرتبہ
59	یامُبدِیُ جل جلالہ	پہلے بار پیدا کرنے والا	کام شروع کرنے	87	مرتبہ
60	یامُعیدُ جل جلالہ	دوبارا پیدا کرنے والے	گم شدہ واپس آنے	124	مرتبہ
61	یا مُحیُ جل جلالہ	اے زندہ کرنے والے	درد دروہونے	89	مرتبہ
62	یامُمیتُ جل جلالہ	اے مارنے والے	دشمن کو ہٹانے	490	مرتبہ
63	یا حَیُ جل جلالہ	زندگی دینے والا	لمبی حیات کیلیے	49	مرتبہ

64	یا قَیومُ جل جلالہ	سب کوقایم رکھنے والے	محتاج نہ ہونے	مرتبہ
65	یاوَاجِدُ جل جلالہ	ہر چیز کو پالنے والے	نقصان نہ ہونے	45 مرتبہ
66	یامَاجدُ جل جلالہ	بزرگی اور بڑائی والے	شفاکے لے	79 مرتبہ
67	یاوَاحِدُ جل جلالہ	اے اکیلا	خوف نہ ہونے	50 مرتبہ
68	یاصَمدُ جل جلالہ	اے بے نیاز	سب حاجتیں پوری ہنے	165مرتبہ
69	یاقَادرُ جل جلالہ	اے قدرت والے	ظلم کودبانے	305 مرتبہ
70	یامُقتدِرُ جل جلالہ	اے زبردست	عزت ہونے	44 مرتبہ
71	یامُقدّمُ جل جلالہ	پہلے اور آگے کرنے والے	غالب ہونے	184مرتبہ
72	یامُوَخِرُّ جل جلالہ	اے پیچھے کرنے والے	تکلیف نہ ہونے	877 مرتبہ
73	یا اَولُ جل جلالہ	اے سب پہلے	لڑکا پیدا ہونے	68 مرتبہ
74	یااَخِرُ جل جلالہ	اے سب کے بعد	غلب ہونے	832 مرتبہ
75	یاظاھرُ جل جلالہ	اے ظاہر وآشکار	نور زیادہ ہونے	137 مرتبہ
76	یاباطنُ جل جلالہ	اے پوشیدہ	دل روشن ہونے	93 مرتبہ
77	یاوَلِیُ جل جلالہ	اے وارث متولی	گھر آفت سے بچنے	47 مرتبہ
78	یامُتعالیُ جل جلالہ	سب سے بلند وبرتر	مشکلیں آسان ہونے	572مرتبہ
79	یابَرُّ جل جلالہ	برا اچھا سلوک ونیک کار	فرمانبردار بنانے	233 مرتبہ
80	یا تَوابُ جل جلالہ	توبہ قبول کرنے والا	بُرائی چھوٹنے	440 مرتبہ
81	یامُنتقِمُ جل جلالہ	بدلہ لینے والے	دشمن سے بدلہ لینے	661 مرتبہ
82	یاعَفُوُ جل جلالہ	اے معاف کرنیوالے	نڈر ہونے	187 مرتبہ
83	یارَوُفُ جل جلالہ	اے بہت مہربان	محبت کیلیے	317 مرتبہ
84	یامالک الملک جل جلالہ	اے ملکوں کے بادشاہ	سلطنت کیلیے	242 مرتبہ
85	یاذُوالجَلالِ وَالاکرامُ	اے بزرگی عظمت وجلال	حاجتیں برآنے	1098مرتبہ

86	یامُقسطُ	جل جلالہ	عدل وانصاف کرنیوالے	وسوسہ نہ آنے	240	مرتبہ
87	یاجاَمعُ	جل جلالہ	سب کوجمع کرنے والے	آپسمیں صلح کرنے	145	مرتبہ
88	یاغَنِیُ	جل جلالہ	بڑابے نیاز وبے پرواہ	افلاس دور ہونے	1091	مرتبہ
89	یامُغْنِیُ	جل جلالہ	اے غنی بنادینے والے	بڑامالدارہونے	1131	مرتبہ
90	یامَانِعُ	جل جلالہ	روکھ دینے والا	دشمنی کودفع کرنے	192	مرتبہ
91	یاضَا رُّ	جل جلالہ	ضرر پہنچا نیوالا	ظالم کوبربادکرنے	1032	مرتبہ
92	یانَافِعُ	جل جلالہ	اے نفع پہنچا نیوالا	اُنکے مطابق کام ہونے	232	مرتبہ
93	یانورُ	جل جلالہ	روشنی بخشنے والا	دھڑکن دورہونے	287	مرتبہ
94	یاھَادِیُ	جل جلالہ	سیدھاراستہ دکھانیوالا	سفرآسان ہونے	51	مرتبہ
95	یابَدِیعُ	جل جلالہ	نئ چیزوں کوپیدا کرنے والا	قرض اداہونے	117	مرتبہ
96	یاباَقِیُ	جل جلالہ	اے ہمیشہ رہنے والا	تندرستی کے لئے	44	مرتبہ
97	یاوَارِثُ	جل جلالہ	سب کے موجودرہنے والا	برکت ہونے	738	مرتبہ
98	یارَشیدُ	جل جلالہ	اےداست تدبیر والے	تدبیرٹھیک ہونے	545	مرتبہ
99	یاصُبورُ	جل جلالہ	اے بڑے صبروتحمل والے	رنج دروہونے	329	مرتبہ

مذکورنانوے ناموں میں جونام اپنی حاجت کیلیے پسندآئے اس کاوردرکھیں انشاءاللہ ہرحاجت پوری ہوجاہیگی .

باب اول — باب دوم

فہرست مضامین	صفحہ نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
اسلام	01	وضواور صلوۃ دائمی:	11
فرائض	02	آدمی کا مقصد	12
ضروری دینی مسائل :-	03	سفر ظاہر اور باطن	۳۱
قرآن مجید	04	حدیث قدسی	۳۲
قرآن مین 24 انبیاء اور مرسلین کے اسماء گرامی	05	بیعت	۳۲
بڑی مشور آسمانی کتابیں	06	حیلہ شیطانی اور مکر نفس	۴۳
حضرت محمد ﷺ پیغمبر خدا اور آخری نبی	07	شیخ کو خدا نہ کہو	۴۳
تعداد غزوات	08	تصوّر شیخ	۳۲
عرفات میں تاریخی خطبہ	09	کلمہ طیبہّ	۵۴
عشرہ مُبشرا	10	کلمہ طیبہ میں عینیت اور غیریت	۵۴
حدیث کی اہمیت	11	کلمہ کی بہت سے معرفتیں	۴۳
صحاح ستہّ	12	آدمی ظہور میں ہونے کا بیان	۵۴
شریعت کے چار امام	13	کلمہ طیبہ کے معنی اسرار عرفا ن	۵۴
بدعت	14	انسان معُما- خدائی مسما	۵۴
شرک	15	تفہیم-ذکر خفی	۵۴
مذہبوں کا بیان	16	نزولی شان	۵۴
مذہبوں کا بیان	۳۲	عُرجی شان	۴۳
مذہبوں کا بیان	۵۴	اللہ کا دیدار کس کو کہتے ہیں	۴۳
	۶۵	**انسان کا وُجود بیت اللہ ہے**	۳۴
فہرست مضامین	صفحہ نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے
عالم انسانی
محبت
عشق کیا ہے
خدا کے راستے میں مرد وعورت مین کیا فرق ہے
نفس
پہلے نفس کی اصلاح پھر دوسروں کو نصیحت
مصیبت پر صبر نعمت پر شکر
پردہ د اری کرنا
اصول اور بنیاد تین چیزیں
ذوق تنہائی
تمام جہان کے بزرگوں کا احترام
ذکر الٰہی
طالب مولیٰ کیلئے دس حصول
نفس کے دس بد اخلاقیاں

باب سوم

شجرہ شریف قادری سروری
فاتحہ کا درجہ
طریقہ فاتحہ
فاتحہ کیا چیز ہے

زندہ کو ایصال ثواب
مزارات پر پھول ڈالنا
عرس اولیاء اللہ
عظمت وعقیدت
کھاتے وقت کیا خیال کرے
قرآن مجید کیسا پڑھے
تعلیم
اولیاء اللہ کو مردہ مت کہو
اولیاء اللہ کی زیارت وسفر
استمداد اولیاء اللہ
شفا اللہ دیتا ہے
صوفی کسے کہتے ہیں
مخلوق کی آرزو میں عبادت کرنا
دیدار کسے کہتے ہیں
عید کا دن
آسمانوں اور زمین کی پیدائش
کعبہ کا سیاہ غلاف کیوں ہے
نبی کریم کی تعظیم